قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

هذه العجالة من تصنيف زبدة الفقراء الصادقين والعلماء المدققين السيد الجیلانی

اعلیٰحضرت مولانا مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز

المسماۃ بہ

تحقیق الحق

فی

کلمۃ الحق

مترجم

مع

مختصر حالات حضور قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ

تصحیح و ترجمہ

مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب بنگوی و مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

بایما حضور معدن صدق و صفا مخزن علم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم

باہتمام حضرت صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب سلمہ ربہ

Marfat.com

Marfat.com

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

هذه العجالة من تصنيف زبدة الفقراء الصادقين والعلماء المدققين السيد الجيلانی

مولانا پیر مہر علیشاہ قدس سرہ العزیز

المسماة بہ

تحقیق الحق

فی

کلمۃ الحق (مترجم)

مع

مختصر حالات حضور قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ

بتصحیح و ترجمہ

مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب بنگوی و مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس

جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

بایماء حضور معدن صدق و صفا مخزن حلم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب

دامت برکاتہم

باہتمام

حضرت صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب سلمہ ربہ

(سول اینڈ ملٹری پریس صدر راولپنڈی میں طبع ہوئی)

Marfat.com

قصیدہ مدحیہ

128286

در شان حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ

از مولینا فیض احمد صاحب فیضؔ

دوش از صمیم قلب بگوشم کسے نواخت — کاں شیخ وقت و قطب زماں ایں جہاں گذاشت

آں شاہباز قدس نشیمن کہ در زمیں — دلہا شکار کردہ علم در جہاں فراشت

آں نور ذات حق کہ بیک پرتوِ نگاہ — ذراتِ خاک سجدہ گہِ آفتاب ساخت

آں مرد کاملے کہ بعرفان و عشق حق — در وقتِ خویش مثلِ خود اندر جہاں نداشت

آں حجتِ خدا کہ بہر جا قدم نہاد — باطل بصد خجالت و ذلت ازاں شتافت

مردان راہ گردِ ازاں جا نیافتند — آنجا کہ اسپ فضل و کمالش دوید و تاخت

سبطِ جناب حیدر و دلبند غوثؓ پاک — فرزند شاہ کون و مکاں آل مصطفیٰ ست

فیضؔ از نگاہ لطف خدا کے نشود جدا

آنکس کہ قدر مہرِ علیشاہؒ بدل نشناخت

Marfat.com

حالات حضور قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ

(از جناب مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واضح ہو کہ عالم ربانی عارف لاثانی رہبرِ شریعت، ہادئ طریقت قبلۂ عالم سیدنا و مولانا حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ الحسنی الگیلانی قدس سرہٗ ان بزرگان دین اور علماء کاملین سے ہیں۔ جو بڑی مدت کے بعد کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی نگاہیں باریک سے باریک حقیقت کو دیکھتی ہیں۔ اور جن کی نظروں میں انسانی زندگی کے تمام نقوش خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی پوری وضاحت کے ساتھ نمایاں رہتے ہیں۔ اور جن کے قلوب انوار سبحانیہ کے معدن اور اسرار ربانیہ کے مخزن ہوتے ہیں۔ وہ ایک طرف اپنا تعلق محبوب حقیقی سے استوار رکھتے ہیں اور ایک طرف نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی اور ان کی ہر جائز خیر خواہی کے لئے ہر میدان میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اُن کا وجود اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیر فانی معجزات کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور ان کا خلق اخلاقِ خداوندی کا آئینہ ہوتا ہے۔

خاندان اور تعلیم و تعلم

آں جناب ۱۲۷۴ھ ہجری مطابق ۱۸۵۶ء عیسوی قصبہ گولڑہ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں ایک ایسے گھرانے میں جلوہ افروز ہوئے ہیں جو اس خاندانِ سادات قادریہ گیلانیہ کی شاخ ہے۔ جن کے مشہور جد امجد حضرت میراں شاہ قادر قمیص سرکار بغداد قدس سرہٗ سے مامور ہو کر تشریف فرمائے ہندوستان ہوئے۔ اور مختلف علاقوں میں تبلیغ و ارشاد فرما کر قصبہ ساڈھورہ ضلع انبالہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی تھی۔ جہاں آج تک آپ کا خاندان موجود ہے۔ صاحب مخازن النسب نے آپ کے تفصیلی حالات تحریر کئے ہیں۔ نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اخبار الاخیار میں آپ کے سید گیلانی اور ایک صاحب کمال بزرگ ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے والد پیر نذر الدین شاہ صاحب کے

Marfat.com

جد امجد سید روشن الدین صاحب اور ان کے برادر حقیقی سید رسول شاہ صاحب سب سے اول قصبہ ساڈھورہ شریف سے حجاز مقدس اور بغداد شریف ہوتے ہوئے واپسی پر گولڑہ شریف میں اقامت پذیر ہو گئے۔ چنانچہ اس خاندان کے متعدد کشف و کرامات علاقہ میں آج تک مشہور ہیں۔ جن سے دو واقعہ خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ پیر روشن دین شاہ صاحب مذکور جب ابتداء میں یہاں تشریف فرما ہوئے۔ تو بعض علاقہ کے شیعہ سادات نے آپ کے سید ہونے کے متعلق کچھ شکوک و شبہات کئے۔ آخر کار ایک موقعہ پر آپ نے ان سے وجہ دریافت کی۔ تو یہ من گھڑت مقولہ پیش کیا۔ "کاٹھ نہ کنی سید نہ سُنی" جس پر آنجناب نے اپنی کلاہ مبارک زمین پر رکھ دی۔ اور فرمایا۔ کہ جو سید صحیح النسب ہو گا۔ وہی اس کو اُٹھائے گا۔ معترضین میں سے ایک صاحب جن کو اپنی سیادت پر بڑا ناز تھا اُٹھے اور پورا زور لگایا۔ مگر ٹوپی نہ اُٹھ سکی۔ ناچار شرمندہ ہو کر چپکے عرض کی کہ اجازت ہو تو اُٹھا لوں۔ آپ نے شفقت بھری نگاہ سے دیکھا اور فرمایا۔ اُٹھا لے۔ اور یہ بھی فقط اس کی عاجزانہ درخواست پر ظہور میں آیا۔ ورنہ وہی حشر ہوتا جو پہلے ہوا تھا۔

دوسرا یہ ہے کہ جب سکھوں کے دور میں حضرت قبلہ عالم کے والد حضرت سید نذر الدین شاہ صاحب کو ایک غلط الزام میں زندہ جلانے کی تجویز کی گئی تو باقاعدہ لکڑیوں کا چِتہ تیار کیا گیا اور آپ کو بٹھا کر آگ لگانے کی پوری کوشش کی گئی۔ مگر چِتہ مشتعل نہ ہوا۔ اور سکھوں نے سخت شرمندہ ہو کر آپ کو رہا کر دیا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد اور اُن کے ماموں حضرت پیر فضل الدین شاہ صاحب گیلانی کی سرپرستی میں ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل فرمائی۔ بچپن کا زمانہ تھا۔ ایک دن اُستاد صاحب نے نہایت تاکید کی کہ کل کے سبق کا اچھی طرح مطالعہ کر کے آنا۔ ورنہ ماروں گا۔ اتفاقاً اُس مقام سے کتاب کرم خوردہ تھی۔ اور دوسرا نسخہ موجود نہ تھا۔ آپ پریشانی کے عالم میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ خداوندا اگر تو مجھے یہ عبارت سکھا دے تو اس میں تیرا کوئی نقصان نہ ہو گا۔ اور میں اُستاد کی مار سے بچ جاؤں گا۔ سبحان اللہ یہ کہنا تھا۔ کہ ایک سبز سی عبارت آپ کے سامنے چمکی جس کو آپ نے ضبط فرمایا۔ دوسرے روز جب اُستاد صاحب نے پوچھا۔ تو آپ نے سب عبارت یاد سنا دی۔ حالانکہ کتاب میں عبارت موجود ہی نہ تھی۔ اور نہ کوئی دوسرا نسخہ وہاں موجود تھا۔ اُستاد صاحب بڑے متعجب ہوئے اور راولپنڈی جا کر دوسرا صحیح نسخہ تلاش کر کے

Marfat.com

ملاحظہ کیا۔ تو حرف بحرف درست پایا۔ واپس آکر کہنے لگے۔ کہ پیرزادہ جی! تمہیں اللہ تعالیٰ بڑی شان عطا کرے گا۔ میرے لئے بھی دعا کرنا۔ اور آپ کو مزید تعلیم دینے سے معذرت ظاہر کی جس پہ آنجناب علاقہ ہزارہ مقام بھوئی میں روانہ کئے گئے۔ وہاں پر مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم سے آپ نے قطبی تک کتابیں پڑھیں۔ بعد میں انگہ ضلع شاہ پور میں مولانا سلطان محمود صاحب کے درس میں داخل ہوئے۔ جو علاوہ ماہر علوم ظاہرہ ہونے کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مرید اور صاحب نسبت تھے۔ اس دوران میں اُستاد مرحوم کے ساتھ آپ کو سیال شریف بکثرت جانے کا اتفاق ہوا کرتا۔ اور آخر کار آپ حضرت اعلیٰ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت بھی ہو گئے۔ قیام انگہ کے زمانہ میں آپ نے تحصیل علم میں وہ مجاہدہ کیا۔ کہ بسا اوقات سخت سردیوں میں لحاف کے بغیر ساری رات مطالعہ میں گذر جاتی اور صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا فرماتے۔ دو اڑھائی سال کے مختصر وقت میں آپ نے اکثر کتب درسیہ پر عبور حاصل فرما لیا۔ اور ساتھ دوسرے طلباء کو سبق پڑھانے کا سلسلہ بھی اُستاد مرحوم نے آپ کے سپرد فرما دیا۔ ان مشاغل کے باوجود سیال شریف کی حاضری اور روحانی ترقی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جب کبھی موقعہ ملتا تنہائی میں اشعار شوقیہ اور غزلیات ذوقیہ سے بھی محظوظ ہوتے رہتے۔ خبر ہونے پر شائقین چھپ چھپ کر آپ کی ان وجدانی کیفیتوں سے مستفید اور لذت اندوز ہوتے۔ چونکہ آپ کی طبیعت مبارکہ شہرت سے متنفر تھی۔ اس لئے انگہ سے کوچ فرما کر آپ نے کچھ عرصہ علاقہ چکوال میں ایک مشہور عالم مولانا برہان الدین صاحب مرحوم کے ہاں کچھ اسباق حاصل فرمائے۔ بعد ازاں باجازت اپنے مشائخ کے ہندوستان کا رُخ فرمایا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری جن کے کتب معقول اور مثنوی شریف پر حواشی بھی موجود ہیں اس زمانے میں زیارت حرمین الشریفین کا ارادہ فرمائے ہوئے تھے۔ آپ نے مولانا مرحوم سے استفادہ کا خیال ظاہر فرمایا۔ مگر مولانا نے سفر حرمین کے ارادے کی وجہ سے معذرت کی۔ آخر کار جب آنجناب کے فضل وکمال کا سورج درخشاں ہوا۔ تو ایک دفعہ موقعہ عرس پاکپتن شریف مولانا مرحوم حاضر ہو کر اچانک آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ کافی ہجوم تھا۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری ہیں۔ آپ نے فوراً اُٹھا کر گلے لگا لیا۔

Marfat.com

اور دوران قیام بڑی محبت آمیز مجلسیں ہوتی رہیں۔ مولانا نے اس حد تک اظہار عقیدت کیا کہ کاش! مجھے آپ کو ایک دو سبق پڑھانے کا شرف حاصل ہو جاتا۔ اس لئے نہیں کہ آپ کا اُستاد کہلاؤں۔ بلکہ اس لئے کہ آپ کے دعوات صالحہ میرے شامل حال ہو جاتے۔ واضح ہو کہ ہندوستان کے دیگر مشاہیر علماء مثلاً مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مولانا انور علی شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند۔ مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی۔ مولانا فضل حق صاحب رام پوری وغیرہ آپ کے کمالات علمیہ کے مداح تھے۔ مولانا رحمت اللہ صاحب سے آپ کی ملاقات مکہ شریف میں ہوئی۔ اور مسئلہ ندائے غائبانہ اور جمعہ فی القریٰ پر مفصل گفتگو ہوئی۔ جس پر مولانا مرحوم نے اپنے سابقہ خیال سے رجوع فرما کر آپ کے ساتھ اتفاق ظاہر کیا۔ اور آپ کو فقط ایک متبحر عالم ہی نہیں بلکہ انسان کامل تصور کرتے ہوئے آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کی اور کچھ وظائف کی اجازت بھی حاصل کی۔ آپکے سفر حج کے واقعات اس قسم کے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے فضل و کمال کا سورج فقط ہند ہی میں نہیں۔ بلکہ مرکز اسلام حجاز مقدس میں بھی ایسا درخشاں ہوا۔ کہ بڑے بڑے علم اور فن کے ستارے اس روشنی میں مات پڑ گئے۔ خصوصاً حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے سامنے مثنوی شریف کے ایک شعر کی تشریح اور حاجی صاحب مرحوم پر سُن کر وجدانی کیفیت طاری ہونا وغیرہ ایسے واقعات ہیں۔ جن سے آپ کی شان علمی کا نمایاں پہلو ظاہر ہوتا ہے۔

غرضیکہ آپ مولانا احمد حسن صاحب سے رخصت ہوئے اور استاذ الکل مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ اور دوران قیام میں وہ علمی جوہر دکھائے کہ مولانا مرحوم کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اور جب علی گڑھ کالج کے بعض اراکین نے مولانا کے مدرسہ کو فیل کرنے کی غرض سے ایک سخت قسم کے امتحان کی تجویز کی۔ اور مولانا نے قبل از امتحان آزمائشی طور پر طلباء سے سوالات کئے تو آنجناب کے جوابات ایسے پسند فرمائے۔ کہ اسی دن ممتحن کے پاس روانہ کر دئے۔ چنانچہ دوسرے دن معلوم ہوا۔ کہ ممتحن مذکور نے یہ کہہ کر اراکین کالج سے امتحان لینے کے متعلق معذرت کی۔ کہ جس

Marfat.com

مدرسہ کے طالب علم کا یہ کمال ہے۔ اس کا امتحان لینا میرا کام نہیں۔ مولانا مرحوم اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فرمایا کرتے تھے۔ پیرزادہ جی! میرے مدرسے کی لاج تم نے رکھ لی۔ ایک موقعہ پر مولانا کے بڑے مشہور شاگرد مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی جو اُس وقت دہلی میں مدرس تھے۔ وہاں تشریف لائے۔ اثنائے قیام میں علم نحو کے ایک مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ آنجناب کے طرز بیان کو سُن کر حیران ہو گئے۔ اور آخر میں جب حکومت برطانیہ کی طرف سے لاہور یونیورسٹی کے ایک بڑے عہدہ پہ فائز ہوئے اور تحریک مرزائیت کے خلاف مناظرہ کے دوران میں آنجناب کی تحقیق سننے کا اتفاق ہوا۔ تو فرمانے لگے کہ یہ علوم لدنیہ کی شان ہے جن میں اکتساب کو دخل نہیں۔ تقریباً دو سال کے عرصہ میں آپ نے تمام انتہائی کتابوں سے فراغت پاکر تحصیل حدیث کے لئے سہارن پور کے مشہور شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب محشی بخاری شریف سے کتب حدیث شروع فرمائیں۔ دوران تدریس میں ایک دن مولانا سے کسی نے سوال کیا کہ قیام تعظیمی پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آیا ہے کہ حضرت سعد انصاری کے آنے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار سے فرمایا۔ قوموا لسید کم کہ اپنے سردار کے لئے اُٹھو۔ سائل نے پھر سوال کیا۔ کہ ہو سکتا ہے کسی اور وجہ سے اُٹھنے کا حکم دیا ہو۔ قیام تعظیمی پر کونسا قرینہ ہے۔ مولانا مرحوم نے آنجناب کی طرف دیکھا۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی مشتق پر حکم کیا جاتا ہے۔ تو اس کا مصدر حکم کی علت ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں حضرت سعد کی سیادت اور سرداری قیام کی علت ہو گی۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد حضرت سعد کی تعظیم کرانا تھا۔ آپ کے اس طرز استدلال کو سن کر سائل خاموش ہو گیا۔ اور شیخ الحدیث صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ چونکہ مولانا کے حلقہ درس میں اہل حدیث طبقہ کافی ہوتا تھا۔ اس لئے مسائل اختلافیہ پر بارہا گفتگو ہو جاتی تھی۔ آنجناب انہیں ایسے دندان شکن جواب دیتے کہ پھر اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہ جاتی۔ ان کمالات کو دیکھ کر ایک دن مولانا نے آپ کو اپنے مقام پہ دعوت فرمائی اور بعد فراغت سند حدیث لکھ کر فرمایا۔ کہ آپ کو زیادہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اپنے وطن تشریف لے جائیے اور خلق خدا کو مستفیض فرمائیے۔ چنانچہ آپ ۱۲۷۸ھ میں تقریباً بیس اکیس سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ سے فارغ

Marfat.com

ہو کر مراجعت فرمائے وطن ہوئے۔ اور اپنے آبائی قصبہ گولڑہ شریف میں کافی خلق خدا کو علم وعرفان کی نعمت سے مالامال فرمایا۔

جذب وسلوک اور خلافت

قبل ازیں گزر چکا ہے۔ کہ اکتساب علوم ظاہرہ کے ساتھ علوم باطنہ کی طرف بھی آپ کی پوری توجہ رہی بسرکارِ ولایت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارواح طیبہ سے بلا واسطہ مستفید ہونے کا تذکرہ متعدد مقامات پہ آپ کی کلام منظوم میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں حسب قواعد طریقت سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے مشہور شیخ اوقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے خاندان کے ایک مشہور بزرگ حضرت پیر فضل الدین شاہ صاحب قادری گیلانی سے آنجناب کو بیعت وارشاد وتلقین وتربیت خلق اللہ کی اجازت حاصل ہوئی۔ اور ان ارواح طیبہ کی عنایات اور توجہات کے ساتھ ساتھ جس قدر ریاضات ومجاہدات آنجناب نے کئے۔ بلا شبہ قرون سابقہ کے بزرگان دین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مہینوں کے مہینے مختلف پہاڑوں اور جنگلات میں بسر کر کے مالوفات طبیعہ سے کنارہ کش رہنا آنجناب کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ آخر عمر میں جبکہ عالم استغراق میں متواتر کئی سال سے غذا وغیرہ کو باقاعدہ استعمال فرمانے سے کافی حد تک احتراز فرمالیا تھا۔ اور بعض اطباء نے حقیقت حال سے ناواقفیت کی بناء پہ یہ وجہ بیان کی کہ آپ کی کمزوری قلت غذا کے سبب سے ہے۔ تو فرمایا۔ کہ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ میری مرض کی شناخت نہیں کرسکتے۔ درویش کے لئے غذا کے بغیر گذارہ کرنا کچھ مشکل کام نہیں۔ غرضیکہ حصول عرفان وتحصیل کمالات کے ذریعے عموماً دو ہی ہیں۔ جذب وعشق اور ریاضت ومجاہدہ جس طریقہ سے دیکھا جائے آپ کی ذات بابرکات یکتائے روزگار نظر آتی ہے۔

کمالات وکرامات

دنیا عموماً ولایت کا معیار کرامت کو سمجھتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ کرامات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک حسیہ اور دوسرے معنویہ۔ کرامات حسیہ جیسے عام طور پر اولیاء کرام سے تصرفات منقول ہیں۔ مثلاً ہوا میں اڑنا۔ پانی پر چلنا۔ دور و دراز مسافت کو تھوڑے سے وقت میں طے کر لینا۔ توجہ سے کسی کی حاجت روائی کر دینا۔ جن کا ثبوت متعدد آیات واحادیث سے بھی ملتا ہے۔ لیکن اس قسم کے واقعات غیر ولی سے

Marfat.com

بھی ہونے ممکن ہیں۔ چنانچہ بعض اہل ریاضت غیر مسلم افراد کو بھی یہ مقام حاصل تھا جسے اہل شرع استدراج سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن کرامات معنویہ یعنی ذوق و شوق الٰہی استقامت شریعت اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے والہانہ عقیدت اور محبت اور ملت اسلامیہ پر ہر آنے والی آفت کا حتی الوسع مقابلہ کرنا۔ اپنے خداداد اثر و تاثیر سے امت مسلمہ کو اختلاف سے نکال کر صراط مستقیم پر قائم رکھنے کی سعی کرنا ارشاد خلق اور گم گشتگان راہ شریعت و طریقت کو اپنی منزل مقصود تک پہنچا دینا مشکل سے مشکل علمی اور عرفانی نکات کی تہ تک پہنچ کر طالبان حق کی پیاس کو بجھانا۔ صبر و قناعت تسلیم و رضا جود و سخا عفو و کرم حلم و حیا جیسے مقامات عالیہ سے خود پیراستہ ہو کر دوسروں کو آراستہ کرنا۔ یہ وہ انعامات ہیں جو محض انہیں حضرات کا حصہ ہیں جن پر عنایات ایزدی اور فضل ربانی کا خاص ظہور ہوتا ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جو خلافت الٰہیہ کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اسی قسم کے کمالات کے متعلق بزرگان دین میں یہ مشہور ہے۔ کہ الاستقامۃ خیرٌ من الف کرامۃ۔ یعنی آداب شریعت اور طریقت کی پابندی ہزار دیگر قسم کی کرامتوں سے افضل ہے۔ گو آنجناب کی زندگی کا ہر لمحہ اس قسم کی کرامات سے معمور نظر آتا ہے۔ لیکن یہاں فقط چند ایک ایسے کمالات کے بیان پر اکتفا کی جاتی ہے۔ جو کہ اسلام اور امت مسلمہ کی خیر خواہی اور جذبۂ اخلاص اور اخوت اسلامیہ کی بنا پر آنجناب سے ظہور پذیر ہوئے۔ جن میں غور کرنے کے بعد ہر منصف مزاج انسان آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ردِ مرزائیت

۱۹۰۰ء کے قریب جبکہ ختم نبوت جیسے مسلّم عقیدۂ اہل اسلام میں مختلف تاویلات کے ذریعے سے بعض لوگوں نے مسلمانوں میں اختلافات کا ایک طوفان کھڑا کیا۔ اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام جن کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور واپس قرب قیامت میں تشریف لانے کے متعلق کتاب و سنت اور اجماع امت کے دلائل متواترہ موجود ہیں۔ ان کی کرسی کو اپنے لئے خالی کرنے کی کوشش بے سود کی۔ تو اس خطرناک تحریک کو مٹانے میں جس طرح آنجناب نے کارہائے نمایاں کئے وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔

Marfat.com

تقریر و تحریر ہر لحاظ سے امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدے کو آپ نے دوبارہ ایسا اظہر من الشمس کیا۔ کہ مخالفین کو اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہی۔ اور اظہار حق کے لئے یہاں تک جرأت مندانہ اقدام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اس معاملہ میں اختلاف کرنے والے بھی سفید کاغذ میدان میں رکھ دیں اور میں بھی رکھ دیتا ہوں جس کے کاغذ پر خود بخود غیبی تحریر ہو جائے وہی سچا سمجھا جائے گا۔ دنیا جانتی ہے۔ کہ آپ کے اس واضح چیلنج کو سن کر مخالفین دم بخود رہ گئے۔ اور میدان مناظرہ میں آنے تک کی جرأت بھی نہ کر سکے کتاب شمس الہدایۃ در بارۂ اثبات حیات مسیح علیہ السلام اور سیف چشتیائی وغیرہ آپ کی تصنیفات اس معاملہ کی زندہ مثالیں ہیں۔

رد نجدیت

جب بارہویں صدی کے مشہور نجدی لیڈر محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے توحید کی آڑ میں ذوات مقدسہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کے متعلق نامناسب خیالات کا اظہار کیا۔ اور توسل جیسے متفقہ مسئلہ کو شرک میں داخل کر کے اکثر اہل اسلام پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کیا۔ اور حرمین شریفین کے اہالیان کے خون اور مال سے کھیلنا شروع کیا۔ جس کی تعلیمات کے اثرات سے متاثر ہو کر بعض لوگوں نے یہاں بھی وہی سلسلہ شروع کیا۔ اور ایک زبردست اختلاف اور فتنہ مسلمانوں میں برپا ہونے لگا۔ تو آپ نے اس معاملہ میں نہایت ہی اعتدال اور انصاف کے ساتھ ان تمام مسائل پر اپنی مشہور کتاب" اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ" تصنیف فرما کر امت مسلمہ پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا۔ کتاب مذکور کے اندر غور کرنے سے اس معاملہ کے تمام تر پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ اور ایک منصف اور حق پرست انسان کے لئے بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہ جاتا۔ توسل اور نذر و نیاز۔ سماع موتیٰ۔ علم غیب وغیرہ مسائل پر آپ نے ایسے محققانہ انداز میں قلم اٹھائی۔ کہ بڑے بڑے علماء دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔ آخر کتاب میں مسئلہ تکفیر کے متعلق آپ نے نہایت ہی متکلمانہ تحقیق فرمائی ہے۔ جس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آج کل جیسا کہ تکفیر بازی کا بازار گرم ہے۔ یہ اسلام میں کس حد تک معیوب ہے۔ اور بغیر کسی خاص شرعی وجہ کے کسی مسلمان کو کافر کہنے کے کس قدر

Marfat.com

خطرناک نتائج ہیں۔

آپ کے بارہ (۱۲) سوالات

آنجناب کے اس قسم کے نجدیت سوز کارناموں کو دیکھ کر اس مشن کے بعض ہوا خواہوں نے بجائے دلائل کا جواب دینے کے سب وشتم اور گالی گلوچ کا راستہ اختیار کیا۔ مشاہیر اولیاء کرام جیسے شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہ کے خلاف کفر تک فتوے لگانے سے بھی دریغ نہ کی۔ اور دس (۱۰) مشکل سوالات مختلف علوم سے شائع کرا کے اعلان کیا۔ کہ پیر صاحب یا دیگر اہل سنت علماء ان کا جواب دیں۔ آپ نے اثنائے سفر میں صرف چند گھنٹوں کے اندر فقط ان دس (۱۰) سوالات کے جوابات پر ہی اکتفا نہ فرمائی بلکہ اپنی طرف سے اسی نوعیت کے پورے ایک سو (۱۰۱) ایک سوال تیار فرمائے۔ لیکن ان میں سے فقط بارہ (۱۲) سوالات شائع فرما کر آخر میں یہ بھی تحریر فرما دیا۔ کہ "چونکہ جواب سے جواب ہی ہوگا۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے"۔ اور جب اتنی بڑی جماعت کے خلاف اس قدر زبردست پیشین گوئی کرنے سے بعض احباب نے اظہار پریشانی کیا۔ تو فرط جوش میں آکر فرمایا۔ کہ "اگر وہ لوگ کسی بھی سوال کا جواب لکھ دیں۔ تو جن انگلیوں سے میں نے سوالات لکھے ہیں وہ کٹوا دونگا"۔ چنانچہ آپ کا ارشاد حرف بحرف سچا ہوا۔ یار لوگوں نے اپنے نجدی ہم خیال لوگوں کے تعاون سے ہر ممکن کوشش کی۔ مگر جوابات پر قادر نہ ہو سکے۔ جناب قاری عبداللہ صاحب جو مکہ شریف میں مقیم تھے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ جب آپ کے سوالات وہاں حجاز شریف میں پہنچے۔ تو علماء حجاز کے متعدد اجلاس ان کے حل کے لئے منعقد کئے گئے۔ مگر بجز حیرت کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ آنجناب کے ان سوالات و جوابات کو دیکھ کر فقط ہندوستان ہی نہیں بلکہ ممالک عربیہ عراق مصر اور ترکستان تک کے علماء کرام عش عش کر اٹھے۔ یہ سب ذخیرہ رسالہ "الفتوحات الصمدیہ" میں طبع ہو کر آج تک منظر عام پر جلوہ فرما ہے۔

آنجناب کی اعتدال پسندی

علاوہ ازیں شیعہ سنی اور مقلد غیر مقلد کے مابین اختلافات کے وجوہ اور ہر فریق کے بعض متعصبانہ خیالات کی تردید اور ان سب فرق اسلامیہ میں ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے

Marfat.com

کے متعدد نمونے آپ کے ملفوظات اور مکتوبات میں ملتے ہیں۔ جہاں ایک طرف شیعہ حضرات کے اس خیال کی آپ نے زبردست تردید فرمائی ہے۔ کہ خلافت بلافصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حق تھا۔ اور نعوذ باللہ خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان ناحق تھے۔ وہاں ان متعصب سُنیوں کے اس نظریہ کی بھی تردید فرمائی۔ کہ حضرت سرکار علی کرم اللہ وجہہ ہر لحاظ سے خلفاء ثلاثہ سے پیچھے تھے۔ حالانکہ متعدد احادیث سے آنجناب کا علم وحلم جود وسخا اور بعض دیگر اوصاف کاملہ میں یکتائے روزگار ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور جہاں آپ نے جناب سید الشہداء علیہ السلام کے مصائب ومناقب کو صحیح طور پر بیان کرنے اور سننے کو مودت اہل بیت کے لوازمات سے شمار فرمایا۔ وہاں غلط سلط روایات کا عترت رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے وقتی طور پر لوگوں کے جذبات کو اُبھارنا معیوب قرار دیا۔ اور جو لوگ یزید اور ابن زیاد وغیرہ دشمنان اہل بیت کی صفائی کرتے ہوئے اننا کہنے سے بھی نہیں شرماتے کہ کیا ہوتا اگر حضرت امام عالی مقام یزید کی بیعت کر لیتے۔ ان کی تردید کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا۔ "کہ اگرچہ یزید اور دیگر اشقیاء جنہوں نے عترت رسول علیہ السلام پر مصائب کے پہاڑ ڈھائے از روئے احادیث صحیحہ ایذا دہندگان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مستحق لعنت ہیں۔ لیکن کسی فرد یا قوم پر لعنت کرنے کو ضروریات مذہب سمجھ کر یہی رٹ لگانے کے بجائے حضور علیہ السلام اور آپ کی آل پاک پر درود بھیجنا افضل ہے۔ کسی کے ملعون ہونے کے متعلق دلائل شرعیہ کی وجہ سے عقیدہ رکھنا اور بات ہے اور اس پر لعنت کرنے کو مشغلہ بنانا اور بات ہے۔ نیز حدیث مشہور جس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسلام کے اندر بارہ خلفاء ہونے کے متعلق خبر دی ہے۔ شیعہ حضرات اسے اپنے مذہب کے اثبات کے لئے ایک اٹل دلیل سمجھتے ہیں۔ کہ یہاں سے مراد بارہ ائمہ اہل بیت کرام ہی ہیں اس حدیث کی آنجناب نے ایسی عجیب تشریح فرمائی ہے۔ کہ ہر فرقے کا منصف مزاج آدمی پڑھ کر داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ غلبۂ ادب کی وجہ سے بعض احادیث پر بغیر تاویل کے عمل کرنا جیسا کہ بعض متقدمین سلف صالحین سے منقول ہے۔ چنداں معیوب نہیں۔ لیکن حضرات ائمہ مجتہدین کو انکار حدیث سے متہم کرنا

Marfat.com

اور ان کی خدمات دینیہ سے بالکل منہ موڑ لینا جیسا کہ بعض متعصب غیر مقلدین کا شیوہ ہے نہایت نامناسب رویہ ہے۔ واقعات اور تاریخ اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ حضرات ائمہ مجتہدین نے جو کچھ کیا۔ نہایت اخلاص اور دیانت کے ساتھ کیا۔ نعوذ باللہ ایسے خادمانِ دین کے متعلق یہ نظریہ رکھنا سراسر انصاف کے خلاف ہے۔

نظریۂ وحدت وجود صوفیائے اسلام کے نظریہ وحدت وجود جس پر اکثر مشاہیر اولیاء کرام ایک ہزار ہجری تک متفق چلے آئے ہیں۔ اور ہر مسلک اور مشرب کے ارباب حال کی کلام اس سے مملو نظر آتی ہے۔ جن میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ۔ امام عبدالوہاب شعرانی۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی۔ حضرت عبدالرحمٰن جامی اور حضرت غریب نواز اجمیری۔ حضرت محبوب الٰہی دہلوی اور حضرت خواجہ باقی باللہ۔ پیر طریقت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کے متعلق بعض متاخرین مشائخ نے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ تحریرات سے اس قسم کی نتائج برآمد کئے۔ جن کی وجہ سے اس گروہ صدق وصفا میں کافی اختلاف کا احتمال پیدا ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں بعض ارباب تصوف نے غلبۂ حال کی وجہ سے اس کشفی مسئلہ کو کلمۂ توحید کا مرادی معنی قرار دے کر تمام امت مسلمہ کو اسی کا مکلف ہونے پر زور دیا۔ اور جو اس کا قائل نہ ہو اسے مشرک و کافر تک لکھ دیا۔ چنانچہ شاہ عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی کی کتاب "کلمۃ الحق" اس امر کی پوری تصدیق کرتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس امر سے امت مسلمہ کے اکثر افراد کا کلمۂ توحید کے معنی پر ایمان رکھنے سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ مقام فقط حال سے تعلق رکھتا ہے۔ اور سوائے اولیائے کرام اور عرفاء عظام کے ہر کس وناکس کی رسائی اس تک مشکل ہے۔ آنجناب نے اس خطرہ کو بروقت محسوس فرماتے ہوئے اپنی معرکۃ الآرا کتاب "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" تصنیف فرما کر ان سب خطرات کا سدباب فرما دیا۔ کتاب کیا ہے علم وعرفان کا ایک بحر ذخار ہے۔ جس کے پڑھنے سے مصنف علیہ الرحمۃ کے عرفانی کمالات کا پتہ چلتا ہے۔ مفتی محمد حسن صاحب مرحوم مہتمم جامعہ

Marfat.com

اشرفیہ لاہور اپنے شیخ طریقت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ اگر پیر صاحب یہ کتاب تصنیف نہ فرماتے تو اہل ظاہر کے لئے کلمۂ توحید پر اپنا ایمان ثابت کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ کیونکہ مصنف "کلمۃ الحق" نے کتاب و سنت اور لغت و بلاغت کے دلائل قاہرہ سے یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ کلمہ طیبہ کا مفہوم توحید وجودی میں ہی منحصر ہے۔ جس کے بغیر ایمان شرعی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور واقعی بات ہے کہ اگر حضرت قبلہ عالم جیسے محقق عارف اس موضوع پر قلم نہ اٹھاتے تو علماء ظاہر میں سے کسی کو بھی کتاب مذکور کا جواب لکھنے کی جرأت نہ ہو سکتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ اسلام کے اس اصولی کلمہ طیبہ میں اہل اسلام کے دو بڑے گروہوں میں تصادم پیدا ہو جاتا جس کے نتائج نہایت خطرناک ہوتے۔ آنجناب نے ایک طرف شاہ صاحب لکھنوی کے دلائل کے دندان شکن جوابات دے کر دلائل اور براہین سے یہ ثابت فرمایا۔ کہ کلمہ توحید کا وہ معنی جس پر زمانہ رسالتمآب علیہ السلام سے تمام اہل اسلام متفق چلے آئے ہیں۔ ایمان شرعی کے حاصل کرنے اور کفر و شرک سے نجات پانے کے لئے وہی کافی ہے۔ البتہ اس مفہوم ظاہری کے ساتھ ایک باطنی مفہوم کی طرف بھی اشارہ موجود ہے۔ اور کتاب و سنت کے بعض اشارات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ جو کہ محض ارباب باطن حضرات اہل اللہ کے مکشوفات سے ہے۔ اور اس کا انکار کرنا کفر نہیں۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ اس قدر مشاہیر اولیاء کرام کے متفقہ نظریہ کو محض کم فہمی کی بناء پر خلاف شرع اور غلط کہنے میں سوء خاتمہ اور شقاوت و حرمان کا خطرہ ضرور ہے۔

دوسری طرف آپ نے اس مسئلہ کی مکمل تشریح اور تفسیر فرما کر علماء ظاہر کے بعض بے محل اعتراضات کا پردہ چاک کر دیا۔ جو کہ کم فہمی کی بناء پر ہر دور میں اس نظریۂ کشفیہ کے متعلق وارد کئے جاتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں وحدت وجود اور وحدت شہود کے درمیان فرق اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بعض پیدا شدہ شبہات کا مکمل جواب تحریر فرما کر اس نو پیدا اختلاف کو بھی کافی حد تک ختم کر دیا جو صوفیائے وجودیہ اور شہودیہ کے مابین پیدا ہو رہا تھا۔ کتاب مذکور کے علاوہ آپ کے مکتوبات اور ملفوظات میں بھی اس موضوع پر کافی ذخیرہ موجود ہے۔ جو کہ ارباب ذوق کے لئے موجب بصیرت ہے۔

Marfat.com

چونکہ اصل کتاب فارسی اور عربی میں ہے جس کو بجز خواص کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا اسلئے کافی عرصہ سے شوقین حضرات سے اس کے ترجمہ اُردو کا تقاضا ہو رہا تھا۔ آخر ہمارے محترم مولینا عبدالرحمٰن صاحب ساکن بنگو جو کہ ایک محقق عالم ہونے کے علاوہ صوفی المشرب ہیں۔ انہیں خواب میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی کی زیارت کا شرف حاصل ہُوا۔ جس میں وہ دیکھتے ہیں کہ آنجناب حوض کے کنارے سے تشریف فرما ہیں اور دستار مبارک پیشانی پر لٹکی ہوئی ہے۔ مولینا نے دستار مبارک کو آپ کی پیشانی سے ہٹا کر سر مبارک پر درست کر دیا۔" اس خواب کے بعد انہیں آنجناب کی اس تالیف مبارک کے ترجمہ کا شوق زیادہ دامنگیر ہوا۔ جس کا نتیجہ قارئین کرام کے سامنے ہے۔ اور بندہ راقم الحروف کو بھی بعض حصوں کے ترجمہ اور موجودہ ایڈیشن کی تصحیح کا شرف حاصل ہُوا۔ والحمدللہ علی ذالک۔

مسلمانانِ ہند کی سیاسی رہنمائی

جنگ بلقان کے زمانہ میں جب مسلمانان ترکستان حکومت برطانیہ سے برسرپیکار تھے۔ تو ہندوستان کے اکثر اکابر نے ہجرت کی تحریک شروع کی۔ آپ نے بمعہ بعض دیگر اکابر ہند اس تحریک کی زبردست مخالفت کی اور اس کے خطرناک نتائج سے مسلمانوں کو بروقت متنبہ کیا۔ ارباب تحریک نے مختلف قسم کے غلط الزامات عائد کئے۔ حتیٰ کہ حکومت برطانیہ کی ہم نوائی سے بھی مطعون کیا گیا۔ مگر آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ تحریک والوں کی طرف سے بعض خصوصی نمائندے تبادلہ خیالات کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ مگر آپ کے دلائل کے سامنے بجز خاموشی کے چارہ نہ رہا اور اُلٹا اکابرین تحریک کی غلطی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور بات بھی معقول تھی۔ کیونکہ شرعی لحاظ سے جہاں پر شعائر اسلام کے ادا کرنے سے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ وہاں سے ہجرت کرنا فرض نہیں۔ اور ہندوستان سے ہجرت کرنے کی نوعیت ہی کچھ اور تھی۔ جس سے علاوہ کسی اسلامی مفاد حاصل نہ ہونے کے یہ زبردست خطرہ بھی موجود تھا۔ کہ اگر بانیان تحریک کی خواہش کے مطابق تمام مسلمان یہاں سے بستر بوریا باندھ کر چل کھڑے ہوتے۔ تو اس غربت اسلام کے دور میں پھر غزنوی اور غوری کی طاقت کہاں سے لا کر اس ملک میں اپنی سابقہ روایات کو قائم کرتے۔ الحمدللہ کہ اس نازک دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے آنجناب جیسے دور اندیش اور مفکر اسلام نے میدان میں قدم رکھ کر ان

Marfat.com

خطرناک نتائج سے کافی حد تک مسلمانوں کو محفوظ کر لیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد دنیا پر یہ واضح ہو گیا۔ کہ آنجناب کا مسلک بالکل صحیح اور اسلامی نظریات کے عین مطابق تھا۔ اس جنگ کے بعد جذبۂ آزادی سے متاثر ہو کر جب اہل ہند نے ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ بلند کیا۔ تو اس بے معنی اتحاد کے مخالفین میں سے آنجناب پیش پیش تھے۔ اس موضوع پر آپ کی مفصل کلام مکتوبات مطبوعہ میں موجود ہے۔ جو کہ لکھنؤ کے مشہور عالم مولانا عبدالباری فرنگی محل کے استفسار پر آپ نے تحریر فرمائی۔ اور مسلمانان ہند کو شرعی طریقے سے آزادی حاصل کرنے کا طریق کار متعین فرما کر انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کرنے کو شرعی لحاظ سے غلط ثابت کیا گیا۔ چنانچہ تحریک کانگرس میں شمولیت کے متعلق آپ کا فتویٰ مکتوبات مذکورہ میں اب تک موجود ہے۔ جس میں آپ نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے یہ شمولیت ہرگز درست نہیں۔

حکومت برطانیہ سے استغناء اور بیباکی

اور طرفہ یہ کہ ایک طرف اس قسم کی تحریکوں کی مخالفت فرما کر مسلمانوں کو ان کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا۔ اور دوسری طرف حکومت برطانیہ کو اس اختلاف سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھانے دیا۔ چنانچہ آج تک آپ کے وہ خطوط موجود ہیں۔ جن کے اندر کھلے الفاظ میں انگریز افسروں کو متنبہ کیا گیا۔ کہ ان تحریکوں کی مخالفت سے میرا مقصد حکومت برطانیہ کا تعاون ہرگز نہیں۔ اور نہ اس قسم کی توقع مجھ سے رکھی جائے۔ انگریزوں کے متعدد نمائندے جاگیر وغیرہ کی پیش کش کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ مگر آپ نے سب کو ٹھکرا دیا۔ حتیٰ کہ جب دہلی دربار میں جارج پنجم کے اعزاز کے ملنے اکثر اکابر ہند شامل ہوئے۔ تو آپ نے اس حاضری کو اسلامی وقار کے خلاف تصور کرتے ہوئے صاف انکار فرما دیا۔ اس قسم کے واقعات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ آپ کا دامن تقدس انگریزوں کی ہمنوائی کے اتہام سے بالکل مبرا تھا۔ اور آپ نے جو کچھ بھی کیا۔ وہ فقط اسلامی نظریات کی بناء پر ظہور میں آیا۔ اسی سلسلہ میں ایک انگریز افسر کی جاگیر کے متعلق پیش کش کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ "مجھے حکومت کی طرف سے جاگیر کی ضرورت نہیں بلکہ مشرق سے لیکر مغرب تک سارا جہان ہمارے جد امجد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی جاگیر ہے۔ جو ہماری وراثت ہے۔ آنجناب کے ان جرأت مندانہ اقدامات اور استغناء و توکل کے محیر العقول واقعات کے پیش نظر جمہور اہل اسلام کے علاوہ متعدد غیر مسلم انگریز۔ ہندو۔ سکھ وغیرہ بھی آپکو اسلام کا ایک سچا پیروکار اور نہایت باخدا انسان سمجھ کر عقیدت سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ اس دور اختلاف میں کسی بھی ہستی پر آپکی طرح اسلامی فرقوں کا اسقدر اتحاد اور اتفاق نظر نہیں آتا۔ شیعہ سنی۔ غیر مقلد دیوبندی۔ بریلوی علماء دین اور مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کے اکثر منصف افراد آپکی حقانیت اور خلوص کے سچے دل سے معترف ہیں اور اسی وجہ سے آپکا حلقۂ اثر پاک اور ہند کے علاوہ برما۔ افغانستان۔ عراق و عرب۔ ترکستان وغیرہ تک پھیلا ہوا ہے۔ جس پر زائرین دربار کی کثرت اور اعراس مشائخ پر بے نظیر اجتماعات کافی شاہد ہیں۔ یہ ہیں آپکے دینی اور ملی خدمات کے چند اہم کارنامے۔ علاوہ ازیں علوم شرعیہ اور معارف و اسرار کی معرکۃ الآراء کتابوں کی تدریس اور احیائے اسلام و تصوف کے دیگر واقعات اگر تفصیلاً ذکر کئے جائیں۔ تو ایک دفتر طویل بھی ناکافی ہے۔ آپ حضرت شیخ اکبرؒ جیسے محقق صوفیائے اسلام کی پیچیدہ سے پیچیدہ کتابوں کا ایسا درس دیتے تھے کہ سامعین جو علماء و فضلاء ہوتے تھے محو حیرت ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آنجناب اور آپ کے مشائخ علیہم الرضوان کے صدقے جملہ اہل اسلام کو راہ راست پر قائم رکھے۔

وفات اور آل امجاد

آنجناب نے اگرچہ عمر شریف کے آخری دس سال میں زیادہ تر کلام اور سفر وغیرہ ترک فرما دیا تھا۔ مگر تاہم متعلقین اور متوسلین پر اس قدر شفقت رہی کہ بعض اوقات کچھ نہ کچھ کلام بھی فرما لیتے اور تھوڑا بہت چلنے پھرنے تک بھی گوارا فرما لیتے۔ جب آپکے فرزند ارجمند مدظلہ العالی غالباً سنہ ۲۹ء میں حج سے واپس تشریف لائے۔ تو چند قدم اٹھ کر نہایت محبت سے ملے اور فرمایا تم ایسی جگہ سے آئے ہو جس کی وجہ سے میرے لئے یہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ اور ویسے بھی کمال شفقت کی وجہ سے آپکے دوران سفر حج میں کبھی کبھی آپکے احباب کے پاس جو میرا میں رہتے تھے تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے کہ وہ تو نہیں چلو اسکے دوستوں کی ملاقات کر لیں۔ سنہ ۳۱ء میں آپ پر بالکل ہی حالت محویت اور استغراق طاری ہو گئی۔ غذا بالکل متروک ہو گئی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جناب مولوی محبوب عالم صاحب زائرین کی معروضات کو کئی کئی دفعہ پیش کرتے تب آپ حسب ضرورت کسی وظیفہ کا ارشاد یا دعائے حصول مقاصد فرماتے۔ آخر سنہ ۱۹۳۲ء کی وہ اندوہگیں گھڑیاں قریب آنے لگیں جنکے متعلق ایک باخدا آدمی نے آپکے فرزند ارجمند کو موقعہ حج پہلے ہی مطلع کر دیا تھا۔ چنانچہ اسی سال اپریل ہی سے زائرین کی تعداد معمول سے زیادہ ہونی شروع ہوئی۔ مئی کے پہلے ہفتے میں بخار کے علامات نمودار ہوئے اور آخری دو تین دن تو یہ حالت تھی کہ بار بار ہاتھ مبارک سر کی طرف اٹھاتے ایسا معلوم ہوتا کہ کسی کا استقبال فرما رہے ہیں۔ آخر یوم

Marfat.com

سہ شنبہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء بوقت عصر ساڑھے پانچ بجے آپ نے خفیف تبسم سے حاضرین کو ذوق آشنا فرماتے ہوئے اسم ذات اللہ فرمایا اور قبلہ رخ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

اور یہ حقیقت ہے کہ اگر آنجناب کے فرزند ارجمند مدظلہ العالی کا حوصلہ و ضبط باوجود نہایت رقیق القلب ہونے کے توفیق الٰہی سے عملی صورت میں رونما نہ ہوتا۔ تو مصیبت زدگان فراق کا اس واقعہ ہائلہ سے وہ حشر ہوتا کہ تجہیز و تکفین کا کچھ سرانجام نہ ہو سکتا۔ اس اندوہگین موقعہ پر آپ ہی کی ذات تھی جس نے تسلی بخش کلمات اور ضبط و استقامت سے تجہیز و تکفین کا مناسب انتظام فرمایا۔ اور حضور اقدس کے جسم اطہر کو شرعی غسل دیکر رات کو برائے زیارت اہلبیت حرم سرا پہنچایا گیا۔ دوسرے دن ایک بجے سے چھ بجے تک قبلہ عالم کی چارپائی مبارک کو آستانہ عالیہ کے مہمان خانہ کے صحن میں اونچے تخت پر رکھا گیا۔ تا کہ مخلوق آسانی سے زیارت کر سکے یوم چہارشنبہ یکم ربیع الاول ساڑھے چھ بجے شام نماز جنازہ مولانا قاری غلام محمد صاحب خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اندازہ لگایا گیا۔ جس میں دوسرے مذاہب کے لوگ ہندو سکھ وغیرہ کثیر تعداد میں شریک تھے۔ اور سب سے پچھلی صفوں میں ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے آٹھ بجے شام آنحضور کا جسم اطہر مسجد شریف کے جنوبی باغ میں روپوش ہو گیا ؎

صورت از بے صورتی آمد بروں ، باز شد انا الیہ راجعون

آنجناب کو فقط ایک ہی فرزند ارجمند اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا۔ جن کا اسم گرامی حضرت سیدنا غلام محی الدین مدظلہ العالی ہے۔ آپ نے زیادہ تر تعلیم و تربیت اور تصوف اسلامی کا استفادہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ سے کیا۔ آپ جب کوئی تصوف کا باریک نکتہ ارشاد فرماتے تو بطور شفقت فرمایا کرتے بابوجی کسی وقت یہ فقیرانہ ٹوٹکے تمہیں کام آئیں گے۔ نیز بیعت و ارشاد خلق کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ نے مولینا محمد غازی صاحب مرحوم سے بعض علوم درسیہ اور قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم جونپوری سے علم تجوید حاصل فرمایا۔ حضور سیدنا غلام محی الدین مدظلہ کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور مولینا روم سے والہانہ عقیدت ہے۔ کئی بار مدینہ منورہ۔ بغداد شریف اور قونیہ شریف تشریف لیجا چکے ہیں۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے دو فرزند حضرت سیدنا غلام معین الدین صاحب اور سیدنا شاہ عبدالحق صاحب عطا فرمائے ہیں۔ جنہوں نے علوم درسیہ بہاولپور میں شیخ الجامعہ حضرت مولینا غلام محمد صاحب گھوٹوی مرحوم سے حاصل کئے اور سند فراغت حاصل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہم سب کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ (نیاز مند درگاہ۔ فیض احمد متوطن بھکر ضلع میانوالی)

۱۷ رجب ۱۳۸۱ھ

Marfat.com

باسمک یا فتاح یا علیم علمنی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہست حمد ذات محمود صفات　　از صفاتِ او نمودِ کائنات

نیست در عالم وجود الا الٰہ　　ہست بر دعوئ شہادت لا الٰہ

یافتہ فیضِ مقدس از تو جود　　جملہ تکوینات در زنج او نمود

غیر اگر بودے پس ایں ارض و سما　　فاسد شدے فا لحمد لک منک علٰی[1]

کردہ از حمد احمد نور جان　　سر کنزاً مخفیا گشتہ عیان

شرح احببتُ جمالِ آں قمر　　در خلافِ آں جلال آمد مقر

ہست در عالم ہمہ اسرارِ ہُو　　من ندانم چوں کنم ایں گفتگو

مرشدِ ما در ایں معنے بسفت

در بیاں تحقیق کلمہ حق بگفت

(مترجم)

[1] لک ۔ منک ۔ علیک
محمود حامد محمود علیہ

Marfat.com

تعارف: ——— از مترجم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اور نقضے۔ اما بعد۔ توحید وجودی کا مسئلہ ارواح قدسیہ کا مسلک ہے۔ بعض بزرگوار توحید شہودی کے قائل ہیں۔ بہرحال چونکہ یہ مسائل آثار بطون سے ہیں اور احکام تشریعی مراتب ظہورات پر وارد ہوتے ہیں۔ لہٰذا امت مرحومہ ایسے مسائل (بطون) کے تسلیم و اعتقاد پر مکلف نہیں ہے حضرت صوفی عبدالرحمٰن لکھنوی نے غلبۂ مقام توحید کی بنا پر اصنام (معبودان باطلہ) کو اپنی تصنیف کتاب کلمۃ الحق میں عین اللہ قرار دیا۔ اور جمیع امت مرحومہ کو اس مسئلہ کی تسلیم و اعتقاد پر مکلف قرار دیا۔ اور جمیع علمائے حق آثار و بطون و تشریع ظہور کو یہ فقرات ضلوا فاضلوا وغیرہا غلطی پر گم کردہ راہ ٹھہرایا۔ چونکہ مجملاً توحید وجودی کا خلاصہ یہ ہے کہ حقیقتاً وجود عینی ذات واجب کا ہے۔ اور مراتب تعینات و تنزلات امکانی ظلال اسماء ہیں۔ تو کائنات امکانی کا کوئی ذاتی وجود مستقلاً نہیں ہے بلکہ ظلی ہے۔ یہ مسئلہ تمام کائنات امکانی پر حاوی ہے کسی خاص تعین کی تخصیص نہیں ہے۔

حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحب سے یہ غلطی صادر ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے صرف امتیازی طور پر اصنام (معبودان باطلہ) کو عین اللہ قرار دیا۔ اور ساری امت مرحومہ کو اس عقیدہ پر مکلف قرار دیا چونکہ طبائع انسانی میں انکی معبودیت مرکوز ہو کر مکلفین سے عبادت اصنام (معبودان باطلہ) کا ارتکاب ہوا جسکی تردید و تنبیہ میں منجانب اللہ شرائع و احکام بواسطہ انبیائ نازل فرمائے گئے۔ ترہیبات و تہدیدات صادر فرمائی گئیں۔ فرق مراتب میں احکام ظہور پر تشریعات کے قوانین جاری کئے گئے اسی فرق مراتب میں اصنام (معبودان باطلہ) کو عین اللہ قرار دینا۔ ذہنیات عامہ مکلفین کو فتنہ اور گمراہی کے راستہ پر ڈالنا ہے۔ جس فتنہ کا دروازہ حکمت الٰہی نے بند کیا ہے اسکو پھر کھولنا ہے۔ لہٰذا انکی اس غلط فہمی کو علمائے کرام شرائع ظواہر نے کفر صریح پر محمول کیا۔ سیدنا حضرت السلطان السید مہر علی شاہ قدس سرہٗ نے اس غلط فہمی کے ازالہ میں کتاب تحقیق الحق تالیف فرما کر اہل علم کو احسان عظیم کا ممنون فرمایا۔ اور بہ ملائمات تعبیر سے صوفی صاحب کی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا۔ اور خود صوفی صاحب کو غلبۂ مقام توحید سے معذور سمجھا۔ چونکہ ایسے مواقع پر عموماً جوابی رسائل کے نام تجویز کرنے میں ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جن سے رسائل مبحوث عنہ کی تردید کا عنوان ثابت ہوتا ہے۔ صوفی صاحب کے رسالہ کا نام کلمۃ الحق ہے اور پھر کلمۃ الحق کلمۂ توحید کا نام حقیقت ہے۔ اسی نکتہ کے لحاظ سے حضور قدس سرہٗ نے بجائے کسی تردیدی الفاظ کے کتاب کا نام اسم بامسمّٰی تحقیق الحق فی کلمۃ الحق تجویز فرمایا۔ اور کتاب کی ترتیب اس طرز پر رکھی گئی۔ ہے کہ اولاً بیان لا الٰہ میں ثابت کیا کہ اصنام (معبودان باطلہ) عین اللہ نہیں ہیں۔ ثانیاً بیان توحید شہودی یعنی الا اللہ کا اثبات توحید وجودی ہے۔ بعدہٗ بیان سیرت طیبہ میں کلمۃ الحق کی دوسری جز محمد رسول اللہ کا مختصر بیان ہے۔ بعدہٗ تبرکاً احادیث مخصوصہ کشفیہ کا بیان ہے۔

(محمد عبدالرحمٰن مترجم)

معنی سمجھنے میں غلطی پر قرار دیا۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لك الحمد والثناء كما حمدت واثنيت علی نفسك لا نحصيه عليك كيف وما نقول لا يليق بشانك المتعالی عن ان يدرکه العقول چوں کنہ ذات و صفات ترا اصلاً نمیدانیم. ستودن ترا بحدیکه سزاوار تو باشد کے توانیم۔ رباعی :-

اے آنکه بهر دو کون موجود توئی ٭ واندر نظر صائب مشهود توئی

فالحمد لك منك عليك يا رب ٭ یعنی بجهاں حامد و محمود توئی

والصلوٰة والسلام علی حبيبك الاكرام كما تحب ويليق بشانه الافخم و اله وصحبه الذين بذلوا جهدهم فی الطريق الاقوم اما بعد مے گوید محجوب از جمال وحدت بہ تتق کثرت سرگشته بادیۂ جہل و نادانی خوشہ چین علماء و فقرآء

الٰہی بس تیرے ہی لئے حمد و ثنا ثابت ہے۔ جیسا کہ تونے اپنی ذات پر حمد و ثنا کہی۔ ہم (حادث) تیری ذات (قدیم) پر حمد و ثناء کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ اور کس طرح ہو بھی سکے جبکہ ہم (دور افتادگان ظلال تنزلات کونیہ اپنی منتہائے عقول انسانیہ) سے جو کچھ بھی کہیں وہ تیری شان (ادراک عقول سے بلند) کے شایاں نہیں ہے۔ الہ العالمین جبکہ ہم (وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے سرمایہ دار) تیری حقیقت ذات و صفات کو قطعاً نہیں جان سکتے۔ تو تیری تعریف ایسی حمد سے جو تیری شان کے شایان ہو کیسے کرسکتے ہیں۔ اے وہ ذات برتر کہ دونوں جہاں میں موجود تو ہی ہے اور نظر صوابدید میں مشہود بھی تو ہی ہے پس یا رب العلمین تیری حمد تجھ ہی سے تجھ پر ہے یعنی مظاہر کونیہ میں تو ہی حامد ہے۔ تو ہی محمود بہ۔ تو ہی محمود علیہ ہے۔ اور صلوٰۃ و سلام نازل ہوں تیرے حبیب اکرم الخلق پر جیسا کہ تو خود پسند کرتا ہے اور اسکے شان معظم کے شایان ہے اور نیز اس کی آل و اصحاب پر جنہوں نے اپنی انتہائی کوششیں دین قویم اور صراط مستقیم پر (چلانے کیلئے) خرچ کیں۔ فرماتے ہیں (عامل علوم ربانی واقف اسرار یزدانی مجمع البحرین (شریعت و طریقت) ماہر انوار شریعت قافلہ سالار منازل طریقت ناظر جمال حقیقت سر آمدۂ علماء و فقراء

Marfat.com

مہر علی شاہ عفی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ ایں ہیچمدان ازاں حقیر تر است کہ در اظہار اسرار توحید مستفادہ از
اصحاب الذوق والمواجید جرأت نماید اما چوں ابناء زمان از متفقہین واصحاب دوران از متصوفین
زبان بتکفیر و تشریک ہر یکے بر دیگرے کشادہ علاوہ بریں انفاس نفیسۂ اصحاب ذوق و وجدان را کہ از
ہبوب نسیم ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا در حدائق حقائق قدسیہ و ریاض معارف
انسیہ ظہور یافتہ اند نارسیدہ بمراد ایں عزیزان موجب تکفیر و مستند امانی مخترعۂ خویش ساختہ چنانچہ ایں
بے ہیچ را ہم برفاقت بعضے از اعزہ و احباب اتفاق حضور مجلس کذائی بتقریبے در قصبہ شاہپور افتادہ
بود فقالوا ما قالوا عفی اللہ عنا و عن سائر المسلمین و نیز بعضے از اہل علم متصوفہ در ایں باب اعنی
تکفیر تمسک بکلمۃ الحق کہ از مؤلفات حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی است قدس سرہٗ
وافیض علینا من برکاتہ میکردند ہرچند تحقیق مضامینش و تدقیق براہینش شہادت بر کمال علم و

وارث غوثیت کبریٰ سیدنا و وسیلتنا الی اللہ حضرت الشیخ السلطان السید مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ و عن اسلافہ الکرام)
حمد و صلوٰۃ کے بعد جمال وحدت سے کثرت تنزلات کے پردوں میں پڑا ہوا، لاعلمی اور نادانی کے جنگل میں حیران علماء و فقراء کا
خوشہ چین مہر علی شاہ عفی اللہ عنہ کہتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ ہیچمدان اس امر سے زیادہ حقیر ہے کہ اسرار جو کہ اہل ذوق و وجدان سے
حاصل ہوئے ہیں ان کے اظہار میں جرأت کرے۔ لیکن چونکہ موجودہ زمانہ میں مدعیان فقاہت (علوم ظاہری) و تصوف (علوم باطنی)
میں سے ہر ایک نے دوسرے فریق کو کافر و مشرک قرار دینے کی زبان درازی کی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اصحاب ذوق و وجدان کے
کلمات نفیسہ کو جو کہ نسیم بہاری ان لربکم آہ (یقیناً تمہارے پروردگار کیلئے تمہارے زمانہ کے دنوں میں نسیم فیض کے جھونکے ہیں۔ آؤ
ان جھونکوں کے سامنے آکر فیضان کے مستعد رہو۔) کے فیضان سے حقائق قدسیہ کے باغات اور معارف انسیہ کے روضہ جات
میں ظہور پاتے ہیں۔ ان عزیزوں کی مراد کلام سے نارسائی پر موجب تکفیر اور اپنی من مانی آرزوؤں کا مستند بنا لیا۔ چنانچہ اس
بے ہیچ کو بھی بعض عزیز احباب کی رفاقت میں ایک تقریب کے موقعہ پر قصبہ شاہپور میں اتفاقیہ اس قسم کی مجلس میں شمول
ہوا تھا۔ پس ناگفتنی باتیں کہنے سننے میں آئیں۔ اللہ جل و علیٰ شانہ ہم سے اور سب مسلمانوں کو در گذر اور معاف فرمائے۔ اور نیز
بعض اہل علم مدعیان تصوف میں سے تکفیر کے بارہ میں) کتاب کلمۃ الحق مؤلفہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب لکھنوی قدس سرکار
سے کے ساتھ تمسک پکڑتے تھے۔ (اس رسالہ کے مضامین کے پیش نظر کفر کا حکم لگاتے تھے) ہرچند کہ کتاب کلمۃ الحق کے
مضامین کی تحقیق اور براہین کی باریکی و لطافت مؤلف علیہ الرحمۃ کے کمال علم و فقر پر شہادت دے رہی ہے

128284

Marfat.com

فقیر مؤلف علیہ الرحمۃ مے دہد۔ لیکن چونکہ طرز اثبات توحید وجودی بہ سبب انہماک واستغراق او
دریں مسئلہ برنگ دیگر است خلاف ما علیہ الخلف والسلف چہ حضرات وجودیہ قدست اسرارہم توحید
وجودی را مراد از کلمہ طیبہ عند الشارع عموماً نپنداشتند و امم سالفہ را مع امت مرحومہ مکلف بدو نہ فہمیدہ
بلکہ توحید فی العبادت را کہ مدلول کلمہ طیبہ و در تعلیم اول واقع است مدار نجات و توحید فی الحب را کہ
مفہوم قل ان کان اٰبائکم و ابنائکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و
تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ است و در تعلیم ثانی
واقع شدہ و ہم چنیں توحید فی الوجود را کہ مستفاد از کل شیئ ھالک الا وجھہ و نظائر اوست بنا ًعلی
کون اسم الفاعل حقیقۃ فی الموصوف بالمبداء حالاً لا مآلاً و در تعلیم ثالث صدور یافتہ مناط کمال
دانستہ اند و ہمیں ست سرّ ورود اول در سور مکیہ بکثرت۔ و ثانی در مدنیہ سور و احادیث عہد اولین

لیکن چونکہ توحید وجودی کا طرز اثبات ان کے اس مسئلہ میں انہماک واستغراق کے سبب سے ایک اور ہی
رنگ پر ہے جو کہ خلف و سلف کے مسلک کے خلاف پر ہے۔ کیونکہ حضرات وجودیہ قدست اسرارہم نے
توحید وجودی کو کلمہ طیبہ سے عند الشارع (خواص وعوام کے لئے) عموماً مراد نہیں جانا۔ اور امم سابقہ کو مع امت
مرحومہ محمدیہ کے اسی کے ساتھ مکلف نہیں سمجھا۔ بلکہ توحید فی العبادت کو جو کہ کلمہ طیبہ کا مدلول اور تعلیم اول
(ایمان باللہ) میں واقع ہے مدار نجات قرار دیا۔ اور توحید فی الحب کو جو کہ آیت قل ان کان آہ کا مفہوم
اور تعلیم ثانی (اعمال بالشرائع و جہاد وغیرہ) میں واقع ہوئی ہے۔ اور ایسا ہی انہوں نے توحید فی الوجود کو جو کہ
آیہ کل شیئ ھالک الا وجھہ اور اس کے نظائر سے بافاضہ و تقویت کشف و
ذوق مستفاد ہے (آیہ کل شیئ ہالک سے نفی وجود غیر) اس بنا پر (مستفاد ہے) کہ حقیقۃ اسم
فاعل کا اتصاف اپنے مبداء سے حالاً ہوا کرتا ہے نہ مآلاً (و استقبالاً فلا موجود الا وجہہ) اور
تعلیم ثالث (انہماک و استغراق) میں صدور پایہ مدار کمال جانا۔ اور اول (توحید فی العبادت) کا وارد ہونا سور سے
مکیہ میں کثرت سے۔ اور ثانی (توحید فی الحب) کا وارد ہونا سور تہائے اور احادیث مدنی میں
اور اولین (توحید فی العبادۃ و توحید فی الحب) کا بصیغہ خطاب و تکلیف صراحۃً صادر ہونا

عـلہ بتقاضہ کشف و ذوق ۱۲ منہ (یعنی کشف و ذوق کی امداد و تقویت سے ۱۲ مترجم

Marfat.com

بصیغہ خطاب و تکلیف صراحۃً بدون ثالث۔ بنابراں محرر سطور لاظہاراً للحق و دفعاً للمطاعن
عن العلماء والصوفیۃ الکرام مثل عارف جامی وشیخ اکبر وغیرہما از علماء ظواہر حسب استعداد ناقص
چیزے گفتہ واستدلالات مولانا و تکفیر او را قدس سرہ محمول بر استغراق و غلبہ حال ساختہ فان
المولف قدس سرہ کان من زمرۃ الکمل صحیح المقال وصادق الحال واین عجالہ را مسمے
بتحقیق الحق فی کلمۃ الحق نمودہ وما ابرئ نفسی وارجو العفو من الاخوان وما توفیقی الا باللہ
وعلیہ التکلان۔ **فصل** انفراد مولانا از سلف در اعتقاد توحید وجودی نیست بلکہ در مراد بودن
او عند الشارع از کلمہ توحید و مکلف بودن جمیع امم بداں اعتقاد و خلاصہ ما افادہ مولانا فی ہذا الباب
آں است کہ لفظ الٰہ مشترک لفظی است فیما بین واجب تعالیٰ واصنام بدلیل استعمال او در ہر یکے
واحتیاج او بسوئے قرائن در تعیین ہر یکے از دو معنے و محذوف در کلمہ طیبہ غیر اللہ است نہ موجود بشہادۃ
قول او علیہ السلام لا الہ غیرک ونظائر آں نحو لا فتی الا علی ولا سیف الا ذو الفقار وما محمد الا رسول ولا خیر الا خیرک

بغیر ثالث (توحید فی الوجود) کے یہی راز ہے۔ اس بنا پر محرر سطور (رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام) نے برائے
اظہار حق وعلمائے حقانی وصوفیائے کرام مثلاً عارف جامی وشیخ اکبر وغیرہما جیسی بزرگ ہستیوں پر جو اعتراضات و
مطاعن علمائے ظواہر سے وارد کئے جاتے تھے ان کو اٹھانے کیلئے استعداد ناقص کے مطابق کچھ بیان کیا۔ اور مولانا
قدس سرہ کے استدلالات اور ان کے کلمات باعث تکفیر کو استغراق وغلبۂ حال پر محمول کیا گیا۔ کیونکہ (حقیقتاً
رسالہ کلمۃ الحق کے) مولف قدس سرہ صحیح الکلام اور صادق الحال کاملین کے گروہ میں سے تھے۔ اور اس زود نوشتہ
کو باسم تحقیق الحق فی کلمۃ الحق مسمی کیا۔ اور میں اپنے نفس کو (نقائص سے) بری نہیں کہتا۔ اور (اہل علم) بھائیوں سے
عفو کا امیدوار ہوں۔ ہر امر میں مجھے اللہ ہی کی توفیق رفیق ہے اور اسی پر کلی بھروسہ ہے۔ فصل مولانا قدس سرہ (نفس
توحید وجودی کے اعتقاد حق) میں سلف سے منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ دو امر میں ایک تو یہ کہ) عند الشارع کلمہ توحید
سے مراد توحید وجودی ہے (دوسرا یہ کہ) جمیع امم اسی اعتقاد کے ساتھ مکلف ہیں۔ اس باب میں جو کچھ مولانا نے
افادہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ الٰہ مشترک لفظی ہے واجب تعالیٰ اور اصنام کے درمیان۔ (اشتراک) کی دلیل یہ ہے
کہ لفظ الٰہ دونوں معانی میں مستعمل ہے اور تعیین (مراد ہر معنی) کیلئے قرائن کی احتیاج پڑتی ہے۔ اور کلمہ طیبہ میں محذوف
(مقدر لفظ) غیر اللہ ہے نہ (لفظ) موجود۔ (لفظ غیر کی تقدیر پر) قول علیہ الصلوٰۃ والسلام لا الہ غیرک اور اسکے نظائر

Marfat.com

ولا طیر الا طیرک وبدلیل مزعوم مخاطب از مشرکین عرب چه مزعوم اوشان غیریت است کما سیجیٔ و
باقتضاء تقریب فانه لایتم بدونه پس مراد از اٰله در کلمه طیبه اصنام اند بدلیل استغراق فانه قرینة
الامکان فمعنے لا اله الا الله لا شیٔ من الاصنام غیر الله الا الله وارادۂ معبود مطلق یا مستحق
زعمی از منکور بالتقدیر موجود کما هو المشهور مستلزم وقوع کذب است در کلمهٔ طیبه کما ان ارادة المستحق
الواقعی یستلزم التاویل والتحریف فی المحکم مع لزوم الاستثناء عن نفسه پس ثابت شد عینیت بین الواجب
والاصنام بعبارت نص و فی مابین واجب وغیر اصنام بدلالة نص اذ لا فارق بین ممکن وممکن وصل
اقول لفظ اٰله اطلاق کرده میشود لغةً بر هر چیزے کہ پرستیده می شود واجباً کان او ممکناً و بر معبود مستحق
تخصیصاً عقلیاً شرعیاً چه عقل سلیم ابا کند از پرستش چیزے کہ موصوف بصفات کاملہ یعنی خالق و
مجیب المضطر وضار ونافع بلکه سامع و متکلم هم نباشد وقد اعتبره الشارع کما قال عز من قائل ام
جعلوا لله شرکاء خلقوا کخلقه وقال ام اتخذوا الهة من الارض هم ینشرون وقال قل افاتخذتم

جیساکہ لا فتی الا علی ان شاہد ہیں۔ دوسرے مشرکین عرب مخاطبین کا زعم اسکی دلیل ہے کیونکہ ان کا گمان غیریت اصنام تھی جیسا
کہ ابھی بیان کیا جائیگا۔ دلیل سوئم۔ تقریب کا اقتضا ہے کیونکہ بغیر تقدیر غیر کے تقریب تام نہیں ہوتی۔ پس کلمہ طیبہ میں آلہ سے
مراد اصنام ہیں۔ بدلیل استغراق کے جو کہ قرینہ ہے امکان کا۔ پس لا الہ الا اللہ کا معنی یہ ہوا کہ نہیں کوئی شئے اصنام میں سے غیر اللہ
مگر اللہ۔ اور (احتمالات ثلثہ یعنی) نکرہ (الٰہ) سے ارادۂ معبود مطلق یا مستحق زعمی یا موجود کی تقدیر جیسا کہ مشہور ہے۔ کلمہ طیبہ
(حقہ) میں وقوع کذب کا مستلزم ہے جیسا کہ مستحق واقعی کا (لفظ الہ) سے ارادہ کرنا ایک تو محکم میں تاویل وتحریف کا مستلزم
ہے۔ دوسرا استثناء الشیٔ عن نفسہ یعنی کسی شیٔ کو خود اسی شئے سے استثناء کرنا لازم آتا ہے۔ پس (مقدمات مسطورہ بالا سے)
واجب تعالیٰ اور اصنام کے مابین عینیت عبارت نص سے ثابت ہو گئی اور مابین واجب وغیر اصنام (دیگر ممکنات کے) دلالت نص سے کیونکہ (واجب
کی طرف) ممکنات کی نسبت میں وجہ فرق نہیں ہے۔ حضور مولف قدس سرہ تحقیق جواب میں فرماتے ہیں کہ لفظ الہ لغت کی رو سے ہر اس چیز
پر اطلاق کیا جاتا ہے جسکی پرستش کی جائے۔ واجب ہو خواہ ممکن اور بدیہ تخصیص عقلی وشرعی معبود مستحق کیلئے خاص ہے (مصنف قدس سرہ
حاشیہ منہیہ میں فرماتے ہیں) کہ لفظ اٰلہ کے بیان میں لفظ وضع کے بجائے اطلاق کا استعمال اسلئے کیا گیا کہ جو کچھ لفظ الہ کے بیان مدلول
میں کہا گیا سبکو شامل ہو انتہی۔ کیونکہ عقل سلیم ایسی چیز کی پرستش سے انکار کرتا ہے جو کہ صفات کاملہ سے موصوف نہ ہو یعنی خالق ومجیب
المضطر وضار ونافع نہو بلکہ کچھ کہنے سننے سے بھی عاجز ہو۔ اور شرعی امور کا اعتبار ان آیات ثلثہ میں ماخوذ ہے۔ کیونکہ مشرکین عرب

له ناظر الی قوله شرعیاً فلا یلزم التحریف ۱۲ منه۔

Marfat.com

من دونه اولیاء لا یملکون لانفسهم نفعا ولا ضرا چه مشرکین عرب قائل بخالقیت اصنام و انشار موتی از قبور نبودند و ایضاً قال سبحانه ان هی الا اسماء سمیتموها اے بدون تحقق المسمیات لاعتبار الاتصاف بالصفات الواجبیة فی المسمی و هو منتف و مدار ترتب[1] توالی در براہین خمسہ ہماں تخصیص است و صدق مفہوم مخصص بر اصنام در قیاسات خمسہ بحسب الفرض و زعم مخاطب تہکماً بجعل نقیض المطلوب مقدما واقع شده و علیہ بناء التعبیر بصیغة[2] الجمع فی البراہین الخمسة اعنی لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا و لو کان معہ الہة کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا وما کان معہ من الہ اذا لذہب کل الہ بما خلق ولعلی بعضہم علی بعض و لو کان ہؤلاء[3] الہة ما وردوہا و در ہیچ جا از کتاب و سنت استعمال لفظ آلہ در اللہ سبحانہ و اصنام کہ از افراد معنی مخصص اند واقع نہ شده بلکہ استعمال او[4] در ہماں مفہوم مخصص کلی ثابت است آری صدق او بر اللہ سبحانہ بحسب الواقع و بر اصنام بحسب زعم[5] مشرکین است و مخفی نیست بر ارباب بصیرت کہ خصوص

خالقیت اصنام و بعث موتی از قبور کے قائل نہ تھے۔ اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ محض اسماء مخترعہ بدون ثبوت و وجود مسمیات کے ہیں۔ کیونکہ مسمی میں صفات واجبیہ کیساتھ موصوف ہونا معتبر ہے اور وہ اتصاف (اسمائے مخترعہ میں) منتفی ہے۔ اور براہین خمسہ میں (مقدمات پر) تالیوں کے مترتب ہونے کی مدار اسی تخصیص شرعی پر ہے۔ اور صدق مفہوم مخصص کا اصنام پر قیاسات خمسہ میں بحسب الغرض (فرضی طور پر) اور زعم مخاطب کے بنا پر ہوئے تہکم (یعنی استہزا آمیزی) نقیض مطلوب کو مقدم بنانے سے واقع ہوا۔ اور براہین خمسہ یعنی آیات خمسہ مسطورہ میں صیغۂ جمع سے تعبیر اسی مقدمہ مذکورہ بالا پر مبنی ہے (صدق مفہوم مخصص کا اصنام پر فرضاً و زعماً و تہکماً ہے) اور لفظ الٰہ کا استعمال اللہ سبحانہ اور اصنام پر جو کہ افراد معنی مخصص سے ہیں قرآن و حدیث میں کہیں بھی واقع نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا استعمال اسی مفہوم مخصص کلی میں ثابت ہے۔ ہاں اس لفظ (الٰہ) کا صدق اللہ سبحانہ پر بحسب الواقع اور اصنام پر بحسب زعم مشرکین ہے۔ اور ارباب بصیرت پر مخفی نہیں کہ خصوص مصداق صیغۂ نوعی و صنفی و

---

[1] بیان للشواہد لا خر علی اعتبار الشارع للتخصیص ۱۲ منہ (تخصیص شرعی کے اعتبار سے دوسرے مزید شواہد کا بیان (مترجم)
[2] توالی جمع تالی مقابل مقادیم جمع مقدمہ قضیہ شرطیہ ۱۲ منہ [3] اے ما اوردی مؤداہ وان لم یکن علی صورتہ ۱۲ منہ (جو صیغہ کہ جمع کا معنی ادا کرے خواہ جمع کی صورت پر نہ ہو ۱۲ مترجم) [4] بلکہ از افراد معنی مستعمل فیہ اند اما بحسب الواقع او بحسب الفرض والتہکم او بحسب الزعم ۱۲ منہ
[5] قولہ زعم مشرکین اے در بعض صفات واجبیہ فتامل ۱۲ منہ

Marfat.com

مصداق خارج است از مدلول صیغۂ نوعی و صنفی و شخصی کما فی ضربا و ضربوا ولا واجب الا اللہ ولو کان فیہما وجباء[1] از ینجا است کہ مے گویند اللفظ الموضوع لمفہوم کلی اذا استعمل فی جزئی من جزئیاتہ من حیث انہ جزئی یکون مجازاً پس در قول او سبحانہ نعبد الٰھک والہ اٰبائک مراد از آلہ[2] ہماں معنے کلی است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ مصداق است برائے او یعنے عبادت خواہیم کرد معبود ترا و معبود پدران ترا و ہمچنیں در لو کان فیہما الھۃ الا اللہ مراد از آلہ مفہوم مستحقات للعبادۃ است کہ اصنام مصداق بحسب الفرض اند برائے او و بر تقدیر تسلیم نیز قول باشتراک لفظی راست نمی آید بدون ثبوت تجدد وضع برائے ہر یکے از معنیین ودونہ خرط القتاد فالاستدلال علی الاشتراک اللفظی بانہ لا یستعمل فی کل من معنییہ الا بالقرینۃ کالاضافۃ والتوصیف بالوحدۃ والجمعیۃ والاستغراق والاحتیاج الی القرینۃ دلیل الاشتراک اللفظی وکذا الاستشہاد بقرینۃ المقام علی کون الصنم والوثن والتمثال والالہ لمعنی واحد کقولہ سبحانہ ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم وقل یا ایھا الکفرون الخ وقولہ اتتخذ اصناما اٰلھۃ فاجتنبوا الرجس من الاوثان وما ھذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون فمما لا تستحسنہ

شخصی سے خارج ہے۔ جیسا کہ امثلہ ثلثہ میں مسطور ہے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لفظ موضوع مفہوم کلی کے لئے جب اس کلی کی جزئیات میں سے کسی جزئی میں بحیثیت جزئی استعمال ہو تو مجازاً ہوتا ہے۔ پس او سبحانہ وتعالیٰ کے قول ونعبد الخ میں آلہ سے مراد وہی معنی کلی ہے۔ جو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اس کیلئے مصداق ہے۔ اور ایسا ہی آیہ لو کان فیہما آلہ میں مراد الٰہ سے مفہوم مستحقات للعبادۃ ہے جو کہ اصنام اس کے لیئے بحسب الغرض مصداق ہیں۔ اور علی تقدیر التسلیم (ما نحن فیہ میں) اشتراک لفظی کا قول اس وقت درست ہو سکتا ہے جب دو معنوں سے ہر ایک کے لئے تجدد وضع کا ثبوت مل سکے اور یہ امر تو از حد ہی مشکل ہے۔ پس اشتراک لفظی پر یہ استدلال کرنا کہ وہ اپنے دونوں معنوں سے ہر ایک میں استعمال کیلئے قرینہ کا محتاج ہے مثلاً اضافت۔ اور وحدت یا جمعیت سے موصوف ہونا اور استعمال میں قرینہ کی احتیاج اشتراک لفظی کی دلیل ہے۔ اور ایسا ہی قرینہ مقام سے صنم اور وثن اور تمثال اور الٰہ کے ایک ہی معنی کیلئے ہونے پر استشہاد جیسا کہ آیات مسطورہ سے مفہوم ہے میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔

---

[2] پس مثالیکہ بودن واجب عز اسمہ و اصنام معنی مستعمل فیہ برائے لفظ الٰہ شبہ است بین المدلول و افرادہ فتدبرہ ۱۲ منہ

[1] وجباء جمع واجب بمعنی الٰہہ متعددہ ۱۲ منہ (مترجم)

Marfat.com

فان المقام لا یثبت کون الاصنام موضوعا له للفظ الاله کما عرفت بل الاستعمال فی المفهوم الکلی فالقرائن اما دالة علی تعیین فرد من افراد الموضوع له المستعمل فیه او علی تعیین الاستعمال بحسب التخصیص الشرعی ولو سلم الاشتراک اللفظی فالاستغراق دلیل لامکان فی مادة الایجاب بناءً علی ان ثبوت الشئ للشئ فرع ثبوت المثبت له فیتحقق التکثر وهو دلیل لامکان الکلی لا فی مادة السلب لصدقه بانتفاء الموضوع ایضا ومعلوم ان مدار الکلی علی عدم المنع بنفسه لا علی تحقق الکثرة فظهر ان المراد من المذکور فی الکلمة الطیبة والبراهین هو المعنی الکلی اعنی المستحق ولا تنافی اذ الجمعیة انما تنافی المستحق اذا اخذ صدقه بحسب الواقع دون ما اذا اعتبر بحسب الفرض کما فی البراهین ولا یلزم الاستثناء من نفسه لکون المستثنی منه کلیا والمستثنی جزئیا له غایة ما فی الباب انه من الکلیات المنحصرة فی فرد واحد

(یعنی اس کی کوئی وقعت او ثبوت نہیں ہے) کیونکہ (توحید و معبودیت کا) موقع و مقام اصنام کو لفظ اله کے لئے موضوع لہ ہونے کو ثابت نہیں کرتا۔ جیسا کہ معلوم ہوچکا۔ بلکہ صرف مفہوم کلی (مطلق معبودیت) میں استعمال کو ثابت کرتا ہے (ظاہر ہے کہ صرف استعمال سے وضع ثابت نہیں ہوتی) پھر قرائن یا تو افراد موضوع لہ میں سے فرد مستعمل فیہ کی تعیین پر دال ہیں۔ یا تعیین استعمال پر بحسب تخصیص شرعی کے۔ اگر اشتراک لفظی تسلیم بھی کر لیا جائے پھر بھی استغراق مادۂ ایجاب میں امکان کی دلیل ہوتا ہے۔ اس بنا پر کسی شئے کا دوسری شئے کے لئے ثبوت کرنا فرع ہے ثبوت مثبت لہ کا۔ پس یہاں تکثر ثابت ہوتا ہے اور تکثر کلی کے امکان کی دلیل ہے۔ ہاں مادۂ سلب میں تکثر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ (قضیۂ سالبہ) انتفاء موضوع پر بھی صادق آسکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کلیت کی مدار بذیتہ (تشخص مشار الیہ ہونے) کے عدم پر ہے نہ کثرت کے تحقق پر۔ پس ظاہر ہوا کہ منکور (اله) سے کلمہ طیبہ اور براہین خمسہ میں وہی معنی کلی مراد ہے یعنی مستحق للعبادت۔ اور منافات (موہومہ) منتفی ہے۔ کیونکہ مستحق للعبادۃ کو جمعیت اس وقت منافی پڑتی ہے۔ جبکہ اس کا صدق بحسب الواقع مراد لیا جائے اور بحسب اعتبار فرضی کے جیسا کہ براہین خمسہ میں مذکور ہے منافات مفقود۔ استثناء من نفسہ بھی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ مستثنی منہ کلی ہے اور مستثنی اس کی جزئی۔ صرف اتنی بات ہے کہ مستثنی منہ ان کلیات میں سے ہے جو کہ فرد واحد میں منحصر ہیں۔

---

[1] فالنفی انما کلام قصری من قبیل قصر الصفة الموصوف لیفید انتفاء طبیعة الوصف ای الالوهیة۔ ص۲۹ پر دیکھیں

والاستثناء المستغرق الباطل بالاتفاق انما هو اذا كان بلفظ الصدر نحو عبيدی احرار الا عبیدی او بلفظ یساویه فی المفهوم نحو عبيدی احرار الا مما لیکی واما الاستثناء المستغرق بغیرهما كعبيدی احرار الا هؤلاء او سالما وغانما وراشدا والحال انهم الكل من العبید فعند الحنفية لا يمتنع واما ما نحن فيه فجائز بالاتفاق لتغاير اللفظ والمفهوم

اور استثناء مستغرق (استثناء الکل من الکل) اس وقت بالاتفاق باطل ہوتی ہے جبکہ مستثنی اور مستثنی منہ کا لفظ متحد ہو جیسا کہ پہلی مثال میں یا معنے متحد ہو جیسا کہ دوسری مثال میں (کیونکہ اس صورت میں استثناء الشئ من نفسہ لازم آتی ہے اور وہ باطل ہے) لیکن استثناء مستغرق سوائے ان دو صورتوں کے جیسا کہ (مجموع عبید کی طرف اشارہ کر کے کہا) عبیدی احرار الا ہولاء یا کہا (عبیدی احرار) الا سالم و غانم و راشد۔ درحالیکہ وہی نامبردہ سارے عبید ہیں (کل کے کل) پس علمائے حنفیہ کے نزدیک (اس صورت میں استثناء مستغرق) منع نہیں ہے۔ اور ما نحن فیہ (کلام مبحوث عنہ) میں تو بالاتفاق جائز ہے بہ سبب تغائر لفظ اور مفہوم کے۔

حاشیہ صفحہ ۵۶ سے آگے:۔ والاستحقاق عن المواد المزعومة للمخاطب عنى اللات والعزى او غيرهما وتحققهما فی الواجب سبحانه وهذا القصر لاهذا فقد علم ان المراد لا يحصل بدون تقدير موجود وان مآلها الی محصورة سالبة كلية وشخصية موجبة فی بادی النظر والی طبعيتين سالبة وموجبة عند تحديق النظر وان الثانية من القضيتين ليست بملغاة بل لها مدخل فی رد الشرك وزعم المخاطب كالاولى والقوم لما لم يطلعوا على هذا السر فتكلفوا فی دفع لزوم الالغاء فقالوا بما هو جنيب عن المقصود بمراحل مع سخافته فی نفسه نعم التقدير فی لا مطلوب ولا محبوب ولا موجود الا الله هو غير الله لعدم افادة المعنى المراد بدونه والقرينة هو الزعم وارادة مفهوم المطلوب والمحبوب والموجود من المنكر كما هو المشتهر بين الصوفية اما بحسب الوضع العرفی او بالمطابقة على سبيل المجاز عند الميزانيين او بالالتزام عند غيرهم واللزوم البين بالمعنى الاعم يكفی عند اتحاد الملقی والملقی اليه فتدبر ۱۲ منہ

پس حق یہ ہے کہ یہ کلام قصری ہے از قبیل قصر صفت کے موصوف پر تاکہ مفید ہو (دو امر کی۔ ایک تو) انتفاء طبیعت وصف یعنی الوہیۃ و استحقاق عبادت کا مواد مزعومۂ مخاطب یعنی لات و عزی وغیرہ سے اور (دوسرا) تحقق وصف مذکورہ کا واجب سبحانہ و تعالے کے لئے اور قصر یہی ہوتی ہے (لا الہ الا اللہ کا مرادی معنی واضح ہو گیا) پس تحقیقاً معلوم ہوا کہ بدون تقدیر موجودٌ کے مراد حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہاں دو قضیئے بنتے ہیں۔ بادی النظر میں تو ایک سالبہ کلیہ محصورہ دوسرا موجبہ شخصیہ۔ اور دقت نظر پر دو طبعیہ ظاہر ہوتے ہیں ایک سالبہ ایک موجبہ۔ اور نیز معلوم ہوا کہ دونوں قضیوں میں سے دوسرا قضیہ ملغی نہیں بلکہ اس کو بھی رد شرک و تردید زعم مخاطب میں پہلے قضیہ کی طرح دخل ہے۔ اور قوم (علماء) نے بوجہ اس باریک راز سے ناواقفیت (صفحہ ۳۲ پر دیکھیں)

Marfat.com

فتبين ان ارادة الاصنام[1] من المذكور في الكلمة الطيبة والبراهين بقرينة الاستغراق والجمعية والتقريب لايحوم حومه عاقل اذ هو مبني على الاشتراك اللفظي و كون الاستغراق قرينة الامكان مطلقا والاشتباه بين افراد المدلول ونفسه فما قال مولانا والحسرة كمال الحسرة على ان اكابر العلماء شرقاً وغرباً سلفاً وخلفاً مفسرين ومحدثين و مجتهدين ومقلدين ومتكلمين ومتفقهين قد حرفوا الكلمة الطيبة عن مواضعها وبدلوا مضمونها بالخبثية واولوها من المحكم الى المتشابه فصانوا السنهم عن الشرك بتلفظهم بلا اله الا الله واشركوا بالقلب لعقيدتهم بلا اله الا غير الله من حيث لم يحتسبوا نعوذ بالله منها

پس (تقریر ماسبق سے) ظاہر ہوا۔ کہ ارادہ کرنا اصنام کا مذکور (الٰہ) سے کلمہ طیبہ اور براہین خمسہ میں بہ قرینہ استغراق اور جمعیتہ اور تقریب کے کوئی عاقل اس کے درپے نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ (ارادۂ اصنام) تین امور پر مبنی ہے۔ ایک تو اشتراک لفظی پر۔ دوسرا استغراق کا قرینہ امکان مطلقاً ہونا۔ تیسرے مدلول اور اسکے افراد میں اشتباہ پر۔ اور جو کچھ کہ مولانا نے کہا کہ حسرت کمال حسرت ہے اس امر پر کہ اکابر علما شرقاً غرباً سلف خلف مفسرین محدثین مجتہدین مقلدین متکلمین و فقہاء نے کلمہ طیبہ کو اپنے مواقع محل سے تبدیل کر کے اس کا مضمون کلمہ خبیثہ میں تبدیل کر دیا۔ اور محکم سے متشابہ کی طرف اس کی تاویل کر دی۔ پس لا الٰہ الا اللہ کہنے سے تو اپنی زبانوں کو شرک سے بچا لیا۔ اور نعوذ باللہ مشرک بالقلب ہو گئے بہ سبب عقیدہ لا الٰہ الا غیر اللہ کے درحالیکہ ان کو اس امر کا گمان بھی نہیں۔

حاشیہ صفحہ ۲۹ سے آگے ہے۔ کے دفع لزوم الغاء میں تکلف کیا اور ایسی توجیہہ بیان کی جو نہ فی نفسہ رکیک ہونے کے باوجود اصل مقصد سے منزلوں دور ہے۔ ہاں لا مطلوب و لا محبوب و لا موجود الا اللہ کی تقدیر میں غیر اللہ ہی معین کیا جاتا ہے کیونکہ اس تقدیر کے بغیر معنی مراد حاصل نہیں ہوتا۔ اور قرینہ وہی زعم مخاطب ہے۔ اور مذکور (الٰہ) سے مفہوم مطلوب محبوب موجود کا ارادہ کرنا جیسا کہ صوفیا کرام کے مابین مشہور ہے۔ یا تو بحسب وضع عرفی کے ہے اور یا بالمطابقۃ علی سبیل المجاز اہل میزان کے نزدیک یا بالالتزام نزدیک غیر ان کے۔ اور ملقی (القا کرنیوالا) و ملقیٰ الیہ کے اتحاد کی صورت میں لزوم بالمعنی الاعم فہم تلازم کیلئے کافی ہے (جیسا کہ بیان توحید کے وصل میں حضور سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر فرماتے ہیں کہ لزوم بین بالمعنی الاعم بعد استحضار مضمون پیش نظر خود کافی ہے آہ ۱۲۔

[1] فان الاصنام ليست بمرادة من المذكور في الكلمة ولا من افراد المراد فانه هو المستحق وفي البراهين من افراد المدلول المراد فرضاً وتهكماً۔ ومن ههنا تبين عدم صحة جعل الكلمة الطيبة نتيجة للبراهين الخمسة كما زعمه مولانا لاختلاف الموضوع ۱۲ منہ۔ کیونکہ فروۃ کلمہ طیبہ میں مذکور (الٰہ) سے اصنام مراد نہیں اور نہ ہی افراد مراد سے ہیں کیونکہ یہاں مراد ہی مستحق (للعبادۃ) ہے اور براہین ص ۱۵

وفی موضع اخر والمحکم یابی عن التاویل بل یکفر ماؤلہ والوضع العرفی لاینثبت بمجرد الوھم بل بالقطع ولا قطع لارادۃ المستحق من المنکور فی شئ من الکتاب والسنۃ وفی موضع اخر والاکابر من العلماء شرقاً وغرباً مطلقاً من المحدثین والمفسرین والمتفقھین والمتکلمین قد اولوا فی المنکور وحرفوا ثانیاً فی المحذوف فانھم وان تلفقوہ لساناً لکنھم نبذوہ وراء ظھورھم قلباً من حیث لم یجتنبوا التاویل والتحریف الی ما حکم اوھامھم وتلقوا بالقبول بالکلمۃ الباطلۃ فی الاشراک وھی الخبیثۃ لا الہ الا غیر اللہ قلباً من حیث لم یشعروا وبالجملۃ انھم حرفوا الکلمۃ الطیبۃ عن موضعھا معناً ومالوا الی الکلمۃ الخبیثۃ کالیھود فانھم ایضاً یحرفون الکلم عن مواضعھا فالیھود حرفوا نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی ذم دجال واھل الاسلام حرفوا توحید سبحانہ الی ما رضوا الیہ والعیاذ باللہ من التحریفین فزادوا علی الیھود فی التحریف بقدمٍ واحدٍ لکن الحمد للہ علی عملھم بالمصراع باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اور دوسری جگہ کہا۔ اور محکم میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ محکم کی تاویل کرنے والا کافر ہے۔ اور وضع عرفی صرف وہم سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ قطعیت سے۔ اور کتاب و سنت میں کہیں بھی منکور سے مستحق کا ارادہ قطعی نہیں ہے۔ ایک اور جگہ کہا۔ اور اکابر علمائے مشرق و مغرب مطلقاً محدثین مفسرین فقہاء و متکلمین نے منکور میں تاویل کی اور ثانیاً محذوف میں تحریف کی۔ پس انہوں نے اگرچہ زبان سے کلمہ توحید اخذ کر لیا۔ لیکن حکم وہم کی بنا پر تاویل و تحریف کی وجہ سے قلباً (دل سے) پیٹھ پیچھے ڈال دیا۔ درحالیکہ وہ گمان بھی نہ کر سکے (کہ ہم پر کہاں سے کیا آفت پڑ رہی ہے) اور انہوں نے غیر شعوری طور پر کلمہ باطلہ فی الاشراک یعنی خبیثہ لا الہ الا غیر اللہ کو دل سے قبول کر لیا۔ حاصل کلام یہ کہ انہوں نے کلمہ طیبہ کی معنوی تحریف کر کے کلمہ خبیثہ کی طرف لوٹ گئے۔ جیسا کہ یہود کا معمول تھا کہ وہ بھی کلمات کو اپنی مواضع سے تحریف کرتے تھے۔ پس یہود نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو ذم دجال کی طرف تحریف کر دیا! اور اہل اسلام نے حق سبحانہ کی توحید کو اپنے پسند کردہ وہم کی طرف تحریف کیا۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو تحریفات سے پناہ دے۔ پس اہل اسلام تحریف میں یہود سے بھی ایک قدم بڑھ کر اٹھے۔ لیکن مصرع مسطورہ (خدا کے معاملہ میں دیوانہ بن کر رہ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں ہوشیار ہو کر ادب و احترام سے کام لے) کیسا انکے عامل ہونے پر اللہ کا شکر ہے

Marfat.com

فضلوا واضلوا من قلدھم واذوا وقتلوا اھل الحق وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید فنعوذ باللہ من التحریف اولا ومن فروعہ ثانیا انتھی فمحمول علی التداعی الی ما ھو الحق عندہ لداعیۃ الانھماک والغلبۃ ومبنی علی الاشتباہ بین المدلول وافرادہ وکون الاستغراق مطلقا قرینۃ الامکان والاشتراک اللفظی والکل کما عرفت وقولہ قدس سرہ واولوھا من المحکم لم یرد علیہ لا علیھم لما قال فی کلمۃ التوحید من انھا من قبیل قصر الموصوف علی الصفۃ بالتاویل فی الحکم الثانی ای کل صنم موصوف بکونہ اللہ ولما قال فی سورۃ الاخلاص وفی لیس کمثلہ شیئ ونظائرھا مع انھا من المحکمات والجواب بان التاویل لحفظ القاعدۃ اولکون المحکم غیر مبرھن علیہ فضعیف جدا فان جریان القاعدۃ وشمولھا تابع لارادۃ المعنی وکون المحکم مدللا او غیرہ امر خارج والمنافی للتاویل ھو نفس الاحکام فتامل والنصف آمدیم بسر آنکہ مزعوم[1] مخاطب الوھیۃ

پس خود گمراہ ہوئے۔ اور اپنے مقلدین (متبعین) کو گمراہ کیا۔ اور اہل حق کی ایذا و قتل کا ارتکاب کیا۔ ان سے وجہ انتقام صرف ایمان باللہ العزیز الحمید ہے۔ پس اولاً (اعتقاداً) تحریف۔ پھر ثانیاً (عملاً) اسکی فروعات (قتل و ایذا) سے پناہ بخدا۔ انتہی۔ یہاں مولانا کی تقریر ختم ہوئی۔ پس بہ تقریر عملاً اس مفہوم کی طرف تداعی (جذبۂ دعوت) پر محمول ہے جو کہ مولانا کے نزدیک بہ سبب داعیۂ انہماک اور غلبۂ حال کے حق (صحیح) ہے۔ اور (علمائے ربانیین کا استدلال) تین امور پر مبنی ہے۔ ایک تو مدلول اور افراد مدلول کے درمیان اشتباہ پر۔ دوسرا استعراق کے مطلقاً قرینۂ امکان کے ہونے پر۔ تیسرا اشتراک لفظی پر۔ اور ان تینوں کا معاملہ تو سابقاً جان چکا ہے۔ مولانا کا فقرہ واولوھا من المحکم الی المتشابہ خود مولانا قدس سرہ پر وارد ہوتا ہے۔ نہ کہ علمائے محققین پر۔ بہ سبب اس کے کہ ایک تو مولانا نے کلمۂ توحید میں کہا کہ یہ از قبیل قصر الموصوف علی الصفۃ ہے۔ حکم ثانی میں تاویل کے ساتھ۔ یعنی ہر صنم موصوف ہے اللہ ہونے سے۔ دوسرا سورۃ اخلاص اور آیہ لیس کمثلہ شیئ اور ان کے نظائر میں تاویل کی۔ باوجودیکہ وہ محکمات سے ہیں۔ اور پھر یہ جواب دینا کہ تاویل حفظ قاعدہ کیلئے ہوتی ہے۔ یا محکم کے غیر مدلل ہونے کے سبب۔ پس نہایت ہی رکیک ہے۔ کیونکہ قاعدہ کا جریان و شمول ارادۂ معنی کے تابع ہوتا ہے اور محکم کا مدلل یا غیر مدلل ہونا امر خارج ہے اور نفس محکم ہونا ہی تو تاویل کے منافی ہے۔ ہم اس بحث

---

[1] قولہ مزعوم مخاطب یعنی مزعومیکہ متکلم درپی رد اوست۔ فقدبر اللہ (یعنی شارع جس مزعوم کو رد کرنا چاہتا ہے (مترجم)

Marfat.com

غیراللہ است یعنی اصنام نہ غیریتہ چنانچہ ایں معنے از آیات واردہ در مخاصمہ مشرکین ورد شرک از سورۂ فاتحہ تا سورہ ناس بخوبی واضح مے گردد۔ وسنتلوہ علیک فانتظرہ فیئول الی ان اللات الٰہ والعزیٰ الٰہ وہبل الٰہ ویعوق الٰہ وہکذا فالرد الصریح من الشارع ہٰؤلاء لیست بآلہتہ وہذا ہو النتیجۃ للبراہین الخمسۃ لجعل نقیضہا مقدما فی الشرطیۃ الموضوعۃ اعنے لو کان ہٰؤلاء آلہتہ ما وردوہا وآنچہ مولانا غیریت را مزعوم مخاطب قرار دادہ وقولہ تعالیٰ اجعل الآلہتہ الٰہا واحدا را شاہد براں آوردہ چہ مشرکین عرب از مضمون کلمہ طیبہ کہ اولا ملقے الیہم ہست تعبیر بعنوان مذکور کردہ اند ومفادش عینیۃ است ونہ گفتند اترک الاصنام واتخذ الٰہا واحدا مبنی بر اغماض است از مخاصمہ مذکورہ وسائر آیات واردہ در تعبیر از مضمون کلمہ طیبہ ونظائر آں زیرا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ حکایت از مشرکین عرب بعد القاء کلمہ توحید در دو جا فرمودہ در سورہ ص والقرآن بنظم اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا ودر سورۂ والصّٰفّٰت بنظم انہم کانوا اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ءانا لتارکوا اٰلہتنا لشاعر مجنون ۝

پر آئے ہیں کہ مخاطب مشرکین کا مزعوم غیر اللہ یعنی اصنام کی الوہیت ہے۔ نہ غیریت اصنام۔ چنانچہ یہ معنی (غیریت اصنام) آیات واردہ سورہ فاتحہ سے لیکر سورہ ناس تک مخاصمۂ مشرکین ورد شرک میں سے بخوبی واضح ہوتا ہے جن کو قریباً ہم پڑھ کر سنائینگے پس انتظار کیجیئے۔ پس مشرکین کے مزعوم کا مآل یہ ہے کہ لات الٰہ ہے عزّیٰ الٰہ ہے ہبل الٰہ ہے اسی قیاس پر باقی اصنام بھی پس شارع سے تردید صریح یہ ہے کہ اصنام معبود نہیں۔ اور براہین خمسہ کا یہی نتیجہ ہے کیونکہ شرطیہ موضوعہ یعنی لوکان الایہ میں اسکی نقیض کو مقدم بنایا گیا۔ اور جوکہ مولانا نے غیریت کو مزعوم مخاطب قرار دیکر قولہ تعالیٰ اجعل الالہۃ الٰہا واحدا کو اسپر شاہد لائے وجہ استشہاد یہ کہ مشرکین عرب نے کلمہ طیبہ کے مضمون سے جو کہ سب سے پہلے انکی طرف القاء کیا گیا "عنوان مذکور کے ساتھ تعبیر کی جس کا مفاد عینیت ہے اور نہ کہا اترک الاصنام واتخذ الٰہا واحدا کیا پیغمبر نے اصنام کو چھوڑ کر ایک ہی معبود ٹھہرالیا۔ مولانا کا یہ نظریہ مخاصمہ مذکورہ اور ساری آیات سے جو کہ مضمون کلمہ طیبہ کی تعبیر میں وارد ہیں اور اسکی نظائر سے اغماض (عدم توجہ) پر مبنی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے بعد القاء کلمہ توحید کے دو جگہ میں مشرکین عرب سے حکایۃً فرمایا ایک تو سورہ ص میں بنظم اجعل الالہۃ الٰہا واحدا کیا رسول نے سب معبودوں کو ایک ہی معبود بنا لیا۔ دوسرا سورہ والصّٰفّٰت میں بنظم انہم کانوا اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ الخ یعنی مشرکین کو جب کلمۂ توحید القاء کیا جاتا تو استکبار کرتے اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کے کہنے سے چھوڑ سکتے ہیں۔

---

۱ لا کما زعمہ قدس سرہ ۱۲ منہ

Marfat.com

وہمچنیں امم سالفہ بعد القاء کلمۂ توحید بسوئے اوشاں تعبیر کردہ اند چنانچہ قوم عاد بعد ما القی الیہم یا قوم اعبدوا
اللہ ما لکم من الہ غیرہ گفتند یا ھود ما جئتنا ببینۃ وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک ودر سورۂ
اعراف فرمودہ قالوا اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ ونذر ما کان یعبد اٰبائنا وقوم ثمود بعد القاء صالح
علیہ السلام ما لکم من الہ غیرہ گفتند یا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا اتنھنا ان نعبد
ما یعبد اٰبائنا وقوم نوح علیہ السلام بعد القاء ان اعبدوا اللہ گفتند وقالوا لا تذرن ودا ولا سواعا
جائے انصاف است از لتارکوا الھتنا وتارکی الھتنا واتنھنا ان نعبد ولا تذرن ونذر
معنے اترک الاصنام واتخذ الہا واحدا بالجزم ثابت مے شود یا نہ ونیز امر بمعبودیت حق سبحانہ
وتعالیٰ ونہی از معبودیت اصنام در اکثر جا از قرآن وارد شدہ بنہجیکہ ہر یکے از مامور بہ ومنہی
عنہ صراحۃ مبین است تعیین مخاطبین وملاحظہ براہین با حفظ مقتضیات حال دلیل است بر بودن او
تفسیر کلمۂ طیبہ ومولانا رضی اللہ عنہ نیز تصریح بآں فرمودہ کما تلونا من قبل من قولہ تعالیٰ ویعبدون
من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم الی ان قال المقام یدل علی کون الصنم والوثن والتمثال والہ

اور ایسا ہی سابقہ امتوں نے جب ان کی طرف کلمہ توحید القا کیا گیا تعبیر کی ہے جیسا کہ قوم عاد نے ان کی طرف آیت
مسطورہ (مضمون توحید) القاء کئے جانے کے بعد کہا اے ہود ہمارے پاس تو کوئی روشن دلیل نہیں لایا۔ اور ہم تو تیرے
کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑنے کے۔ اور سورۃ اعراف میں (حکایۃً عن المشرکین) فرمایا۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو
اسی لئے ہمارے پاس (رسول بن کر) آیا۔ کہ ہم ایک ہی خدا کی عبادت کریں اور اپنے باپ دادوں کے (موروثی) معبودوں
کو چھوڑ دیں۔ اور قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کے مضمون توحید القاء کرنے کے بعد جواب دیا۔ اے صالح اس سے
پہلے تو ہم نے آپ کو بھروسہ کا آدمی سمجھا ہوا تھا۔ کیا تو ہمیں اپنے باپ دادوں کے معبودوں کی پرستش سے منع کرتا
ہے۔ اور قوم نوح علیہ السلام نے بعد القاء امر عبادت الٰہی وحدہ لا شریک کے باہمی ایکدوسرے کو تاکیداً کہا کہ خبردار
ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق وغیرہ کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ انصاف کا مقام ہے کہ ان سب کلمات آیات مسطورہ سے اترک الاصنام واتخذ
الہا واحدا کا معنی بالیقین ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اور نیز امر معبودیت حق سبحانہ وتعالیٰ و اصنام کی معبودیت سے نہی قرآن مجید میں اکثر جگہ ایسی نہج
سے وارد ہوئے ہیں کہ ہر واحد مامور بہ ومنہی عنہ بصراحۃ مبین ہیں۔ اور تعیین مخاطبین و براہین تقاضائے احوال کی نگہداشت کے ساتھ اس کے
کلمہ طیبہ کی تفسیر ہونے پر دلیل ہے اور مولانا نے بھی اسکے ساتھ تصریح کی ہے جیسا کہ ہم نے پہلے آیات تحریر کی ہیں قولہ تعالیٰ

Marfat.com

بمعنے واحدٍ وایضاً حق سبحانہ وتعالیٰ فاعبدون ومرادفات اور امر تب بر قولہ لا الٰہ الا انا فرمودہ و
نہ گفتہ لا الٰہ الا انا فاعتقدوا بالعینیۃ وایضاً قولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ یدل علے کون المزعوم ہو
الشرکۃ فی العبادۃ لا الغیریۃ کما انہ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً فان الاظہار علی الادیان کلہا
انما یتحقق علی تقدیر کون مفاد الکلمۃ الطیبۃ رد زعم الشرک فی العبادۃ دون العینیۃ
حتی یشیع عند کافۃ اہل الاسلام شرقاً وغرباً ویظہر التمکن فی قلوبہم ولا یختص من بینہم
بالصوفیۃ الصافیۃ الوجودیۃ فقط ویطابق ایضاً لما اخرج احمد لمقداد انہ سمع رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یبقے علی ظہر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ
اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیزٍ وذل ذلیلٍ اما یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا او
یذلہم فیدینون لہا قلت فیکون الدین کلہ للہ وان شئت زیادۃ التوضیح فاعلم ان
المخاصمۃ مع المشرکین والیہود والنصاریٰ والمنافقین فی الکتاب المجید علی وجہین

فیعبدون من دون اللہ سے لیکر یہاں تک کہ مولانا نے کہا کہ المقام بدل آہ مقام اس امر پہ دلالت
کرتا ہے کہ صنم وثن تمثال آلہ سب کا معنی ایک ہی ہے۔ اور نیز حق سبحانہ وتعالیٰ نے قولہ فاعبدون اور اس
کے مرادفات کو قولہ لا الٰہ الا انا پر مرتب فرمایا۔ اور یوں نہ فرمایا کہ لا الٰہ الا انا فاعتقدوا بالعینیۃ (میرے
سوا کوئی معبود نہیں پس عینیت کا اعتقاد کرو۔ اور نیز قولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ مثل قولہ ولا یشرک
بعبادۃ ربہ احداً کے اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ مزعوم مخاطب شرکت فی العبادۃ ہی ہے نہ غیریت کیونکہ کل ادیان پر
غلبہ اس تقدیر پر متحقق ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ کا مفاد رد زعم شرک فی العبادۃ ہو نہ عینیت تاکہ کل اہل اسلام میں شرقاً
غرباً شائع ہو کر ان کے دلوں میں تمکن و قرار ظاہر ہو اور فقط حضرات صوفیہ صافیہ وجودیہ سے مختص نہ ہو۔ اور نیز مطابق ہے
حدیث مروی احمد المقداد سے کہ انہوں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر
کچا پکا مکان خیمہ وغیرہ خالی نہ رہیگا مگر کہ اللہ تعالیٰ اس میں کلمہ اسلام کا داخل کریگا۔ عزیز کی عزت اور ذلیل کی ذلت
کے ساتھ۔ یعنی یا تو ان کو عزت دیگا پس اہل اسلام کر دیگا یا ذلیل کریگا۔ پس وہ اسلام سے مغلوب ہو کر تابع بن کر رہینگے
(راوی کہتا ہے) میں نے عرض کی پس تو دین سب اللہ ہی کا ہو جائیگا۔ اے مخاطب اگر تجھ زیادہ وضاحت مطلوب ہے تو سمجھ
لیجئے کہ قرآن مجید میں مشرکین یہود و نصاریٰ اور منافقین کے ساتھ مخاصمہ دو وجہ پر ہے۔

عـه ماخوذ است از کلام رئیس الاذکیا وافضل المتاخرین مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ ۱۲ منہ

احدهما التشنیع بعد التنصیص علی اعتقادهم فحسب وثانیهما حل شبهاتهم بعد تقریرها بالادلة البرهانیة والخطابیة والمشرکون یدعون لانفسهم التدین بالملة الحنفیة وشعارها حج البیت واستقباله فی الصلوٰة والغسل من الجنابة والاختتان وسائر خصال الفطرة وتحریم اشهر الحرام وتعظیم المسجد الحرام وتحریم المحرمات النسبیة والرضاعیة والذبح فی الحلق والنحر فی اللبة والتقریب بهما سیما فی ایام الحج وکان فی اصل الملة ان خالق السموٰت والارض ومدبر الحوادث العظام والقادر علی ارسال الرسل ومجازی العباد علی الاعمال ومقدر الحوادث قبل الوقوع هو الله سبحانه وان الملٰئکة عباده المقربون والمشرکون اوقعوا الشبهات فیها للاستبعاد وسبل ضلالتهم الشرک فی العبادة والتشبیه الذی هو نوع من الاشراک والتحریف وانکار المعاد والاستبعاد فی الرسالة وابتداع الرسوم الفاسدة وطمس العبادات وشرک المشرکین ماکان فی سائر صفات الواجبیة المتلازمة للالوهیة

ایک تو ان کے اعتقادات پر تنصیص کر کے فقط تشنیع (ملامت) پر اکتفا کی گئی۔ دوسرا ان کے شبہات کو دلائل برہانیہ وخطابیہ کیساتھ حل کرنا۔ اور مشرکین عرب ملت حنفیہ اور اسکے شعائر (رسومات شرعیہ) کے اتباع کے مدعی تھے یعنی حج بیت اللہ کرنا۔ اور بیت اللہ کو نماز میں قبلہ بنانا۔ جنابت سے غسل کرنا۔ ختنہ کرنا۔ اور باقی خصال فطرت (ناخن کٹوانا وغیرہ) شہور حرام کی حرمت۔ مسجد حرام کی تعظیم۔ محرمات نسبیہ ورضاعیہ کو حرام جاننا۔ ذبح حلق میں۔ نحر لبہ میں۔ خصوصاً ایام حج میں ان دونوں کے ساتھ تقریب (موجب قربت وثواب) سمجھنا۔

اصل ملت کی بناء ان امور پر تھی۔ کہ آسمان و زمینوں کا خالق۔ بڑے بڑے حوادث و وقائع کا تدبیر کرنے والا۔ ارسال رسل پر قادر۔ بندوں کو اعمال پر جزا دینے والا۔ قبل الوقوع حادثات کی تقدیر کرنے والا وہ اللہ سبحانہ ہی ہے۔ اور ملائکہ اس کے بندے مقرب عبادت گذار ہیں۔

مشرکوں نے ان امور کو بعید جان کر ان میں شبہات ڈال دیئے۔ ان کی ضلالت کے راستے یہ تھے۔ شرک فی العبادت۔ اور ایسی قسم کی تشبیہ جو شرک میں داخل ہو۔ تحریف (کلام کو اپنے مفاد سے پھیر دینا) حشر ونشر کا انکار۔ اور رسالت بشری کو بعید از فہم جاننا۔ رسوم فاسدہ کا ابتداع۔ اور عبادات خالصہ کا مٹانا۔ اور مشرکین کا شرک سب صفات واجبیہ متلازمۂ الوہیت میں نہ تھا۔

Marfat.com

بل فیها وجدها مع الاغماض عن التلازم الواقعی او فی بعضها فزعموا بان الواجب سبحانه جعل بعض عباده مستبدا فی تدبیر الامور الجزئیة ولیس له الا التدبیر الکلی کما ان السلطان یفوض تدبیر الامور الجزئیة لبعض خواصه علی الاستبداد ولهذا زعموا عبادة الاوثان موجبة للتقرب وذبحوا لها علی اسامیها وحلفوا بها وجوزوا الاستعانة فی الامور الضروریة بقدرتها المعبرة بکن فیکون فاتخذوا التماثیل من الصفر ونحوه برزخا للتوجه الی تلک الارواح والجهلة منهم وقعوا فی الخبط العظیم فحسبوها معبودة لذاتها والتشبیه عبارة عن اعتقاد الصفات البشریة له سبحانه کما قالوا الملئکة بنات الله وهو سبحانه یقبل شفاعة خواصه وان لم یکن راضیا کالسلاطین للامراء وانه تعالی متجسم ومتحیز وبیان التحریف ان اولاد اسمٰعیل علیه السلام کانوا علی شریعة جدہ وعمرو بن لحی وضع الاصنام وشرع عبادتها

بلکہ صرف صفات مسطورہ بالا (تخلیق وتدبیر حوادث ۔ وتقدیر حوادث و قدرت علی ارسال الرسل ۔ اور اعمال پر جزا دینے) میں تلازم واقعی سے اغماض کے ساتھ ۔ یا ان میں سے بعض صفات میں ۔ پس انہوں نے زعم کیا کہ واجب سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو امور جزئیہ کی تدبیر میں مستقل کر دیا ۔ اور اپنے لئے صرف تدبیر کلی محفوظ رکھی ۔ جیسا کہ سلطان وقت اپنے بعض خواص کو امور جزئیہ کی تدبیر مستقلا تفویض کر دیتا ہے ۔ اسی لئے انہوں نے عبادت اوثان کو موجب تقرب (ثواب) زعم کیا ۔ ان کے ناموں پر ان کے لئے جانور ذبح کرتے ۔ ان کے ناموں کے ساتھ حلف اٹھاتے ۔ امور ضروریہ میں ان سے استعانت جائز رکھتے اس زعم پر کہ ان کو پوری قدرت معبرہ بکن فیکون حاصل ہے پیتل وغیرہ کی تماثیل اس لئے بناتے کہ یہ تماثیلی صورتیں ان کی ارواح کی طرف توجہ کی برزخ (وسیلہ) ہیں ۔ جہال مشرکین نے (اندھا دھند تقلید سے) خبط عظیم میں پڑ کر ان تماثیل کو معبود بالذات زعم کر لیا ۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ کیلئے صفات بشریہ کا اعتقاد کرنا تشبیہ ہے جیسا کہ مشرکین نے کہا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کی شفاعت قبول کر لیتا ہے خواہ رضامندی نہ بھی ہو جیسا کہ بادشاہ بادل ناخواستہ بھی امراء کی سفارش قبول کر لیتے ہیں ۔ اور حق تعالیٰ کیلئے جسم اور مکان ثابت ہیں ۔ اور بیان تحریف یہ ہے کہ اسماعیلؑ کی اولاد اپنے جد (ابراہیمؑ) کی شریعت حنیفی پر تھے بعثت نبوی سے تین سو برس قبل عمر بن لحی نے

Marfat.com

واخترع الاستقسام بالازلام والبحائر والسوائب والحامیات ونحوها وکان ذلک قبل بعثة صلی الله علیه وآله وسلم بثلاث مائة سنین وظنوا التمسك بآثار آبائهم من الحجج القاطعة والانبیاء السالفة وان بینوا الحشر والنشر لکن لا بهذا الشرح والبسط الواقع فی القرآن المجید ولهذا استبعدوا وقوعه ولکون المماثلة بین المرسل والرسول مالوفة لهم انکروا رسالة البشر فاتوا بشبهات واهیة فقالوا ما لهذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ولولا انزل الیه ملك فهو سبحانه بعث حبیبه صلی الله علیه وآله وسلم رحمة للعلمین فی العرب وامره باقامة الملة الحنفیة وخاصمهم فی النور الذی انزل متمسکا بمسلماتهم من بقایا الملة الحنفیة لیتحقق الالزام

اصنام بناکر ان کی پرستش جاری کر دی۔ تیروں سے پانسے لینے۔ بحائر۔ سوائب۔ حامیات وغیرہ اختراع (من گھڑت) کر لیے۔ مشرکین نے اپنے باپ دادوں کی من گھڑت رسومات کو قابو کرنا دلائل قطعیہ سے سمجھ لیا۔ انبیاء سلف نے اگرچہ حشر و نشر کا بیان کیا۔ مگر ایسی شرح و بسط کے ساتھ نہیں جو کہ قرآن مجید میں واقع ہے اسی لئے مشرکین نے وقوع قیامت کا استبعاد کیا۔ اور چونکہ رسول (قاصد) اور مرسل (قاصد ارسال کرنیوالا) کے درمیان مماثلت (ہم جنس ہونا) ان کے (معقول مادیہ کی) مالوف (معتاد) تھی۔ رسالت بشری کا انکار کر دیا۔ اور شبہات واہیہ کے درپے ہو کر کہنے لگے۔ یہ کیسا رسول ہے جو کہ غذا کھاتا ہے اور بازاروں میں (سودا لینے کو) چلتا پھرتا ہے اسکی طرف فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا (جو کہ اسکا معاون ہوا اور تائید کرے) پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو کل جہان والوں کے لئے رحمت کائنات بنا کر ملک عرب میں مبعوث فرمایا۔ اور اس کو (بمقتضائے خلافت الٰہیہ) ملت حنیفیہ کی اقامت کا امر فرمایا۔ اور مشرکین کے ساتھ نور منزل (قرآن) میں ملت حنفیہ کے بقایا انکے جانے مانے ہوئے مسلمات سے تمسک کر کے مخاصمہ فرمایا۔ تاکہ ان پر الزام

لے اس وقت دستور تھا کہ تیروں سے پاسوں کا کام لیتے تھے۔ اور مدار ہار جیت کی انہی پر رکھتے تھے جیسطرح ہندو پاسوں پر ۱۲ منہ

لے بحیرہ کن پھٹی اونٹنی جو بتوں کے نام کان پھاڑ کر چھوڑ دیتے تھے اور پھر اس کو کوئی نہیں دوہتا تھا۔ سائبہ سانڈ جس سے کوئی کار خدمت نہ لیا جاوے۔ وصیلہ وہ اونٹنی جسکے پہلے دو بچے پے در پے کے مادہ ہوں اسکو متبرک سمجھ کر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ حام شتر نر جس کی نسل سے کئی بچے ہو گئے ہوں۔ آخر عمر میں خدمت سے معاف کیا جاوے۔ اسی طرح اور کئی رسمیں جنکو مشرکین عرب نے جزو مذہب (ص ۲۹ ایم)

یہ اختراعات و بدعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے تین صد سال قبل جاری ہو گئے تھے

Marfat.com

پس حاصل جواب شرک اولاً طلب دلیل است و نقض تمسک بتقلید آبا و ثانیاً عدم مساوات میان خالق و مخلوق و مختص بودن او باستحقاق غایۃ تعظیم بخلاف آں و ثالثاً بیان اجماع انبیاء بریں مسئلہ وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیہ انه لا اله الا انا فاعبدون ورابعاً بیان شناعت عبادت اصنام و فروتر بودن سنگہا از مراتب کمالات انسانیہ چہ جائے آنکہ سزاوار پرستش باشد و آیں جواب خاص است برائے کسانیکہ اصنام را معبود لذاتہا انگاشتہ اند نہ برائے ہمہ و جواب تشبیہ اولاً طلب دلیل است و نقض تمسک بتقلید آبا و ثانیاً بیان ضروری بودن مجانست میان والد و مولود و ثالثاً بیان شناعت قسمت او شاں یعنی ثابت نمودن چیزے کرا و را مکروہ مے دارند برائے حق سبحانہ و تعالیٰ الکم الذکر وله الانثی وایں مسوق است برائے قومے کہ معتاد اند بمشہورات و متوہمات شعریہ

پس حاصل جواب شرک اولاً طلب دلیل ہے۔ اور تقلید آبا کے ساتھ تمسک کو توڑنا۔ ثانیاً خالق و مخلوق کے درمیان مساوات نہ ہونے اور مختص ہونے خالق کے استحقاق غایۃ تعظیم کے ساتھ۔ بخلاف مخلوق کے۔ ثالثاً بیان اجماع سب انبیاء کرام کا مسئلہ توحید پر اور اختصاص عبادت کا برائے حق سبحانہ کے۔ آیت مسطورہ کا مضمون یہ ہے کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول ارسال کئے ہیں سب کی طرف یہی وحی کرتے ہیں کہ تحقیق میرے سوا کوئی معبود (مستحق عبادت) نہیں ہے۔ پس صرف میری ہی عبادت کرو۔ رابعاً عبادت اصنام کی برائی کا بیان اور پتھروں (بتوں) کا مراتب کمالات انسانیہ سے بہت ہی کمتر (نااہل) ہونا چہ جائیکہ پرستش کا مستحق ہونا تو کجا۔ اور یہ جواب ان لوگوں کیلئے خاص ہے جنہوں نے اصنام کو معبود بالذات گمان کر لیا نہ سب کے لئے۔ اور تشبیہ کا جواب اولاً طلب دلیل ہے۔ اور تقلید آبا کے ساتھ تمسک کو توڑنا۔ ثانیاً والد و مولود کے درمیان مجانست کے ضروری ہونے کا بیان۔ ثالثاً انکی تقسیم کی برائی کا بیان کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے لئے وہ چیز (فرشتوں کو حق تعالیٰ کی لڑکیاں) ثابت کرتے ہیں۔ جو اپنے لئے (لڑکیوں کو) مکروہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا تمہارے رب کے لئے تو لڑکیاں ہوں اور تمہارے لئے لڑکے اور یہ جواب اس قوم کیلئے لایا جاتا ہے جو مشہورات عوام اور متوہمات شعریہ کے معتاد ہیں

ص ۳۸ سے آگے :- قرار دے رکھا تھا۔ اللہ جل شانہ اسکے رد میں فرماتا ہے۔ ما جعل الله من بحیرة ولا سائبة ولا وصیلة ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی الله الکذب ۱۲ منہ۔

Marfat.com

وجواب تحریف بیان عدم ثبوت نقل است از ائمہ ملت وآنکہ او از مخترعات غیر معصوم است وجواب لاستبعاد الحشر والنشر اولاً قیاس نمودن بزندہ گردانیدن زمین ونظائر او وثانیاً تنقیح مناط وآں شمول قدرت است وامکان اعادہ وثانیاً موافقت جمیع اہل کتب سماویہ براخبار حشر ونشر وجواب استبعاد رسالت اولاً بودن آں در انبیاء پیشین وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شهیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب وثانیاً دفع استبعاد بہ بیان اینکہ رسالت عبارت از وحی است قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی باز تفسیر نمودن آں بامر غیر مستحیل وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب وثالثاً بآنکہ عدم ظہور معجزات مطلوبۂ او شاں وعدم موافقت حق سبحانہ وتعالی باوشاں در تعیین شخصیکہ طلب مے کنند رسالت او را ونہ فرستادن فرشتہ ونہ وحی فرستادن بسوئے ہر یکے ایں ہمہ برائے مصلحتے کلیہ است ولما کان اکثر المبعوث الیهم مشرکین اورد الشارع هذہ المضامین فی سور کثیرۃ

تحریف کا جواب پیشوایان اور ائمہ ملت سے اسکے ثبوت کا منقول نہ ہونا۔ اور یہ کہ تحریف مخترعات (من گھڑت تاویلوں) سے محفوظ نہیں ہے۔ جواب استبعاد حشر ونشر کا۔ اولاً زمین کے زندہ کرنے اور اسکے نظائر پر قیاس کرنا اور تنقیح مناط اور وہ قدرت کا شمول اور امکان اعادہ ہے۔ ثانیاً سب اہل کتب سماویہ کا اخبار حشر ونشر پر متفق ہونا۔ استبعاد رسالت بشری کا جواب اولاً رسالت بشری کا انبیاء سابقین میں ثابت ہونا جیسا کہ آیت مسطورہ کا مضمون ہے کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ سے پہلے بھی رجال (انسان) ہی رسول بنا کر ارسال کئے ہیں۔ (صورت رسالت یہ ہے کہ) انکی طرف وحی کرتے ہیں۔ اور کفار آپکی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ انکو کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کا گواہ ہونا کافی ہے اور وہ شخص بھی گواہ ہے جسکے پاس علم الکتاب ہے ثانیاً رسالت بشری کے استبعاد کا اس بیان سے دفع کرنا کہ رسالت ارسال وحی سے عبارت ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا رسول اللہ آپ) کہو کہ میں تمہاری طرح (خلقت میں تو) بشر ہی ہوں (صورت رسالت یہ ہے کہ) میری طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کیجاتی ہے پھر وحی کرنے کی تفسیر امر غیر مستحیل سے کہ کسی بشر کی طاقت نہیں کہ اسکے ساتھ اللہ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا حجاب میں سے (بصورت الہام القاء وغیرہ) تو ان کیفیات سے رسالت بشری امر محال نہیں ہے) ثالثاً یہ طور کہ انکے مطلوبہ (بعض معجزات کا ظاہر نہ ہونا۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا انکے ساتھ اس شخص کی تعیین میں جسکے لئے وہ رسالت طلب کرتے ہیں موافق نہ ہونا۔ اور فرشتہ نازل کرنا تاکہ ساتھ ساتھ تائید کرتا پھرے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی طرف وحی ارسال نہ کرنا یہ سب امور مصلحت کلی کیلئے ہیں۔ اور چونکہ اکثر مبعوث الیہم مشرکین تھے اسلئے شارع نے ان مضامین کو سور کثیرہ میں

Marfat.com

باسالیب متعددۃ وتاکیدات بلیغۃ ولم یتحاش عن اعادتہا مرات اذ جہل المخاطبین غایۃ الجہل یقتضی التکرار والاعادۃ فہو من البلاغۃ لا کما زعم اہل البلادۃ فی زماننا انہ لغو والعیاذ باللہ و گروہ یہود مومن بتوریت بودند وضلالت اوشاں تحریف احکام توریت است لفظی باشد یا معنوی و لفظی نیست مگر در ترجمہ توریت نہ در اصل او بناءً علی ما قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و تاویل معنوی حمل آیت است بر معنے بہ تعصب و دیگر از ضلالت یہود اخفاء آیات و افتراء نمودن بالحاق چیزے کہ نیست از توریت بداں و تسہل نمودن در اقامت احکام آں و غلو در تعصب مذہب و استبعاد برسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودن و سوء ادب و طعن بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ بہ نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ و ابتلاء بہ بخل و حرص و زعم نجات و شفاعت بالخصوص برائے یہودی اگرچہ مومن نہ باشد باحق سبحانہ چنانچہ باید و نہ بحشر و نہ برسالت و عدم نجات بہ شفاعت

اسالیب متعددہ (متنوعہ) اور تاکیدات بلیغہ سے بیان فرمایا۔ اور ان کے بار بار اعادہ بیان سے احتراز نہ کیا۔ کیوں کہ مخاطبین کا غایت جہل تکرار و اعادۂ بیان کا مقتضی ہے۔ پس یہ طرز بیان بلاغت سے ہے۔ نہ جیسا کہ زعم کیا ہمارے زمانہ کے اغبیاء (نیچریہ) نے کہ یہ اعادہ و تکرار معاذاللہ لغو ہے۔

گروہ یہود مومن بتورایت تھے۔ ان کی ضلالت احکام توریت کی تحریف ہے۔ لفظی ہو خواہ معنوی۔ تحریف لفظی نہیں مگر ترجمۂ توریت میں نہ اصل توریت میں جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور تحریف معنوی آیۃ کا (کسی من گھڑت) معنی پر تعصب اور ضد سے حمل کرنا۔ مزید ضلالات یہود سے آیات کا اخفاء۔ اور بعض چیزیں جو کہ تورایت میں نہیں ہیں اس کے ساتھ الحاق کرنے کا افتراء۔ احکام توراہت کے اقامت میں تساہل (سہل انگاری سے فروگذاشت) کرنا۔ تعصب مذہبی میں غلو کرنا۔ (ضد اور حد سے بڑھنا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا استبعاد کرنا۔ (دور از اصالت جاننا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سوء ادب (گستاخی) اور طعن کرنا۔ بلکہ حق تعالیٰ کی طرف بھی گستاخی۔ بخل و حرص میں مبتلا ہونا۔ زعم نجات و خصوصیت شفاعت یہودی کے لئے اگرچہ حق تعالیٰ کے ساتھ پورے طور ایمان نہ رکھتا ہو۔ اور حشر و رسالت پر بھی یقین نہ رکھے۔ اور غیر یہودی کیلئے عدم نجات بہ شفاعت

لہ فرقہ نیچریہ ۱۲ منہ

Marfat.com

برائے غیر یہودی اگرچہ مومن باشد بتوحید و رسالت و حشر و استحالہ نسخ یہودیت برائے اعتقاد بحصر حقیقت دراں و برائے وصیت نمودن یعقوب علیہ السلام اولادِ خود را بر ادامت[1] اعتقاد و عمل داین بے دولتاں نہ فہمیدند کہ مراد حقیقت آں دین است تا وقت ظہور نبی آخر فان حقیۃ العمل بالکتب السماویۃ مفاد المطلقۃ العامۃ بخلاف کونہا کلاماً الٰہیا لکونہ مضمون الدائمۃ المطلقۃ فان الاحکام فی کل ملۃ انماہی بحسب مصالح اہل العصر و نیز نہ فہمیدند کہ مراد از وصیت اخذ بآں ملت وصیت است باخذ ایمان و اعمال صالحہ بدوں خصوصیت آں ملت پس اعتبار کردند خصوصیت را و گفتند اوصے یعقوب بنیہ بالیہودیۃ و منجملۃ ما کتموہا آیۃ الرجم و بعض از ضلالت اوشاں تاویل آیاتے است کہ دراں بشارت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام بہ بعثت نبی از اولاد ایشاں مذکور است و نیز دراں آیات اشارت است بسوئے بودن ملتے کہ شیوع خواہد گرفت در زمین حجاز

اگرچہ توحید و رسالت و حشر پر ایمان رکھتا ہو۔ اور دین یہودیت کی نسخ کو بہ سبب اعتقاد حقانیت کے یہودیت میں منحصر ہونے کے محال جاننا۔ اور بہ سبب وصیت کرنے یعقوبؑ کے اپنی اولاد کو اعتقاد و عمل (یہودیت) پر مداومت سے۔ اور ان بدنصیب مفلسوں نے یہ نہ سمجھا کہ مراد حقانیت اس دین مروجہ کی ہے تا وقت ظہور نبی آخرالزمان کے۔ کیونکہ کتب سماویہ پر حقیقت عمل مطلقہ عامہ کا مفاد ہے (بالفعل) بخلاف ان کتب کے کلام الٰہی ہونے کے کہ اس کا مضمون دائمہ مطلقہ ہے (علی الدوام یعنی بحیثیت عمل مطلقہ عامہ اور بحیثیت کلام الٰہی دائمہ مطلقہ) کیونکہ ہر ملت میں احکام بحسب مصالح اہل عصر اس ملت کے ہوتے ہیں۔ اور نیز انہوں نے یہ نہ سمجھا کہ ملت یہودیت کو اخذ کی وصیت درحقیقت ایمان و اعمال صالحہ کے اخذ کی وصیت ہے (بہ تقاضائے تبلیغ رسالت و نبوت کے) بدوں خصوصیت ملت یہودیت کے۔ پس انہوں نے خصوصیت (یہودیت) کو اعتبار کرلیا اور کہا کہ یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو خصوصیت یہودیت کی وصیت کی ہے۔ اور من جملہ ان آیات کے جن کا انہوں نے اخفاء کیا آیت رجم کی ہے۔ اور بعض ان کی گمراہیوں سے ان آیات کی تاویل ہے جن میں حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام کو ان کی اولاد میں سے بعثت نبی کی بشارت مذکور ہے۔ اور نیز ان آیات میں اس ملت کی طرف اشارہ ہے جو زمین حجاز میں

---

[1] ادامت افعال ۱۲ منہ (یعنی لفظ ادامت مصدر باب افعال کی ہے ۱۲ مترجم)

Marfat.com

دبسبب آں پرخواہد شد کوہ فہران کہ عرفات است بتلبیہ و بعض از ضلالت اوشاں حمل آیات است بر اخبار بظہور ملت نہ برامر باخذ آں پس باہم وصیت کردند باخفاء آں آیات وگفتند اتحدثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم و بعض از ضلالت اوشاں انکار نبوت عیسیٰ علیہ السلام است بدوں سند بتشدد نمودن بر احبار و رہبان و بالجملہ التاویلات الفاسدۃ علی حسب الاھواء من لوازم الیہود ابداً عاً و اما سبب استبعاد رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلاف عادات انبیا است علیہم السلام در تزوج و اکثار آں و مختلف بودن شرائع ایشاں و اختلاف سنت اللہ در معاملہ ایشاں و مبعوث بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از قوم اسمٰعیل علیہ السلام باوجود آنکہ جمیع انبیاء از بنی اسرائیل ہستند و ندانستند کہ سرّ در اختلاف شرائع مختلف بودن طبائع آدمیان است و عادات اوشاں تو اما قوم نصاریٰ پس مومن بودند

شائع ہوگی۔ اور اس کے سبب کوہ فہران کہ عرفات ہے تلبیہ سے پُر ہوگا۔ اور بعض انکی ضلالت سے آیات توریت کو صرف اخبار بہ ظہور ملت پر حمل کرنا نہ اس ملت ظاہرہ پر عمل کرنے کے امر پر۔ پس باہم ان آیات کے اخفاء کی وصیت کیا کرتے۔ اور اگر بعض یہود ان آیات کا تذکرہ مسلمانوں کے ساتھ کرتے تو باقی یہود ان کو ازلۂ ملامت) کہتے۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تم پر کھول دیا ہے ان آیات کا تذکرہ مسلمانوں سے کرتے ہو تاکہ وہ ان آیات کے ساتھ تمہارے رب کے سامنے مخاصمہ (حقانیت مذہب اسلام پر استدلال) کرسکیں۔ بعض ضلالت یہود سے انکار نبوت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے بغیر کسی سند کے۔ ساتھ تشدد کرنے کے علماء اور صوفیائے ملت عیسوی پر۔ حاصل کلام کہ من گھڑت تاویلات فاسدہ بدعات لوازم یہود میں سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا استبعاد بسبب اختلاف عادات انبیاء علیہم السلام کے ہے تزوج اور تعدد ازدواج میں۔ اور مختلف ہونا اُن کی شرائع کا۔ اور اختلاف اطوار سنت اللہ کے انکے معاملہ میں۔ اور مبعوث ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم اسمٰعیل علیہ السلام سے باوجودیکہ (ابراہیم علیہ السلام کے بعد) کل انبیاء اسرائیلی (اولاد یعقوب علیہ السلام میں سے) تھے۔ یہود نے یہ نہ سمجھا۔ کہ شرائع کے اختلاف کا راز انسانوں کی عادات و طبائع کے اختلاف میں ہے۔ لیکن قوم نصاریٰ پس عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے تھے۔

Marfat.com

به عیسیٰ علیه السلام وضلالت اوشان قرار دادن است حق سبحانه وتعالیٰ را سه شعبه که آنها را اقانیم
ثلثه مے گویند اول پدر بمنزله مبداء عالم وثانی پسر بمثابه معلول اول که شامل است جمیع
معلولات را وسیوم روح القدس بازاء عقول مجرده وزعم مے کنند که اقنوم ابن متدرع یعنی
ظاهر است بروح عیسیٰ علیه السلام کظهور جبریل بصورة البشر پس عیسیٰ بحسب مزعوم اوشان
خدا است و پسر خدا و بشر جامع برائے احکام الوهیة و بشریت و تمسک گرفته اند درین باب
ببعض آیات انجیل که درآنها لفظ ابن مذکور است والجواب علی تقدیر تسلیم انه من کلام عیسیٰ انه
بمعنے المحبوب علی طبق اصطلاح القرن الاول کما تدل علیه القرائن فی الانجیل و بالجمله حق
سبحانه وتعالیٰ تردید این مذهب باطل فرموده وگفت انه عبد الله وروحه نفخه فی رحم مریم
وایده بروح القدس و بعد امعان نظر منطبق نمے شود لفظ اتحاد برین معنی چنانچه مزعوم اوشان
است بلکه مطابق بداں لفظ تقویم است و مثل آں و بعض از ضلالات اوشان جزم است بقتل عیسیٰ علیه السلام

اور انکی گمراہی حق سبحانہ وتعالےٰ کو تین شعبہ قرار دینا کہ ان کو اقانیم ثلثہ کہتے ہیں۔ اول باپ بمنزلہ مبداء عالم کے۔ ثانی بیٹا
بدرجہ معلول اول کے کہ سب معلولات کو شامل ہے۔ تیسرا روح القدس مقابل عقول مجردہ کے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں
کہ اقنوم ابن ہے لباس بشریت میں عیسیٰ علیہ السلام کے روح سے ظاہر ہونیوالا۔ مثل ظہور جبریل کے صورت بشریہ میں
پس عیسیٰ علیہ السلام بحسب مزعوم انکے خدا ہے۔ اور خدا کا بیٹا۔ اور بشر جامع ہے احکام الوہیت وبشریت کے لئے
(مجموعۂ اقانیم ثلثہ ہے) نصاریٰ نے اس باب میں بعض آیات انجیل سے تمسک پکڑا کہ ان میں لفظ ابن کا مذکور ہے
اس کا جواب بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ لفظ ابن عیسیٰ علیہ السلام کی کلام سے ہے یہ کہ قرون اولیٰ (پہلے زمانے)
کی اصطلاح کے مطابق لفظ ابن بمعنی محبوب مستعمل ہے۔ جیساکہ انجیل میں اس پر اور قرائن بھی
دال ہیں۔ بالجملہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے اس مذہب باطل کی تردید یوں فرمائی کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بندہ
اور روح اللہ ہے جس کو حضرت مریمؑ کی رحم اطہر میں نفخ کیا۔ اور اس کو روح القدس سے مؤید
کیا۔ بعد امعان نظر (تحقیق وتدقیق) کے لفظ اتحاد اس معنی (اقانیم ثلثہ) پر منطبق نہیں ہوتا جیسا
کہ ان کا زعم فاسد ہے۔ بلکہ اس کے مطابق تو لفظ تقویم یا اس کا مماثل ہوگا۔
نصاریٰ کی بعض ضلالت سے عیسیٰ علیہ السلام کے مقتول ہونے کا یقین ہے۔

Marfat.com

وفی الواقع شبہ لہم فظنوا الرفع علی السماء قتلاً ورووہ کابراً عن کابر ولغزش نبود
ترا ظاہر آنچہ واقع است در انجیل از مقولہ عیسیٰ علیہ السلام درایں باب زیرا کہ معنے او
خبر دادن عیسیٰ است بہ جرأت نمودن یہود و اقدام اوشاں بر قتل ومنشاء مقولہ حواریین
وقوع اشتباہ است وعدم اطلاع بر حقیقت رفع برائے نابودن او مالوف اذہان و
اسماع و ایضاً قالوا ان فارقلیط الموعود ہو عیسیٰ جاء بعد القتل الی الحواریین واوصی لہم
بتمسک الانجیل وبان المتنبیین یوجدون کثیراً فمن ذکر اسمی فاقبلوہ والا فلا فالقران المجید
یبین ان بشارۃ عیسیٰ علیہ السلام منطبق علی سید البشر یاتی من بعدی اسمہ احمد
لا علی روحانیۃ عیسی علیہ السلام کما زعموا لما فی الانجیل ان فارقلیط یکون
بین ظہرانیکم ویعلمکم العلم ویطہرکم ولا یصدق ہذا المعنی بدونہ
صلی اللہ علیہ وسلم ومعنی اخذ اسمہ اثبات نبوت عیسیٰ علیہ السلام لا
القول بالوہیۃ عیسیٰ علیہ السلام او ابنیتہ للہ اما گروہ منافقین

اور درحقیقت انکو شبہ میں ڈالا گیا۔ پس رفع علی السماء کو انہوں نے قتل گمان کرلیا۔ اور بڑے بڑے احبار (علماء) اس کو ایک دوسرے سے روایت کرتے چلے آئے۔ اس بارہ میں جو مقولہ عیسیٰ علیہ السلام کا انجیل میں واقع ہے اسکے ظاہر مفہوم سے لغزش واقع نہ ہو۔ کیونکہ اس کا معنے مراد یہود کے جرأت کرنے کو اقدام قتل پر عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینی ہے۔ اور مقولہ حواریین کا منشأ اشتباہ واقع ہونا ہے۔ اور یہ سبب نہ ہونے رفع الی السماء کے ذہنوں اور شنید کے مالوف ومانوس ہونے میں حقیقت رفع پر مطلع نہ ہونا ہے۔ اور نیز انہوں نے کہا کہ فارقلیط موعود وہ عیسیٰ ہیں۔ مقتول ہونے کے بعد حواریین کی طرف آئے اور ان کو وصیت کی کہ انجیل پر عمل کریں۔ اور کہ مدعیان نبوت بہت ہونگے۔ پس جس نبی نے میرا نام ذکر کیا تو اس کو قبول کرو ورنہ رد کردو۔ پس قرآن مجید کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منطبق ہے نہ عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت پر جیسا کہ زعم نصاریٰ کا ہے۔ کیونکہ انجیل میں ہے کہ فارقلیط تم میں آئیگا اور تم کو علم سکھائیگا اور پاک کریگا۔ اور یہ معنی بدون سید البشر کے صادق نہیں آتا اور عیسیٰ کا نام ذکر کرنے سے مراد تصدیق نبوت عیسیٰ ہے نہ قول بالوہیت عیسیٰ اور نہ انکی ابنیت اللہ تعالیٰ کے لئے مباتی ہا

Marfat.com

پس دو قسم بودند یکے آنہا کہ کلمہ توحید را فقط بزبان گفتند و قلوب اوشان مطمئن بکفر بودند و نازل است در حق ایں گروہ فی الدرک الاسفل من النار و قسم دوم گروہے بودند ضعیف الاسلام اذا خلطوا فی المسلمین فقالوا انا مسلمون و اذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن وایں فریق ثانی را شبہات واہیہ اند منشاء آنہا جریان احکام بشریت است بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وایں نفاق عمل واخلاق است وقسم اول معلوم نمیشود وقوع او بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے بودن او امر باطنی وثانی کثیر الوقوع ہست سیما فی زماننا وہو الذی جاء فی الحدیث ثلاث من کن فیہ کان منافقا خالصا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر پس حق سبحانہ وتعالیٰ احوال ہر دو فریق را بیان فرمود تا کہ سائر آدمیان از اخلاق اوشان محترز باشند و مخفی نماند کہ آنچہ ذکر نمودہ ایم از تشریع عمرو ابن لحی عبادت اصنام را مراد ازو در دار عرب است خاصۃً والا آئین بت پرستی از زمان وفات ادریس علیہ السلام

گروہ منافقین کا پس یہ دو قسم کے تھے۔ ایک وہ قسم کہ کلمۂ توحید کو صرف زبان سے ذکر کیا اور دل ان کے کفر پر تسلی پذیر تھے۔ اس گروہ کے حق میں نازل ہے کہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہونگے۔ دوسرا قسم منافقین ضعیف الاسلام کا گروہ تھا۔ جب مسلمانوں میں آکر ملتے تو کہہ دیتے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور جب اپنے شیاطین بھائیوں کی طرف جاتے تو کہتے ہم تو تمہارے ہی ساتھی ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ تو ہم تمسخر کرتے ہیں۔ اس فریق ثانی کے شبہات واہیات ہیں جن کا منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام بشریت کا جاری ہونا ہے اور یہ نفاق عمل واخلاق ہے۔ پہلی قسم نفاق کا وقوع بعد زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلوم نہیں ہوتا کیونکہ (دل کا معاملہ) باطنی امر ہے۔ اور دوسرا قسم خاص کر موجودہ زمانہ میں تو کثیر الوقوع ہے۔ اسی قسم ثانی کی حدیث شریف میں بھی تصریح ہے۔ کہ جس شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں وہ پورا منافق ہے۔ بات کرنے میں جھوٹ بولنا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ مخاصمہ میں بکواس بکنا۔ پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر دو فریق کے حالات بیان فرمائے تاکہ باقی لوگ ان کے بگڑے) اخلاق سے بچ کر رہیں (لیسے اخلاق کا برتاؤ نہ کریں) اور مخفی نہ رہے کہ جو کچھ ہم نے عمرو ابن لحی کا بتوں کو رواج دینے کا ذکر کیا ہے۔ مراد اس سے خاص دیار عرب میں رواج دینا ہے۔ ورنہ بت پرستی کا طریقہ حضرت ادریس علیہ السلام کی وفات کے زمانہ سے مروج تھا۔

Marfat.com

رواج یافتہ بود و مرکوز بود حقیقۃ آں در قلوب اوشان وہمیں بود[1] وجہ استکبار اوشان نزد استماع کلمہ طیبہ کما ورد انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون ومبنی نیست استکبار برفہم عینیۃ از کلمہ طیبہ بقرینہ مابعد او ویقولون ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون وامثالہ مما تقدم فالحق فی معنے اجعل الالھۃ الھا واحدا ما قال القاضی اجعل الکثرۃ المتصفۃ بالالوھیۃ وحدۃ متصفۃ بھا یعنے آیا گردانید ذوات متعددہ متصفہ بالالوہیۃ را ذات واحد موصوف بداں فظہر مما ذکرنا من المخاصمۃ ان مزعوم المخاطب ھو الشرک فی الالوھیۃ والشارع البلیغ لقی کلمۃ التوحید لرد ھذا الزعم وازیں سبب تعبیر[2] کردہ شد بمشتق در موضوع آں یعنی بالٰہ کہ محمول است در قضایا مزعومہ یعنے اللات الہ والعزی الہ پس رد صریح اللات لیس بالہ والعزی لیس بالٰہ است لکن چونکہ متکلم بلیغ افادۂ قصر را مراد داشت

اور اس کی حقیقت بت پرستوں کے دلوں میں مرکوز (گڑی ہوئی) تھی۔ اور استماع کلمہ طیبہ کے وقت منکرین کا استکبار (ہٹ دھرمی) اسی وجہ (زعم حقیقت) سے تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ سبحانہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ تو استکبار (ہٹ دھرمی) کرتے پھر بناء استکبار کی کلمہ طیبہ سے عینیت کے مفہوم ہونے پر نہیں ہے بقرینہ مابعد اس کے۔ "اور کہتے ہیں کہ کیا ایک شاعر مجنون کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو ترک کر دیں"۔ اسی طرح کی اور کئی مثالیں جو سابقاً بیان ہو چکی ہیں۔ پس آیت اجعل اہ کے معنی میں حق یہ ہے جو کہ قاضی بیضاوی نے کہا۔ "کیا رسول نے بہت سی ذاتوں موصوف بالالوہیۃ کو ایک ہی ذات خاص موصوف بالالوہیۃ کر دیا"۔ تو اب مخاصمہ مذکور کے مفصل ذکر کرنے سے ظاہر ہوا کہ مزعوم مخاطب (مشرکین) شرکت فی الالوہیۃ ہے۔ اور شارع بلیغ نے کلمہ توحید کا اسی زعم فاسد کو رد کرنے کے لئے القاء (نازل) فرمایا۔ اسی سبب سے موضوع کلمہ طیبہ میں مشتق یعنی الہ (بمعنی معبود) کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ جو کہ قضایا مزعومہ یعنی اللات الہ والعزی الہ میں محمول ہے۔ پس رد صریح تو اللات لیس بالہ والعزیٰ لیس بالہ ہے۔ لیکن چونکہ متکلم بلیغ کی مراد افادۂ قصر ہے

---

[1] بیان است برائے لغزش مؤلف قدس سرہ ۱۲ منہ [2] وآنچہ در وجہ تعبیر بمشتق فرمودہ اند بیچیئ بما لہ وما علیہ ۱۲ منہ

بنا برآں وصف محمولی را موضوع سالبہ کلیہ کہ مفادش انتفاء افراد آں طبیعت است سوئے فرد واحد گردانید و چونکہ وجود طبیعۃ ہماں وجود اشخاص است پس انتفاء افراد مستلزم انتفاء طبیعۃ گشت یعنی طبیعت وصف آلہ ای مستحق منتفی است از مواد مزعومہ و موجود است در فرد واحد

وما معنى القصر الا هذا فانه فى الاصطلاح تخصيص شئ بشئ بطريق مخصوص وهو حقيقى وغير حقيقى وكل منهما نوعان قصر الموصوف على الصفة وقصر الصفة على الموصوف والاول من الحقيقى نحو ما زيد الا كاتب اذا اريد انه لا يتصف بغيرها وهو لا يكاد يوجد لتعذر الاحاطة بصفات الشئ والثانى اى قصر الصفة على الموصوف من الحقيقى كثير نحو ما فى الدار الا زيد وقد يقصد به المبالغة لعدم الاعتداد بغير المذكور والاول من غير الحقيقى تخصيص امر بصفة دون اخرى او مكانها و الثانى تخصيص صفة بامر دون اخر او مكانه فكل منهما ضربان والمخاطب بالاول

اس بنا پر وصف محمولی (الٰہ) کو سالبہ کلیہ کا موضوع قرار دیا (لا الٰہ الا اللہ) جس کا مفاد انتفاء افراد اس طبیعت کا ہے سوائے فرد واحد اللہ کے۔ اور چونکہ طبیعت کا وجود وہی اشخاص کا وجود ہے۔ پس افراد کا انتفاء طبیعت کے انتفاء کو مستلزم ہوا یعنی طبیعت وصف الٰہ ای مستحق (الوہیت واقعی) کی مواد مزعومہ (اصنام) سے منتفی ہے۔ اور فرد واحد (اللہ) میں موجود ہے۔ اور قصر کا معنی یہی ہے۔ کیونکہ قصر اصطلاح میں تخصیص کسی شئ کی دوسری شئ سے بطریقۂ مخصوص۔ اور وہ دو قسم ہے حقیقی اور غیر حقیقی۔ اور ہر ایک ان دونوں میں سے دو قسم ہے۔ قصر موصوف کا صفت پر دوسرا قصر صفت کا موصوف پر۔ پہلا قسم (قصر الموصوف علی الصفۃ) حقیقی نحو ما زید الا کاتب (زید صرف کاتب ہی ہے) جب یہ ارادہ ہو کہ زید سوائے کتابت کے اور کسی صفت سے موصوف نہیں ہے۔ اور شاید یہ قسم مل ہی نہ سکے۔ کیونکہ کسی شئ کی صفات کا احاطہ مشکل ہے۔ نوع ثانی قسم حقیقی سے یعنی قصر الصفت علی الموصوف کثیر ہے۔ نحو ما فی الدار الا زید (گھر میں زید کے سوا کوئی بھی نہیں ہے) کبھی مبالغۃً بھی بنایا جاتا ہے۔ بدیں صورت کہ موصوف مذکور کے بغیر کسی دوسری چیز موصوف کو شمار قصدی میں نہیں لایا جاتا۔ نوع اول قسم غیر حقیقی سے تخصیص کسی امر کی ایک صفت کیساتھ سوائے دوسری صفت کے۔ یا مکان اس صفت کے (اسکی جگہ کسی اور صفت سے) نوع ثانی قسم غیر حقیقی سے تخصیص کسی صفت کی ایک امر کیساتھ سوائے دوسرے امر کے یا اسکی جگہ کسی اور امر سے۔ پس ہر ایک ان دونوں اقسام میں سے دو دو

من ضربي كلٍّ من يعتقد الشركة اى شركة موصوفين فى صفة واحدة فى قصر الصفة على الموصوف او شركة صفتين او اكثر فى موصوف واحد فى قصر الموصوف على الصفة ويسمى هذا القصر قصر افراد لقطع الشركة التى اعتقدها المخاطب والمخاطب بالثانى اعنى التخصيص بشئ مكان الشئ من ضربي كلٍّ من القصرين من يعتقد العكس ويسمى قصر قلب او تساويا عنده ويسمى قصر تعيين وشرط قصر الموصوف على الصفة افرادا عدم تنافى الوصفين وقلبا تحقق تنافيهما وقصر التعيين اعم والمخاطب فى قولنا لا اله الا الله يعتقد شركة الاصنام مع الحق سبحانه فى صفة الالوهية اى الاستحقاق للعبادة والمتكلم رد اعتقاد الشركة وقصر صفة الالوهية فى موصوف واحد اى الالوهية منفية عن المواد المزعومة متحققة فى مادة واحدة وہم چنیں در نظائر او نحو لا فتى الا على ولا سيف الا ذو الفقار ولا خير الا خيرك ولا طير الا طيرك زیراکہ مزعوم

نوع قصر الصفة على الموصوف میں دو موصوفوں یا اکثر کے ایک صفت میں شرکت کا اعتقاد رکھتا ہے یا کہ نوع قصر الموصوف على الصفة میں دو صفت یا زیادہ کے ایک موصوف میں شرکت کا اعتقاد رکھتا ہے ۔ایسی قصر کو قصر افراد کہتے ہیں ۔بسبب قطع شرکت معتقدہ مخاطب کے ۔اور مخاطب بالثانی یعنی دونوں قصروں کی دوسری ضرب یعنی تخصیص کسی شئی کے ساتھ بجائے دوسری شئے کے ۔سو بعض مخاطبین کا اعتقاد تو عکس ہوتا ہے ۔ایسی قصر کو قصر قلب کہتے ہیں اور بعض مخاطب کے نزدیک دونوں اشیا (اتصاف میں) برابر ہوتی ہیں ۔ایسی قصر کو قصر تعیین بولتے ہیں ۔قصر الموصوف على الصفة قسم افرادی کی شرط دونوں وصفوں کا منافی نہ ہونا ۔اور قصر قلب میں دونوں وصفوں کے باہمی منافات کا تحقق اور قصر تعیین اعم ہے (تنافی اور عدم تنافی میں برابر)۔ اور کلمہ توحید میں مراد یہ ہے ۔کہ مخاطب یعنی مشرک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ صفت الوہیت یعنی استحقاق عبادت میں شرکت اصنام کا اعتقاد کرتا ہے ۔متکلم (شارع سبحانہ) نے کلمۂ توحید میں رد کیا اعتقاد شرکت کا اولاً اور قصر کر دی صفت الوہیت کی ایک ہی موصوف میں ثانیاً یعنی مواد مزعومہ مخاطب سے الوہیت منتفی ہے اور ایک ہی مادہ (فرد واحد) میں متحقق ہے ۔اور ایسا ہی (محاورات میں) اسکے نظائر ہیں جیسا کہ لا فتى الا على ولا سيف الا ذو الفقار آہ کیونکہ مزعوم مخاطب ثبوت معنی فتی کا ہے یا سیف یا خیر یا طیر کا مواد متعددہ میں ۔

Marfat.com

مخاطب تحقق معنی فتی است یا سیف یا خیر یا طیر در مواد متعددہ مزعومہ مثل عمرو فتی و بکر و خالد فتی وقس علی ہذا سیفٌ زیدٍ سیفٌ وسیفُ عمرٍو وسیفُ خالدٍ سیفٌ وخیرُ زیدٍ خیرٌ وطیرُ زیدٍ طیرٌ ورد صریح ہر یکے زید لیس فتیً و عمرو لیس فتیً وھکذا لکن ایں رد صریح چونکہ افادہ قصر نمے بخشید واحتمال تحقق وصف محمولی اعنی معنی فتی و سیف در غیر مواد معدودہ کہ شمردہ نہ شدہ اند باقی مے ماند وآں محل غرض متکلم بود بنا براں وصف محمولی قضایا مزعومہ را موضوع سالبہ کلیہ گردانیدہ وسلب وجود ازاں طبیعت مراد داشت و بعد آں الا اداۃ استثناء را مع ذکر مقصور علیہ آورد پس کلمہ توحید و نظائرش ہمہ مشتمل بر دو حکم اند سلبے وایجابی لما تقرر ان المستثنی ہو المخالف لما قبلہ نفیا واثباتا بالا واخواتہا ومجموع حکمین معنے قصر محصل ومتقوم میگردد ازینجا دانستی کہ مقدر در خبر لا موجود است نہ غیر تاکہ مفاد کلام انتفاء طبیعت باشد کہ عبارت از سلب وجود است از مواد مزعومہ وتحقق او در مادہ واحدہ وایں معنے را ہر جا کہ قصر صفت بر موصوف باشد نیکو نگاہداری فانہ من مزلۃ الاقدام بخلاف آنکہ مقدر غیر را گوئیم کہ آنوقت محصل او نفی غیریت

جن سے قضایا اس طرح بنیں گے۔ عمر فتی ہے بکر فتی ہے خالد فتی ہے۔ اور اسی قیاس پر ہے سیفٌ زید سیفٌ آہ (بس تلوار تو زید ہی کی تلوار ہے) اور ہر ایک کا صریح رد زید فتی نہیں عمر فتی نہیں۔ آہ۔ لیکن یہ رد صریح چونکہ افادۂ قصر نہیں دیتی تھی اور وصف محمولی یعنی معنی فتی وسیف کا تحقق غیر مواد معدودہ میں جو شمار نہیں کئے گئے۔ باقی رہتا تھا۔ اور یہ امر غرض متکلم کو محل تھا اسی بناء پر قضایا مزعومہ کی وصف محمولی کو سالبہ کلیہ کا موضوع کر دیا اور سلب وجود اس طبیعت سے مراد رکھ کر اس کے بعد الا حرف استثناء کا مع ذکر مقصور علیہ کے لایا۔ پس کلمۂ توحید اور اسکے نظائر سب دو حکموں یعنی سلبی و ایجابی پر مشتمل ہیں۔ اس قاعدہ کی بناء پر کہ مستثنی وہ ہوتا ہے جو الا یا اخوات الا کے ساتھ مذکور ہو کر نفیاً واثباتاً اپنے ماقبل (مستثنی منہ) کے مخالف ہو۔ اور مجموع حکمین (سلبی و ایجابی) سے معنی قصر کا حاصل اور ثابت ہوتا ہے یہاں سے تو نے معلوم کر لیا۔ کہ خبر لا نافیہ میں مقدر لفظ موجود کا ہے نہ لفظ غیر کا۔ تاکہ مفاد کلام کا انتفاء طبیعت ہو جو کہ عبارت ہے مواد مزعومہ سے سلب وجود (طبیعت) کی۔ اور تحقق اس (طبیعت او ماہیت) کا ایک ہی مادہ (فرد واحد) میں۔ اور جہاں بھی قصر صفت موصوف پر ہو اس معنی (تقدیر موجود نہ غیر) کو اچھی طرح لحاظ رکھنا کیونکہ ایسے مواقع پر فہم کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں بخلاف اس صورت کے کہ (لفظ) غیر کو مقدر کریں کہ تب محصل اس کا نفی غیریت کی۔

مابین افراد طبیعت و مضاف الیہ غیر خواہد بود یعنی نیست فردے از افراد فنی زید باشد یا عمرو یا بکر یا خالد مغائر از علی بلکہ عین علی ہستند و معلوم است بداہتۃً کہ غرض متکلم از لا فتےٰ الا علی و نظائر آں ہر جا کہ قصر صفت بر موصوف مراد داشتہ باشد انتفاء صفت است از مواد مزعومہ باتحقق آں در محل واحد کہ مفاد قصر است وآں بدون تقدیر موجود حاصل نمے گردد و نیست غرض متکلم عینیت افراد طبیعت با فرد واحد کہ مدخول الا است فالحق ماقال العارف الجامی والسلف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین من ان التقدیر لا الہ موجود الا اللہ فالقصر قصر الصفۃ علی الموصوف والاستثناء تام والمستثنی منہ ھو المنکور اگر گوئی بنا بر بودن شرکۃ فی الالوہیۃ مزعوم مخاطب حکم مستفاد از استثناء کہ مرجعش بسوئے سالبہ کلیہ و موجبہ شخصیہ است باعتبار جزو ثانی اعنے شخصیہ لغو خواہد بود چہ لا شئ من غیر الواجب باآلہ ای بمستحق در رد بر مخاطب کافی است و نیست حاجت بسوئے شخصیہ یعنی اللہ جل جلالہ موجود برائے آنکہ شنیدی و دیگر آنکہ وجود مبداء اعنے حق سبحانہ مرکوز است در قلوب بنی آدم عموماً برائے ورود تعاکس از ملاء اعلی والا کسی مسمیٰ لفظ اللہ را بہ سبب نہ بودن او از معقولات ومحسوسات نمے دانست

مابین افراد طبیعت اور مضاف الیہ کے ہوگی۔ یعنی کوئی فرد فتی کے افراد میں سے زید ہو یا عمرو یا بکر یا خالد مغائر علی سے نہیں ہے بلکہ عین علی کے ہیں یہ تو بداہتۃً معلوم ہے کہ متکلم کی غرض مقولہ لا فتیٰ الا علی اور اسکے نظائر سے جہاں بھی قصر صفت بر موصوف مراد ہو مواد مزعومہ سے انتفاء صفت ہے ساتھ تحقق وثبوت اس صفت کے ایک ہی محل میں جو کہ قصر کا مفاد ہے اور وہ غرض بدون تقدیر موجود کے حاصل نہیں ہوتی۔ اور افراد طبیعت کی عینیت فرد واحد کیساتھ جو کہ الا کا مدخول ہے متکلم کی غرض نہیں ہے۔ پس حق وہی ہے جو کہ عارف جامیؒ اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ تقدیر کلام لا الہ موجود الا اللہ ہے پس قصر کا قسم قصر صفت علی الموصوف ہے استثناء تام اور مستثنیٰ منہ وہ منکور (الٰہ) ہے اگر سوال وارد ہو کہ مزعوم مخاطب شرکۃ فی الالوہیۃ قرار دینے پر استثناء سے حاصل شدہ حکم جسکا مرجع دو قضیہ یعنی سالبہ کلیہ و موجبہ شخصیہ کی طرف ہے باعتبار جزء ثانی یعنی شخصیہ کے لغو ہوگا۔ کیونکہ (قضیہ سالبہ کلیہ) لا شئ من غیر الواجب باآلہ ای بمستحق (مزعوم) مخاطب کے رد میں کافی ہے اور (قضیہ) شخصیہ یعنی اللہ جل جلالہ موجود لانے کی ضرورت نہیں تھی ایک تو بہ سبب (سالبہ کے مفہوم) سے جو کہ تو نے سن لیا۔ دوسرا یہ کہ مبداء (موضوع قضیہ شخصیہ) یعنی سبحانہ وتعالیٰ کا وجود عموماً بنی آدم کے قلوب میں مرکوز (منقش) ہے بسبب وارد ہونے عکسی فیضان کے ملاء اعلیٰ (عالم قدس) سے۔ ورنہ (بصورت عدم تعاکس) کوئی بھی مسمیٰ لفظ اللہ کو بباعث نہ ہونے اسکے معقولات ومحسوسات...

گوئیم مقصود از کلمہ طیبہ معنی قصر است وآں حاصل نمے شود بدون حکمین مع آنکہ مفاد شخصیہ فقط وجود مبداء نیست اذ فرق[1] بیّن بین قولنا الواجب موجودٌ وبین الواجب المنحصر فیہ استحقاق العبادۃ موجود فقولنا لا الٰہ الا اللہ وانما الٰھکم الٰہٌ واحد ولا الٰہ غیرک وما لکم من الٰہ غیرہ واللہ ھو الالٰہ کلھا عبارۃ عن معنی واحد ومغرور نہ سازد ترا ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا الٰہ غیرک از برائے آنکہ قولہ علیہ السلام ہذا تفسیر است برائے کلمہ طیبہ واشتمال آں بر حکمین بوضوح پیوستہ ولا یعرف لہ منکر پس انطباق تفسیر بر مفسر حاصل نمیشود بغیر آنکہ کلمۂ غیر را در حدیث شریف از ادوات استثناء قرار دہیم تاکہ حکم سلبی وایجابی ہر دو حاصل شود بخلاف آنکہ او را محمول بر صفت کنیم کہ مفید حکمین نخواہد بود۔ یعنے نیست ہیچ فرد از افراد الٰہ مغائر تو

ہم جواب دیتے ہیں کہ کلمہ طیبہ سے معنی قصر کا مقصود ہے اور وہ معنی دونوں حکم (ایجابی وسلبی) کے سوا حاصل نہیں ہوتا۔ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ قضیہ شخصیہ کا مفاد صرف وجود مبداء نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری دونوں کلاموں الواجب موجود (صرف وجود مبداء) اور الواجب المنحصر فیہ استحقاق العبادۃ موجود۔ "واجب (مبداء وجود) میں انحصار استحقاق عبادۃ" میں بڑا فرق ہے۔ پس ہمارے قول لا الٰہ الا اللہ اور انما الٰھکم الٰہ واحد اور لا الٰہ غیرک اور ما لکم من الٰہ غیرہ۔ اور اللہ ھو الالٰہ یہ سب اقوال ایک ہی معنی قصری سے عبارت ہیں۔ اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لا الٰہ غیرک کے ظاہر (بغیر صورت قصر کے) بے سمجھی سے دھوکہ میں نہ پڑیں۔ کیونکہ آنحضورؐ کا یہ قول کلمہ طیبہ کی تفسیر ہے۔ اور اس کا اشتمال دو حکموں (ایجابی وسلبی) پر واضح ہو چکا۔ اس میں کسی کا انکار بھی منقول نہیں۔ پس تفسیر کا انطباق مفسر پر بغیر اسکے حاصل نہیں ہوتا کہ حدیث شریف میں مذکور کلمۂ غیر کو حروف استثناء میں سے قرار دیں۔ تاکہ دونوں حکم ایجابی وسلبی حاصل ہوں بخلاف اس صورت کے کہ اسکو صفت پر محمول کریں۔ کہ حکمین (ایجابی وسلبی) کا مفید نہ ہوگا۔ بصورت صفت اس کا معنی یہ ہوگا کہ نہیں کوئی فرد افراد الٰہ میں سے مغائر تیرے

---

[1] فلا حاجۃ الی دفع ما اوردہ علی الحنفیۃ القائلین بان الاستثناء استخراج وتکلم بالباقی فی تسمیۃ الکلمۃ الطیبۃ بکلمۃ التوحید الی ما تکلفوا ۱۲ منہ (حاشیہ منہیہ میں فرماتے ہیں کہ استثناء کی تعریف میں حنفیہ کے قول پر کہ وہ استخراج اور تکلم بالباقی ہے۔ اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ پھر کلمہ طیبہ کو کلمہ توحید کیوں کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس میں باقتضائے استثناء اشتراک ہے۔ تو اس وجہ فرق سے تکلفات باردہ کے جواب کی حاجت نہیں رہتی۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

وبر تقدیر استثناء مفادش نیست ہیچ فردے از افراد آلہ موجود مگر تو موجود ہستی خواہد بود بعینہ مفاد کلمہ طیبہ و لا ینافی الرفع کونہ للاستثناء اذ کلمۃ غیر فی الاستثناء معربۃ باعراب المستثنی وھو ھھنا مرفوع بالبدلیۃ عن المحل للتعذر من اللفظ لما بین فی موضعہ ویبدل من المحل للتعذر من اللفظ ومن ثم ضعف النصب فی لا الہ الا اللہ وبعد اغماض از احتمال حکمین بر تقدیر بودن غیر برائے صفۃ نیز مفاد کلمہ طیبہ کما قال الجامی وامثالہ مفہوم میگردد یعنی نیست فردے از افراد مستحق کہ مغائر حق سبحانہ باشد موجود پس غیرک نعت خواہد بود برائے منکور لما تقرر من ان نعت اسمہا المبنی الاول مفرداً یلیہ مبنی علی ما ینصب بہ ومعرب رفعاً ونصباً نحو لا رجل ظریف وظریفٌ وظریفاً والا فالاعراب وغیر ھھنا مضاف فحکمہ الاعراب ای الرفع حملا علی المحل البعید والنصب حملا علی اللفظ او المحل القریب فلا یرد ما اوردہ مولانا حیث قال واما نقلا فلان قولہ لا الہ غیرک تفسیر للکلمۃ الطیبۃ

اور تقدیر استثناء پر اسکا مفاد یہ ہوگا۔ نہیں کوئی فرد افراد آلہ میں سے موجود مگر تو موجود ہے۔ اور یہ بعینہ کلمہ طیبہ کا مفاد ہے۔ کلمۂ غیر کا (لا الہ غیرک) میں مرفوع ہونا اسکے حرف استثناء ہونے کے منافی نہیں ہے، کیونکہ کلمۂ غیر مواقع استثناء میں معرب باعراب مستثنی ہے۔ اور مستثنی یہاں مرفوع بالبدلیۃ عن المحل ہے۔ بسبب متعذر ہونے بدلیت من اللفظ کے۔ سند اسکی ضابطہ مذکور اپنے موضع میں کہ۔ بدل من اللفظ متعذر ہونے پر بدل من المحل آتا ہے لہٰذا لا الہ الا اللہ میں مستثنی یعنی لفظ اللہ پر (احتمال) نصب ضعیف ہے۔ اشتمال حکمین سے اغماض (چشم پوشی) پر کلمۂ غیر کے صفت کیلئے ہونے سے جیسا کہ شارح جامیؒ و دیگر محققین نے کہا ہے نیز مفاد کلمۂ طیبہ کا مفہوم ہوتا ہے یعنی نہیں کوئی فرد افراد مستحق میں سے موجود جو کہ مغائر حق سبحانہ کے ہو پس اس صورت میں کلمۂ غیرک منکور (الہ) کی نعت ہوگا۔ دلیل اسکی ضابطہ مقررشدہ ہے۔ کہ اسم لا مبنی کی پہلی نعت جو مفرد (غیر مضاف) متصل ہو علامت نصب (فتح) پر مبنی ہوتی ہے جیسے لا رجل ظریفَ۔ اور بحالت رفع (محل بعید پر حمل کرنے سے) وبحالت نصب (محل قریب یا لفظ پر حمل کرنے سے) معرب ہوتی ہے جیسے لا رجل ظریفٌ وظریفاً۔ اگر نعت ان قیود سے متصف نہ ہو تو (اسکا حکم) اعراب ہے۔ لفظ غیر کا حدیث میں مضاف ہے پس اسکا حکم اعراب ہے۔ یعنی رفع بسبب حمل کرنے کے محل بعید پر اور نصب بسبب حمل کرنے کے لفظ یا محل قریب پر۔ پس مولانا کا یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا جو کہ فرماتے ہیں کہ۔ لیکن از روئے نقل پس اسلئے کہ قولہ لا الہ غیرک کلمہ طیبہ کی تفسیر ہے

Marfat.com

ولا احتمال لتقدير موجود فيه لان غيرك بالرفع خبر مذكور فلا يقال ان الخبر محذوف

وغيرك بمعنى سواك صفة للاله لان رفعه يابى عن كونه صفة للمنكور المنصوب انتهى والاضافة لاتنافي وقوعه نعتا لتوغله في الابهام وبالجملة بعد بطلان ارادة الاصنام من المنكور لايفيد الحديث ايضاً للعينية بينها وبين الواجب لابتنائها على الاشتراك اللفظي وهو كما عرفت فمفاد قوله عليه السلام قصر الالوهية في الحق سبحانه كالكلمة الطيبة هذا اذا حملت غير على الاستثناء او انتفاء الافراد المغائرة له سبحانه اذا كانت صفة للمنكور والخبر المحذوف موجود أو سلب الغيرية بين سائر الافراد والواجب ويصدق هذا بانتفاء الموضوع فمآله[1] انحصار الكلي في الفرد الواحد قطع نظر از تعصب غور بايد نمود كه از قول لاكريم غيرك يالاصديق

اور اس میں موجود مقدر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ غیرک بالرفع خبر مذکور ہے۔ پس نہ کہا جاوے کہ خبر محذوف ہے۔ اور غیرک بمعنیٰ سواک صفت ہے الٰہ کی۔ اسلئے کہ غیرک کا مرفوع ہونا منکور منصوب (الٰہ) کی صفت ہونے سے انکار کرتا ہے۔ (مولانا کا اعتراض ختم ہوا)۔ کلمۂ غیر چونکہ متوغل فی الابہام (ابہام میں پھنسا ہوا) ہے۔ اس لئے اس کا مضاف ہونا نعت ہونے کے منافی نہیں۔ بالجملہ بعد بطلان ارادۂ اصنام کے منکور (الٰہ) سے اصنام اور واجب کے مابین عینیت حدیث شریف سے حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس ارادہ کی بناء اشتراک لفظی پر ہے اور اس کا بطلان سابقاً معلوم ہو چکا۔ جب حدیث شریف ولا الٰہ غیرک میں کلمہ غیر کو استثناء پر حمل کیا جاوے تو حدیث شریف کا مفاد قصر الوہیت ہے حق سبحانہ میں جیسا کہ کلمہ طیبہ میں ہے۔ اور اگر کلمہ غیر کو منکور (الٰہ) کی صفت بنایا جائے اور خبر محذوف موجود نکالی جائے۔ تو حدیث شریف کا مفاد انتفا افراد مغائر حق سبحانہ کے ہوگا۔ یا سلب غیریت کی سائر افراد (کلی) اور واجب سبحانہ میں۔ یہ (قضیہ سالبہ) انتفاء موضوع سے بھی صادق آتا ہے۔ پس اس کا مآل و مرجع انحصار کلی کا ایک ہی فرد (واجب سبحانہ) میں ہوگا۔ تعصب (سینہ زوری) سے قطع نظر کرکے غور کرنا چاہیئے کہ مقولہ لاکریم غیرک یا لاصدیق غیرک کا کیا معنیٰ ہوگا؟

[1] شعنی لا الٰہ الا اللہ بہ تقدیر غیر اللہ بحسب مزعوم مولانا و لا الٰہ غیرک نیست کلی یعنی الٰہ متجاوز از فرد واحد اے اللہ جل جلالہ مثل لاکریم غیرک ولاصدیق غیرک ۱۲ منہ (حضرت مصنف قدس سرہٗ کا اس پیرایہ کا جواب بمقابلہ مقولہ مولانا فالحسرۃ کمال الحسرۃ کے ہے ۱۲ مترجم۔

Marfat.com

غیرک نیست فردے از افراد کریم مغائر تو یعنی عین تو اند یا نیست فردے از افراد صدیق مغائر تو یعنی عین تو اند مفہوم مے شود یا اینکہ سوائے تو کسے کریم وصدیق نیست ولعلک تفطنت مما ذکرنا ان ما استشہد بہ مولانا من زعم المخاطب وتمام التقریب وقولہ علیہ السلام لا الہ غیرک وقولہ تعالیٰ ما لکم من الہ غیرہ واجعل الالھۃ الھا واحدا علی العینیۃ فنا ھد علیہ لا لہ والعجب کل العجب من ما استدل علی اثبات ان مزعوم المخاطب ھو الغیریۃ والقصر قصر القلب بما محصلہ ان المخاطب لا یخلوا اما ان یزعم العینیۃ بین الاصنام والحق سبحانہ او الغیریۃ علی الاول یلزم کون لا الہ الا اللہ لغوا والعیاذ باللہ فتعین الثانی فرد زعمھم قلبا بلا الہ الا اللہ فظھر غلط الاکابر فی الافراد ایضا انتہیٰ لان قولہ لا یخلوا اما ان یزعم اہ غیر حاصر فان نقیض لشئ رفعہ فالتناقض انما ھو بین المزعومین دون الزعمین لجواز ارتفاع الزعمین اذا الجھل نقص فی الواجب فقط او العقول العالیۃ ایضا

کیا یہ معنی ہوگا کہ نہیں کوئی کریم یا صدیق تیرے مغائر یعنی عین تیرے ہیں۔ یا یہ معنے ہوگا کہ تیرے سوا کوئی کریم یا صدیق نہیں ہے۔ ہماری اس تقریر مذکورہ سے سمجھ آگئی ہوگی۔ کہ مولانا نے جو کچھ ان مذکورات یعنی زعم مخاطب وتمام تقریب۔ وحدیث شریف لا الہ غیرک۔ وآیات مالکم من اللہ غیرہ۔ واجعل الالہۃ الہا واحدا سے عینیت اصنام پر استشہاد کیا ہے۔ یہ مولانا کے مفید مطلب نہیں ہے۔ بلکہ اُلٹا انکے استدلال کو باطل ٹھہراتے ہیں۔ مولانا کے مزعوم مخاطب میں غیریت ثابت کرنے اور قصر کو قصر قلب قرار دینے کے لیے استدلال سے جس کا ماحصل یہ ہے کہ مخاطب (کا ذہن دو احتمال سے) خالی نہیں۔ یا تو حق سبحانہ وتعالیٰ واصنام کے مابین عینیت زعم کرتا ہے یا غیریت کو۔ پہلے احتمال پر معاذ اللہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا لغو ہونا لازم آتا ہے۔ تو احتمال ثانی متعین ہوا۔ پس ان کا زعم لا الہ الا اللہ سے بقصر قلب رد کیا گیا۔ پس علماء اکابر کی غلطی قصر افراد میں بھی ظاہر ہوگئی۔ انتہیٰ۔ نہایت ہی حیرت ہے۔ کیونکہ قولہ لا یخلوا اما ان یزعم آہ یہ حاصر نہیں ہے کیونکہ ہر شئے کی نقیض اس شئے کا رفع (نہ ہونا) ہوتا ہے۔ پس تناقض دو مزعوموں کے درمیان ہے نہ دو زعموں میں اس لئے کہ دونوں زعموں کا ارتفاع جائز ہے۔ کیونکہ جہل فقط واجب میں نقص ہے یا عقول عالیہ میں بھی۔

Marfat.com

لا الاذهان السافلة وايضا الاستدلال جار فی الصفات مع القطع بانهم کانوا غیر عالمین بعینیتها وغیریتها للواجب سبحانه وهکذا یجری فی کثیر من الامور مع قطع الجهل[1] وایضا لو فرض کون الغیریة مزعوما لهم فما الدلیل علی کون الکلمة الطیبة رداً لهذا المزعوم بعینه لتعدد مزعوماتهم منها شرکة الاصنام فی الالوهیة فلم لا یجوزان یکون مقصود الشارع من القاء کلمة التوحید رد هذا الزعم کیف لا و یدل علیه التعبیر بالمشتق اعنی الاله اذ لوکان المقصود رد زعم الغیریة لکان الملقی الیهم لا موجود غیر الله الا الله فانه یلغوا التخصیص بالاله من بین الموجودات بل یضر فان رد الشرک فی العبادة کونه مراداً للشارع ومنصوصاً علیه مسلم عند الکل

اور اذہان سافلہ میں جہل نقص نہیں ہے۔ اور نیز یہی استدلال صفات حق سبحانہ میں جاری ہوتا ہے باوجود قطع (الیقین) کے اس امر کے ساتھ کہ وہ مخاطب نہ جانتے تھے کہ صفات اللہ عین ذات ہیں یا غیر۔ اور ایسا ہی یہ استدلال بہت سے امور میں جاری ہوتا ہے باوجود (ان کے) قطعی جہل کے ان امور سے۔ اور نیز ان کا مزعوم اگر غیریت ہی فرض کی جائے۔ تو اس پر کونسی دلیل ہے کہ کلمہ طیبہ اسی مزعوم معین کا رد ہے کیونکہ ان کے مزعومات تو متعدد تھے۔ جن میں سے ایک مزعوم شرکت اصنام فی الالوہیۃ ہے۔ پس کونسا مانع ہے کہ القاء کلمہ توحید سے شارع کا مقصود اسی زعم (شرکت فی الالوہیۃ) کا رد ہو۔ اور کیوں بھی نہ ہو۔ جبکہ تعبیر بالمشتق یعنی الالہ اسی پر دال ہے۔ کیونکہ اگر زعم غیریت کا رد مقصود ہوتا۔ تو ملقی الیہم (مشتق کی بجائے) لا موجود غیر اللہ الا اللہ ہوتا۔ پھر تو سائر موجودات سے (صرف) الہ کی تخصیص لغو ہوتی بلکہ مضر پڑتی اسلئے کہ شرک فی العبادت کا رد کرنا شارع کی مراد اور منصوص علیہ ہونا سب (امت مسلمہ) کے نزدیک مسلم ہے۔

---

[1] ایضاً القول بلزوم کون لا الہ الا اللہ لغوا علی تقدیر کون المزعوم ہی العینیۃ یتوقف علی افادۃ الکلمۃ الطیبۃ للعینیۃ وہی موقوفۃ علی ان یکون المزعوم ہی الغیریۃ وہو موقوف علی بطلان مزعوم العینیۃ وہو موقوف علی تلک الافادۃ فیلزم الدور لتوقف تلک الافادۃ علی نفسہا ۱۲ منہ۔ (اور نیز عینیت کے مزعوم پر کلمہ طیبہ کا لزوم الغاء (لغو ہونا) کلمہ طیبہ کا عینیت کے افادہ پر موقوف ہے۔ اور وہ افادہ اس پر موقوف ہے کہ مزعوم غیریت ہی ہو۔ اور یہ مزعوم موقوف ہے مزعوم عینیت کے بطلان پر اور یہ بطلان موقوف ہے عینیت کے افادہ پر۔ پس اس افادہ کے اپنے نفس پر موقوف ہونے سے دور لازم آتا ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فاذا علمهم الشارع بان الاصنام عين الله فيكون للمشركين على الله حجة ربنا لم تنهنا عن عبادتها وقد لقنتنا بانها عينك فما عبدنا غيرك فلو قال الحق سبحانه ما فرقتم بين الاطلاق والتنزل فلهم ان يقولوا ربنا اسكنتنا بجزيرة العرب وقد ارسلت الينا رسولا اميا صلى الله عليه وآله وسلم وما علمنا علم المنطق حتى نفرق بين الاطلاق والتنزل واستدل قدس سره ايضا على المزعوم بتنقيح مناط الاشراك بان الموجود في المشركين امور الاول زعم الغيرية بين الله سبحانه وسائر الاشياء والثاني زعم انحصاره في التشبيه فقط لقولهم الملئكة بنات الله والثالث عبادة الاوثان بالسجدة والرابع تسمية الاصنام بالالهة والخامس رجاء الشفاعة من الاصنام ولا يخفى ان الخامس ليس مناط الشرك[له] لان رجاء

اب شارع جبکہ انکو تعلیم دے کہ اصنام عین اللہ ہیں۔ تو مشرکین کی حجت اللہ سبحانہ پر ثابت ہو جاتی ہے (اور کہہ سکتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو ہم کو عبادت اصنام سے کیوں روکتا ہے۔ درحالیکہ تو نے ہی ہمیں تلقین کی کہ اصنام عین اللہ ہیں۔ پس (اس صورت میں تو) ہم نے کسی غیر کی عبادت نہیں کی۔ پھر اگر حق سبحانہ انکو تنبیہ کرے کہ تم نے اطلاق اور تنزل میں فرق نہیں کیا۔ تو مشرکین یہ عذر پیش کر سکتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہمیں جزیرۂ عرب میں سکونت دی (جو کہ تعلیم و تعلم کے وسائل و ذرائع سے بہت ہی پسماندہ علاقہ ہے) اور ہماری طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو امی (ان پڑھ) ہی ارسال فرمایا۔ اور ہم کو علم منطق و فلسفہ کلامیہ کسی نے نہیں پڑھایا۔ تاکہ ہم اطلاق و تنزل میں فرق کرتے۔ اور نیز مولانا قدس سرہ نے مزعوم غیریت پر تنقیح مناط اشراک (وجوہ شرک کی مدار کا خلاصہ بیان کرنے) سے بدیں طور استدلال کیا کہ مشرکین میں پانچ امور موجود ہیں اوّل اللہ سبحانہ و تعالی اور باقی اشیاء (کونیہ) کے درمیان غیریت کا زعم۔ دوسرا زعم انحصار غیریت کا فقط تشبیہ میں بوجہ ملائکہ کو بنات اللہ کہنے کے۔ سوم بتوں کی عبادت سجدہ کرنے سے۔ چہارم اصنام کو آلہ کہنا۔ پنجم اصنام سے سفارش کی امید رکھنا۔ اب مخفی نہیں ہے کہ وجہ پنجم مناط شرک نہیں ہے

[له] قوله لان رجاء الشفاعة من غير الله صحيح شرعا مسلم بعد الاذن ولم يرد في حق الاصنام ورجاء الشفاعة بغير الاذن يصلح ان يكون مناطا للشرك لزعم الاستبداد بخلاف ما اذا ورد الاذن ۱۲ منه (اذن کے بعد شفاعت مسلم ہے لیکن اصنام کے حق میں اذن شفاعت وارد نہیں اور بغیر اذن شفاعت کی امید بصورت استقلال مناط شرک ہو سکتی ہے۔ بخلاف صورت اذن کے ۱۲ مترجم

الشفاعة من غير الله صحيح شرعاً ولا الرابع لان[1] الاله مشترك لفظي يطلق على الله وعلى الموجود الممكن ولا شرك[2] فى اطلاق الاسماء الغير المخصوصة به تعالىٰ على غيره كالرؤف والرحيم ولا الثالث لعدم[3] وقوع السجدة باعتقاد ان الاصنام آلهة بل تحية وتعظيماً وقد[4] ورد اسجدوا لآدم وخروا له سجداً ولا الثاني اذ قصر اهل الكتاب ايضا فى التشبيه بقولهم عزير ابن الله والمسيح ابن الله مع انه[5] لم يسم الله تعالىٰ اهل الكتاب بالمشركين بل فرق باحكام شتى

کیونکہ سفارش کی امید غیر اللہ سے شرعاً صحیح ہے۔ اور نہ ہی چوتھی وجہ کیونکہ لفظ آلہ مشترک لفظی ہے۔ اللہ سبحانہ اور نیز ممکن موجود پر اطلاق کیا جاتا ہے اور اسماء غیر مخصوصہ بحق سبحانہ کا اطلاق غیر پر کرنا وجہ شرک نہیں ہے۔ جیسا کہ رؤف و رحیم کا اطلاق واقع ہوتا ہے۔ اور نہ تیسری وجہ مدار شرک ہے۔ کیونکہ (اصنام کے لئے) سجدہ کا وقوع اصنام کی الوہیت کے اعتقاد پر مبنی نہیں بلکہ سجدہ تحیت و تعظیم ہے۔ اور امر بہ سجدہ آدم اور (حکایۃ سجود بدوں نکارت) وخروا له سجداً قرآن کریم میں وارد ہے اور وجہ ثانی بھی مدار شرک نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب نے بھی بقول تکے عزیر ابن اللہ و مسیح ابن اللہ کے تشبیہ میں قصر کی ہے باوجود اسکے پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے موسوم بہ مشرکین نہیں فرمایا۔ بلکہ کئی احکام میں مشرکین سے فرق کیا۔

---

[1] لان الاله مشترک لفظی آه قد عرفت مرارا ما فيه ۱۲ منہ [2] ولا شرک فی اطلاق الاسماء الغير المخصوصة آه اقول ما نحن بصدده اعنی لفظ الاله من الاسماء المخصوصة ولا يغرنک وقوع الاطلاق فی الكتاب المجيد اذ هو حكاية عن المشركين على سبيل التجهيل والتسفيه ۱۲ منہ۔ (ما نحن فیہ یعنی لفظ الالہ اسمائے مخصوصہ بحق سے ہے قرآن مجید میں جو کہ لفظ الحکایۃ عن المشرکین واقع ہے ان کی جہالت اور سفاہت پر مبنی ہے۔ ۱۲ مترجم [3] لعدم وقوع السجدة آه اقول وقوع السجدة باعتقاد ان الاصنام تجيب المضطر وتستبد فی قضاء الحاجات وفی امر الشفاعة۔ ہو مناط الشرک فتذکر ما مر فی المخاصمة ۱۲ منہ (جواباً فرماتے ہیں کہ اصنام کو مجیب المضطر اور قضاء حاجات وامر شفاعت میں مستقل سمجھ کر سجدہ کرنا ہی مدار شرک ہے۔ مخاصمہ کا ذکر یاد کرو۔ ۱۲ مترجم [4] قوله وقد ورد اسجدوا لآدم آه اقول فرق بين وقوع السجدة بعد الاذن وبغيره فتذكر ۱۲ منہ۔ (یعنی سجدہ بعد اذن اور بغیر اذن میں فرق ہے۔ ۱۲ مترجم۔ [5] قوله مع انه لم يسم الله آه اقول سيجيئ وجه عدم التسمية ۱۲ منہ۔

[6] لقد جاءكم .... بالمؤمنين رؤف رحيم ۱۲ مترجم

Marfat.com

مثل جواز نکاح الکتابیۃ دون المشرکۃ فتعین ان مناط الشرک ھو زعم الغیریۃ انتھی بمحصلہ اقول وباللہ التوفیق۔ بداں کہ میان توحید و اشراک تناقض است و نقیض ہر شئے رفع آن شئے مے باشد و توحید تفعیل است برائے نسبت ای اضافت ماخذ بسوئے مفعول پس معنے وحدتُ اللہ نسبتہ وحدت کردم بسوئے خدا یعنی اللہ واحدٌ گفتم مثل تسبیح و تہلیل و ایں نسبت باعتبار لحاظ مدارج معتقدین بر سہ قسم است اول آنکہ بزبان بگوید لا الہ الا اللہ باعتقاد قلبی بتقلید چوں عامی دوئم بنوعے از دلیل چوں متکلم و نجات یافتن از شرک جلی منوط بدوست و رستن از خلود دوزخ و رسیدن بہ بہشت ثمرہ اوست۔ وسوئم آنکہ نورے بود کہ پدید آید در قلب مومن دراں نور بیند کہ ہمہ کار از یک اصل میرود و فاعل یکے ست و ایں درجہ فائق است از اولین چہ فرق است میان آنکہ اعتقاد کند کہ فلاں خواجہ دریں سرائے است بسبب آنکہ فلاں کس مے گوید و میان آنکہ استدلال کند بآنکہ اسپ و غلام خواجہ بر در سرا است

مثلاً جواز نکاح کتابیہ عورت کا نہ مشرکہ کا۔ پس مناط شرک زعم غیریت ہی متعین ہوا (سید العارفین سند الموحدین حضرت السلطان السید خواجہ مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی توفیق سے بیان کرتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ توحید اور اشراک کے مابین تناقض ہے۔ نقیض ہر شئے کی رفع اُس شئے کا ہوتا ہے۔ توحید (مصدر باب) تفعیل کی ہے برائے نسبت یعنی اضافت ماخذ کی طرف مفعول کے۔ پس وحّدتُ اللہ کا معنی میں نے اللہ کی طرف وحدت کو منسوب کیا یعنی میں نے کہا اللہ واحد تسبیح و تہلیل کا بھی یہی معنی ہے اور یہ نسبت باعتبار لحاظ مدارج معتقدین کے تین قسم پر ہے اول توحید عوام کی کہ اعتقاد قلبی کے ساتھ تقلیداً زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا۔ قسم دوم کسی قسم کی دلیل سے اقرار کرنا جیسا کہ متکلمین کا طور طریقہ ہے شرک جلی سے نجات پانا کا مدار اسی پہ ہے اور خلود فی النار سے خلاص اور دخول جنت اسی کا ثمرہ ہے۔ سوئم یہ کہ مومن کے دل میں نور ظاہر ہوتا ہے اس نور میں یہ نظر آتا ہے کہ سب کام ایک ہی اصل سے جاری ہوتے ہیں۔ سب کا فاعل حقیقی ایک ہی ہے یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے فائق تر ہے۔ کیونکہ مثلاً ایک شخص کسی کے بتانے سے کہتا ہے کہ فلاں خواجہ اس سرائے میں موجود ہے کیونکہ فلاں آدمی نے بتلایا ہے۔ دوسرا شخص خواجہ کے غلام اور گھوڑے کو سرائے کے دروازہ پر دیکھ کر خواجہ کے نازل ہونے کی خبر

Marfat.com

ومیان آنکہ خواجہ را در سرا مشاہدہ کند و این توحید خواص است کہ مفاد لا موجود الا اللہ باشد وہر دو قسم اول مفاد لا الہ الا اللہ والٰہکم الٰہ واحد اند وہمین ست توحید شرعی کہ شارع درکلام خود فرمودہ است ایمان آرید بوحدانیت من در صفت الوہیت واستحقاق عبادت وشریک نہ گردانید کسے را در عبادت من چنانکہ فرمود فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ولا الٰہ الا ہو خالق کل شئ فاعبدوہ وہم چنین خبر دادہ است درکلام خود اعتقاد کنید بوحدت ذاتیہ وصفاتیہ من یعنے یکتائی من در ذات وصفات واختصاص من بصفات کاملہ وجودیہ وسلبیہ چنانچہ فرمود قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد واشراک چونکہ نقیض توحید است پس معنیش شریک گردانیدن غیر را با وسبحانہ در ذات یا در صفات پس فرقہ ثنویہ[1] مشرک است برائے اشراک در ذات وصفات ویہود ونصاری مشرک اند از برائے اعتقاد تشبیہ

دیتا ہے تیسرا شخص خود خواجہ کو سرائے میں مشاہدہ کرتا ہے۔ پس ان تینوں کے خبر دینے میں فرق مدارج بیان ظاہر ہے اور یہ قسم ثالث توحید خواص ہے۔ جو کہ لا موجود الا اللہ کا مفاد ہے۔ اور پہلے دونوں قسم لا الہ الا اللہ۔ اور والٰہکم الٰہ واحد کا مفاد ہیں۔ اور توحید شرعی یہی ہے کہ شارع نے اپنی کلام میں فرمایا۔ کہ ایمان لاؤ میری وحدانیت کے ساتھ صفت الوہیت واستحقاق عبادت میں۔ اور شریک نہ کرو کسی کو میری عبادت میں جیسا کہ فرمایا کہ جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید و تمنا رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اعمال صالحہ کو معمول بنائے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (دوسری جگہ فرمایا) اور سوائے اس کے کوئی معبود نہیں پس اسی کی عبادت کرو۔ اور ایسا ہی حق سبحانہ نے اپنی کلام احسن نظام میں خبر دی ہے کہ میری وحدت ذاتیہ وصفاتیہ کا اعتقاد کرو۔ یعنی ذات و صفات میں میری یکتائی اور (اعتقاد کرو) میرے اختصاص کا صفات کاملہ وجودیہ وسلبیہ کے ساتھ۔ جیسا کہ سورۂ اخلاص میں (بکمال اختصار وخلاصۂ توحید) بیان فرمایا ہے۔ پس بت پرست فرقہ ثنویہ (دو قسم کے معبود حق وباطل ٹھہرانے والا) بہ سبب شرک کرنے کے ذات وصفات میں اور یہود ونصاری مشرک ہیں بہ اعتقاد تشبیہ کے۔

---

[1] ثنویہ منسوب با ثنینیت یعنی حق کے ساتھ بتوں (ہر دو) کو معبود ٹھہرانے والا فرقہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

لقولهم عزیر ابن الله والمسیح ابن الله وان الله هو المسیح ابن مریم
تا ماوٰنه النار درحق اوشان فرموده وقالت الیهود عزیر ابن الله وقالت
النصاریٰ المسیح ابن الله تا سبحانه عما یشرکون ومشرکین عرب از برائے آنکه
اعتقاد به تشبیه هم دارند لقولهم الملائکة بنات الله واصنام را شریک باحق
سبحانه وتعالیٰ در استحقاق عبادت نیز مے گویند باقیمانده اینجا سوالی جواب طلب
و او آنست قال الله تعالیٰ لم یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین
وقال الله تعالیٰ مایود الذین کفروا من اهل الکتاب ولا المشرکین ازیں
هردو قول ونیز از تمایز احکام اهل کتاب ومشرکین که مستنبط است از ولا تنکحوا المشرکت
حتیٰ یؤمن والمحصنت من الذین اوتوا الکتب حل لکم مفهوم مے شود تباین
اهل کتاب ومشرکین عرب وعدم اندراج اوشان در مفهوم مشرک والا لم یکن الذین
اشرکوا ومایود الذین اشرکوا کفایت مے کرد. پس ظاهر گشت که مناط شرک چیزے

بسبب کہنے ان کے کہ عزیر ابن اللہ ہیں۔ مسیح ابن اللہ ہیں۔ اللہ مسیح ابن مریم ہے۔ الی آخر الآیۃ مأوٰہ النار
تک انکے حق میں فرمایا۔ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری مسیح ابن اللہ تا سبحانہ عما یشرکون تک
اور مشرکین عرب اس لئے کہ تشبیہ کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ بسبب کہنے ان کے کہ فرشتے اللہ کی لڑکیاں ہیں۔
(توالد و تناسل میں مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں) اور نیز اصنام کو استحقاق عبادت میں حق سبحانہ کا شریک
کرتے ہیں۔ باقی رہا یہاں ایک جواب طلب سوال وہ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لم یکن الذین
کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین اور فرمایا ہے مایود الذین کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین ان
اقوال سے اور نیز اہل کتاب ومشرکین کے متعلق احکام وارده کے تمائز (امتیاز) سے کہ وہ امتیاز
آیت ولا تنکحوا المشرکت آہ اور والمحصنت من الذین اوتوا الکتب سے مستنبط (مفہوم) ہوتا ہے
باہمی علیحدگی اہل کتاب ومشرکین عرب کی احکام میں اور نہ داخل ہونا اہل کتاب کا عنوان مشرک
میں ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ لم یکن الذین اشرکوا اور مایود الذین اشرکوا (بغیر علیحدہ ذکر اہل
کتاب کے کافی ہوتا۔ پس ظاہر ہوا کہ شرک کی مدار کوئی اور چیز ہے۔

Marfat.com

دیگر است سوائے تشبیہ کہ یافتہ مے شود در مشرکین عرب نہ در اہل کتاب وما ہو الازعم الغیریۃ جوابش آنکہ مشرک خاص است از کافر چہ اشراک مقابل توحید است وہر دو تعلق بالخصوص بذات وصفات دارند بخلاف کفر مقابل ایمان کہ عبارت است از تصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی علیہ السلام پس کفر عبارت از انکارش خواہد بود ومشرکین عرب چونکہ تصدیق بکتاب سماوی ونبی نمے داشتند ضلالت اوشاں بجز اشراک فی العبادت وتشبیہ نخواہد بود بخلاف اہل کتاب کہ تحریف در آیات وکتمان واشراک یعنی تشبیہ ہمہ از ضلالت اوشاں است. پس در حق اوشاں عنوان حاوی جمیع انواع ضلالت را شاید کہ لفظ کافر است وبر اہل عرب کہ غیر مصدق بہ کتاب ونبی اند لفظ مشرک منطبق خواہد بود این است وجہ قول او سبحانہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین بجائے لم یکن الذین اشرکوا من اہل الکتاب والعرب

سوائے تشبیہ کے جو کہ صرف مشرکین عرب میں پائی جاتی ہے نہ اہل کتاب میں۔ اور وہ چیز بغیر زعم غیریت (مزعوم خاصۂ مشرکین) کے کوئی اور نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک کا لفظ خاص ہے کافر سے کیونکہ اشراک مقابل توحید ہے اور دونوں (اشراک توحید) کا تعلق خصوصی ذات وصفات سے ہے بخلاف کفر مقابل ایمان کے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی علیہ السلام کے۔ پس کفر اسکے انکار سے عبارت ہوگا۔ اور مشرکین عرب چونکہ کتب سماوی اور نبی کے ساتھ تصدیق نہ رکھتے تھے۔ ان کی ضلالت سوائے اشراک فی العبادت وتشبیہ کے نہ ہوگی۔ بخلاف اہل کتاب کے کہ آیات میں تحریف (ہیرپھیر) اور کتمان (اپنی مرضی کے خلاف احکام واردہ کو چھپانا) اور اشراک یعنی تشبیہ (المخلوق بالبنیت وغیرہ میں) یہ سب ان کی ضلالت سے ہے۔ پس ان کے حق میں ایسا عنوان مناسب ہے۔ جو کہ جمیع انواع ضلالت کو حاوی ہو اور وہ لفظ کافر ہے۔ اور اہل عرب پر جو کہ کتاب اور نبی کی تصدیق نہیں کرتے (اور خود ساختہ بتوں کی عبادت بزعم الوہیت کرتے ہیں) لفظ مشرک کا مطابق ہوگا۔ یہ ہے وجہ قول حق سبحانہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین بجائے لم یکن الذین اشرکوا من اہل الکتاب والعرب کے۔

Marfat.com

ونیز در مقام تشنیع وتعریض لفظ اہل الکتاب یا اہل التوراۃ یا اہل الانجیل تادیہ معنے مراد مینماید نہ غیر او ونیز صدق مفہوم مستلزم آن نیست کہ تسمیہ بہمان لفظ واقع شود چنانچہ زید باسم شاعر ملقب گشتہ یا آنکہ کاتب ومجلد وظریف ہمہ را مصداق است وقریش یا آنکہ مصداق معرض عن الحق وضال ہستند وتسمیہ باسم مشرکین واقع شدہ ودخول اہل کتاب در مفہوم مشرک بآیات مذکورہ قبیل ہذا معلوم شدہ است وثابت ووجہ تمائز فی الاحکام باوجود اشراک تشبیہ در ہر دو آنکہ اہل کتاب را ایمان بتوحید در ضمن ایمان بکتاب ونبی حاصل است زیرا کہ تصدیق بکتاب آسمانی ونبی مستلزم ایمان بتوحید است ضمنا فلہم ایمان حکمی من حیث لم یحتسبوا لا حقیقی بخلاف المشرکین فانہ لیس لہم ایمان اصلا لا حقیقی ولا حکمی فی ضمن الایمان بکتاب ورسول وایں وجہ را مولانا سبب اخراج اہل کتاب از مشرکین در آیۃ مذکورہ وموجب تمائز فی الاحکام در آخر کلمۃ الحق قرار دادہ

اور نیز مقام تشنیع وتعریض (ملامت اور جھڑکنے) میں لفظ اہل الکتاب (عموماً) یا اہل التوراۃ یا اہل الانجیل (خصوصاً) معنی مراد کو ادا کرتا ہے نہ غیر اس لفظ کا۔ (عالم بالکتاب کی بصیرت کے باوجود جاہلانہ خیالات میں پھنس جانا کمال گمراہی و رذالت ہے) اور نیز کوئی شخص کسی مفہوم کا مصداق ہو تو ضروری نہیں کہ اس مفہوم کے عنوان سے مسمی بھی ہو جیسا کہ زید باوجود شاعر۔ کاتب۔ جلد ساز۔ ظریف ہونے کے صرف بہ لقب شاعر ملقب ہو۔ اور قریش باوجود اسکے کہ حقیقت حق سے دور ہٹنے والے اور گمراہ ہیں ان کا تسمیہ باسم مشرکین واقع ہوا۔ اہل کتاب کا مفہوم مشرک میں داخل ہونا ان آیات سے جو عنقریب مذکور ہو چکی ہیں معلوم اور ثابت ہو چکا ہے۔ ہر دو فرقہ (اہل کتاب ومشرکین) میں وجہ علیحدگی احکام کی باوجود اشراک تشبیہ کے یہ ہے۔ کہ اہل کتاب (یہود ونصاری) کو ایمان بہ کتاب ونبی کے ضمن میں ایمان بہ توحید حاصل ہے۔ کیونکہ کتاب آسمانی ونبی کی تصدیق (بوجہ تلقین توحید کے) ایمان بالتوحید کو ضمناً مستلزم ہے۔ پس ان کو جہاں سے ان کا گمان ہی نہیں ایمان حکمی حاصل ہے نہ ایمان حقیقی بخلاف مشرکین کے کہ ان کے لئے قطعاً ایمان نہیں۔ نہ حقیقی بہ سبب اشراک فی العبادت کے اور نہ کتاب اللہ ورسولہ کے ساتھ ایمان سے ضمناً حکمی ایمان (کیونکہ ان کو کتاب اللہ ورسولہ سے ایمان نہیں ہے)۔ اس وجہ کو مولانا نے آیت مذکورہ میں اہل کتاب کا مشرکین سے اخراج کا سبب اور علیحدگی احکام کا باعث اپنی کتاب کلمۃ الحق کے آخر میں قرار دیا۔

Marfat.com

وتصریح بداں فرمودہ وایضاً اشراک مشرکی العرب اغلظ من اشراکھم لانھم اھل
اللسان وشاھدوا المعجزات البالغة الباھرة وھذا ھو الوجه فی قبول الجزیة
من المجوس دون مشرکی العرب فتامل[1] قوله لان رجاء الشفاعة عن غیرالله
صحیح شرعا اقول نعم اذا ورد اذن الھی کما فی حق الانبیاء علیھم السلام بخلاف
الاصنام قوله لان الاله مشترک لفظی اقول قد عرفت فیما سبق ماله وما
علیه قوله لعدم وقوع السجدة لاعتقاد انھا الله بل تحیة وتعظیما اقول وقوع السجدة
علی طریق العبادة لایتوقف علی ھذا الاعتقاد فان المشرکین ما اعتقدوا بان
الاصنام ھی الله لقوله تعالی ولئن سألتھم من خلق السموٰت والارض لیقولن الله مع انھم
عبدوھا کما اخبرالله تعالی عن ھذا ویعبدون من دون الله مالا یضرھم ولا ینفعھم

اور اسکو صراحتہً بیان فرمایا۔ اور نیز مشرکین عرب کا اشراک اہل کتاب کے اشراک سے زیادہ سخت ہے کیونکہ وہ اہل لسان عرب ہونے سے قرآن مجید کو خوب سمجھ سکتے تھے۔ اور معجزات کاملہ واضح کا مشاہدہ کئے ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ مجوس سے توجزیہ کے قبول کرنے پر اکتفا کیا جاتا تھا اور مشرکین عرب سے بغیر ایمان کے کوئی شئے قبول نہیں تھی۔ قولہ لان رجاء الشفاعة آہ یعنی غیراللہ سے سفارش کی امید شرعاً صحیح ہے۔ جواب:۔ ہاں جبکہ اذن الٰہی وارد ہو جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں وارد ہے۔ برخلاف اصنام کے (کہ انکے حق میں انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون وارد ہے) الہ (مذکور) کو مشترک لفظی بنانے کے متعلق سابقاً مفصل بیان ہو چکا ہے۔ قولہ وقوع سجدہ بتوں کیلئے الوہیت کے اعتقاد پر نہ تھا بلکہ علی وجہ التعظیم تھا۔ جواب:۔ عبادت کے طور پر سجدہ کرنا اس اعتقاد پر موقوف نہیں ہے۔ کیونکہ مشرکین کا یہ اعتقاد نہ تھا کہ اصنام اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر انکو پوچھو کہ زمین و آسمان کا خالق پیدا کرنیوالا کون ہے۔ تو ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ ہی خالق ہے باوجودیکہ وہ عبادت اصنام کی کیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اس فعل کی خبر دی ہے کہ وہ مشرکین سوائے اللہ کے ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو کہ انکو کچھ بھی نفع یا ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

---

[1] فیه اشارة الی عدم اشتمال الوجه الثانی للمواد والاحکام باسرھا ۱۲ منه۔ (لفظ فتامل میں یہ اشارہ ہے کہ وجہ ثانی سب احکام اور مواقع کو شامل نہیں ہے ۱۲ مترجم

فان قلت بناءً علی ما قال الاکابر من تقدیر موجود یکون مفادا لکلمۃ سلب الوجود عن الافراد فبقی امکان تحقق الالوھیۃ فی غیر اللہ قلت لا الہ موجود الا اللہ مرجعھا الی ضروریتین سالبۃ محصورۃ وموجبۃ شخصیۃ وضرورۃ سلب الوجود تفید الامتناع کما ان ضرورۃ ثبوت الوجود تشعر الی الوجوب مع ان المقام یقتضی تقدیر موجود دون ممکن فان المخاطب یزعم وجود الالوھیۃ فی المواد الامکانیۃ ای الاصنام لا نفس امکانھا ومخفی نیست بر ذکی سخافت آنچہ فحول در جواب ایراد مذکور گفتہ چہ ہمہ مبنی اند بر ذہول از اقتضاء مقام وبودن الھیات قضایا ضروریہ وآنچہ مولانا قدس سرہ قول صاحب مثنوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران را بیت

تیغ لا در قتل غیر حق براند — در نگر زاں پس کہ بعد از لا چہ ماند

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز زفت

شاہد بر تقدیر غیر اللہ آوردہ بخلاف ما قالہ الاکابر یعنی لا نفی جنس اسم وخبر مے خواہد اسمش آلہ

اگر سوال پیدا ہو کہ علماء اکابر کے قول کی بناء پر موجود کی تقدیر سے کلمہ طیبہ کا مفاد افراد سے سلب وجود ہوگا۔ تو غیر اللہ میں ثبوت الوہیت کا امکان باقی رہتا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ لا الہ موجود الا اللہ میں دو قضیہ ضروریہ بن سکتے ہیں۔ ایک سالبہ محصورہ (لا الہ موجود) دوسرا موجبہ شخصیہ (اللہ موجود) اور ضرورت سلب وجود کی جہت امتناع کی مفید ہے جیسا کہ ضرورت ثبوت وجود کی جہت وجوب کی خبر دیتی ہے باوجود اس امر کے کہ تقاضائے مقام موجود کی تقدیر ہے نہ ممکن کی۔ کیونکہ زعم مخاطب مواد امکانیہ یعنی اصنام میں الوہیت کا وجود ہے نہ نفس امکان الوہیت کا۔

اکابر علماء نے ایراد مذکور کے جواب میں جو کچھ بیان کیا اس کا ضعیف ہونا ذہین آدمی پر مخفی نہیں۔ کیونکہ یہ سب جواب تقاضائے مقام اور الاہیات کے قضایائے ضروریہ سے ہونے کی غفلت پہ مبنی ہیں۔ پس جو کہ مولانا قدس سرہ صاحب مثنوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران کا قول شعری اعاظم علماء کے برخلاف غیر اللہ کی تقدیر پر شاہد لائے بدیں طور کہ لا نفی جنس اسم و خبر چاہتا ہے۔ اسم اس کا آلہ اور خبر غیر اللہ ہے۔

Marfat.com

وخیر آں غیر اللہ است یعنی ہیچ آلہ از اصنام غیر اللہ نیست پس عین اللہ شد والا ارتفاع النقیضین لازم آید حاصل آنکہ لا الہ الا اللہ کلام قصری یعنی استثنائی است و در کلام قصری رد زعم مخاطب مے باشد تشریحش اینکہ مشرک گمان میدارد کہ ہر چیز غیر خدا است و او سبحانہ مے فرماید کہ ہیچ چیز غیر خدا نیست ہر چہ ہست عین خدا است پس از قبیل حمل قول است بر مالا یرضی بہ قائلہ[1] زیرا کہ کسے عاقل قول صحیح خود را محمول بر محمل بین الفساد نمی گرداند بیان فساد از ماسبق معلوم گردیدہ چہ بعد بطلان ارادۂ اصنام از منکور کہ مبنی بود بر اشتراک لفظی ہیچ یکے از کلمہ توحید و نظائر او نحو مالکم من الٰہ غیرہ و قول علیہ السلام لا الہ غیرک مفید عینیت میان اصنام و حق سبحانہ نمے باشد پس لا محالہ قول مولانا روم منطبق بر آنچہ علماء سلف در ترکیبش گفتہ اند خواہد بود

یعنی کوئی الہ اصنام سے غیر اللہ نہیں ہے پس عین اللہ ہوا۔ ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے حاصل یہ کہ لا الہ الا اللہ کلام قصری یعنی استثنائی ہے۔ اور کلام قصری میں زعم مخاطب کا رد ہوتا ہے۔ اس کی تشریح یہ کہ مشرک گمان کرتا ہے کہ ہر شے غیر خدا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کوئی چیز خدا کے غیر نہیں جو کچھ ہے خدا کا عین ہے پس مولانا کا یہ استشہاد از قسم قائل کے قول کو اس توجیہ پر حمل کرنا ہے جس توجیہ پر اس قول کا قائل راضی نہیں (اور قائل کی مراد یہ فاسد توجیہ نہیں ہوتی) کیونکہ کوئی عاقل اپنے صحیح قول کو کسی ظاہر الفساد توجیہ پر محمول نہیں کرتا۔ بیان فساد ماسبق سے معلوم ہو چکا ہے کیونکہ منکور (الٰہ) سے بعد بطلان ارادۂ فساد کے جو کہ اشتراک لفظی پر مبنی تھا۔ کوئی ایک کلمۂ توحید اور اسکی نظائر سے مثل مالکم من الٰہ غیرہ کے اور قولہ علیہ السلام لا الہ غیرک کے مفید عینیت کا اصنام اور حق سبحانہ کے مابین نہیں ہوتا۔ پس ضرور مولانا روم کا قول اس توجیہ پر کہ جسکی ترکیب علمائے سلف نے بیان کی منطبق ہوگا۔

---

[1] ونیز مخالف است از تصریح مولانا با آنکہ منفرد اند در تقریر غیر اللہ بخلاف السلف قاطبۃً ذکرہ بعض تلامذتہ فی انوار الرحمٰن ۱۲ منہ

(اور نیز یہ استشہاد مخالف ہے مولانا کی اس تصریح کے کہ غیر اللہ کی تقریر میں مولانا منفرد ہیں برخلاف سب اہل سلف کے۔ مولانا کے بعض تلامیذ نے رسالہ انوار الرحمٰن میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ مترجم)

Marfat.com

تقریرش آنکہ اینجا قتل عبارت است از سلب وجود غیر حق[۱] و ہمیں است مفاد کلمہ لا فان معناہ السلب الرابطی دراندن تیغ در قتل غیر حق عبارت است از آوردن کلمہ لا برائے افادہ معنی قتل پس سلب رابطی مدلول کلمہ لا است و طرفین موجود و غیر حق است یعنے نیست موجود غیر حق فصل در بیان دلائل توحید از کتاب و سنت تفصیل این اجمال آنکہ آیات قرآنیہ دو قسم اند یکے محکم کہ تاویل پذیر نہ باشد دوم متشابہ و دال بر توحید واجب است کہ محکم باشد زیرا آنکہ از محتمل التاویل حکم قطعی ثابت نمے شود پس از آیات محکمات دال بر توحید شانزدہ آیت اند اول لا الہ الا اللہ دوم لا الہ الا ہو سوم لا الہ الا انا چہارم لا الہ الا انت سبحانک پنجم انما الہکم الہ واحد ششم مالکم من الہ غیرہ در مواضع عدیدہ ہفتم ہو الاول والاخر والظاہر والباطن ہشتم اینما تولوا فثم وجہ اللہ نہم واللہ معکم اینما کنتم دہم واللہ علی کل شئ قدیر یازدہم وہو الذے

فصل در بیان دلائل توحید از کتاب و سنت

اس کا بیان یہ ہے ۔ کہ یہاں قتل سے مراد غیر حق سے سلب وجود (نفی وجود) ہے ۔ اور کلمہ لا کا مفاد یہی ہے ۔ کیونکہ لا کا معنی سلب رابطی ہے ۔ اور قتل غیر حق میں تلوار چلانے سے مراد کلمۂ لا کا واسطے افادۂ معنی قتل (سلب وجود) کے لانا ہے ۔ پس سلب رابطی (نفی غیر) مدلول کلمۂ لا کا ہے اور دونوں طرفین (مبتدا خبر) موجود و غیر حق ہیں ۔ یعنی سوائے حق کے کوئی شئے موجود ہی نہیں فصل اس فصل میں توحید حقہ کے دلائل کتاب و سنت سے ملاحظہ ہوں ۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ آیات قرآنیہ دو قسم ہیں ۔ ایک قسم محکم جو کہ تاویل کی گنجائش اس میں نہیں ۔ دوسری متشابہ (جن میں تعیین مراد کیلئے بیان کی ضرورت ہے) یہ امر واجب ہے کہ آیات دال بر توحید محکم ہوں کیونکہ جن آیات میں تاویل کی گنجائش ہو اس سے قطعی حکم ثابت نہیں ہوتا پس دال بر توحید آیات محکمات سولہ آیات ہیں ۔

---

[۱] از افراد موجود کہ مراد است از منکور عند الصوفی بطریق الالتزام کما مر بما علیہ ولہ فتذکر ۱۲ منہ

(یعنی سلب وجود غیر حق افراد موجود سے کہ عند الصوفیہ بطریق التزام منکور (الہ) سے مراد ہے ۔ تو اس پر تنقید سابقاً گذر چکی ہے ۔ مترجم)

Marfat.com

فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ دوازدہم قل ہو اللہ احد سیزدہم ما یکون من نجوی ثلٰثۃ الا ہو رابعہم ولا خمسۃ الا ہو سادسہم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ہو معہم۔ چہاردہم لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا پانزدہم لو کان ہٰؤلاء الہۃ ما وردوہا شانزدہم ما کان معہ من الٰہ اذا لذہب کل الٰہ بما خلق ولعلی بعضہم علی بعض۔ واز احادیث صحاح ہشت حدیث دال بر وحدت وجود اند۔ اوّل حدیث آنست کہ صاحب مشکوٰۃ در باب الایمان بالقدر آوردہ بروایت ابی بن کعب در تفسیر واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الی ان قال اعلموا انہ لا الٰہ غیری ولا رب غیری ولا تشرکوا بی شیئا دوم حدیث ولا الٰہ غیرک سوم حدیث کان اللہ ولم یکن معہ غیرہ چہارم والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی ارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرء ہو الاوّل والاخر والظاہر والباطن وہو بکل شیٔ علیم پنجم قولہ تعالٰی لا تسبوا الدہر فان الدہر ہو اللہ ششم حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ہفتم در حدیث صحیح بخاری است از ابوہریرہ قال قال رسول اللہ

احادیث صحاح سے آٹھ حدیثیں وحدت وجود پہ دال ہیں۔ اول وہ حدیث ہے۔ کہ صاحب مشکوٰۃ باب ایمان بالقدر میں بروایت ابی بن کعب آیت واذ اخذ ربک من بنی آدم الایۃ۔ حتیٰ کہ فرمایا جان لو کہ تحقیق میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے سوا کوئی رب نہیں۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔ الایہ کی تفسیر میں لائے ہیں۔ دوسری حدیث لا الٰہ غیرک۔ تیسری حدیث کان اللہ آہ اللہ ہی تھا اس کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ چوتھی حدیث قسم ہے اس ذات کی جس کے قدرت کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم رسی کے ساتھ لوٹا باندھ کر سب سے نچلی زمین کی طرف لٹکاتے تو اللہ ہی پہ گرتا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اول وہی ہے۔ آخر وہی ہے۔ ظاہر وہی ہے۔ باطن وہی ہے۔ وہ ہر شئے کو جاننے والا ہے۔

پانچویں حدیث۔ دہر کو برا نہ کہو۔ دہر اللہ ہی ہے۔ چھٹی حدیث قدسی۔ میں خزانہ مخفی تھا کوئی جاننے والا نہ تھا پھر مجھ میں محبت نے ظہور کیا کہ میں ظاہر ہو کر پہچانا جاؤں۔ تو میں نے عالم اسباب وتکوین بنا کر مخلوق کائنات کو پیدا کیا۔ تاکہ ظہور پا کر پہچانا جاؤں۔ ساتویں حدیث صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ ہشتم قولہ علیہ السلام واصدق کلمۃ قالہا اللبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل این ہمہ نصوص بر صحت معنی و ترکیب مبینہ حضرت مولانا دال اند پس اگر کدام ہیچ کلام یا کلمہ موہم غیریت در کتاب یا سنت باشد پس تاویل آں بطرف مضمون کلمہ طیبہ واجب است زیرا کہ لا الہ الا اللہ اصل اصول ایمان است وجملہ احکام دین و مقدم بر فروع ودیگر اصول ست پس آنچہ منکرین را از لم یلد ولم یولد وہم چنین از لیس کمثلہ شئ ولا تدرکہ الابصار ولا تاخذہ سنۃ ولا نوم وہو یطعم ولا یطعم از صفات سلبیہ مظنہ انحصار در تنزیہ پیدا مے شود جوابش اینکہ لم یلد ولم یولد بمعنی لم ینحصر فی الوالدیۃ والمولودیۃ کذا جمیع ما ذکر۔ دوم آنکہ اتصاف او سبحانہ بجملۂ اضداد در دو مرتبہ ہست اطلاق وتقیید پس در مرتبہ اطلاق منزہ و بیچون و بیچگون وحی لا یموت است و در مرتبہ تقیید مشبہ است وحادث و میت

سے بروایت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ فرائض پر اضافہ (شغل بالنوافل) سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ میری عبادت اور یاد اس کے روح میں سما جاتی ہے جس کا ظہور یہ ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں (وہ محبوبیت میں داخل ہو جاتا ہے) پھر اسکے جوارح سے افعال کا ظہور میری طرف منسوب ہوتا ہے اس کا سننا میرا سننا۔ اسکا دیکھنا میرا دیکھنا اس کا تصرف میرا تصرف ہوتا ہے (غرضیکہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ) آٹھویں حدیث۔ سب کلمات سے زیادہ سچا کلمہ جو کہ لبید شاعر نے کہا ہے کہ خبردار اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیز باطل (نابود) ہے یہ سب نصوص حضرت مولانا کی ترکیب اور صحت معنی پر دال ہیں۔ پھر اگر کوئی کلمہ یا کلام کسی موقع پر کتاب یا سنت میں موہم غیریت واقع ہو تو اسکی تاویل کلمہ طیبہ کے مضمون کی طرف واجب ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ ایمان اور جملہ احکام دین کا اصل اصول ہے۔ اور فروع ودیگر اصول پر مقدم۔ پس جو کہ توحید وجودی کے انکار کرنے والوں کو آیۂ لم یلد ولم یولد اور ایسا ہی لیس کمثلہ شئ ودیگر آیات صفات سلبیہ سے تنزیہ میں انحصار کا گمان پیدا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لم یلد ولم یولد بمعنی لم ینحصر فی الوالدیۃ والمولودیۃ ہے (والدیۃ ومولودیۃ میں منحصر نہیں ہے) ایسا ہی جمیع آیات مذکورہ کی تاویل ہوگی۔ دوم یہ کہ او سبحانہ وتعالیٰ کا اتصاف جملہ اضداد سے دو مرتبہ میں ہے۔ مرتبہ اطلاق میں منزہ بے مثل بے کیف اور حی لا یموت ہے اور مرتبہ تقیید تعین میں

Marfat.com

ونائم ووالد ومولود وجواز اطلاق وعدم جواز بعض اسماء دون بعض منحصر است بر امر شارع و منجملہ آن آیات موہم غیریت لیس کمثلہ شئے وہو السمیع البصیر است ومعنی آنکہ مولانا دراں متفرد ائمہ آن است کہ لیس شئے فی الوجود حتے یکون مثلہ وصل از وصل سابق بوضوح پیوستہ کہ کلمہ طیبہ دال است بر توحید شرعی یعنے رد زعم مشرک فی استحقاق العبادت نہ بر عینیت چہ آں موقوف بود بر اشتراک لفظی وبودن غیریت مزعوم مخاطب وارادہ اصنام از منکور واذ لیس فلیس الحمد للہ کہ بارگراں از سر فرود آمد یعنے احتیاج تحریف در نصوص قطعیہ مثل لم یلد ولم یولد ولیس کمثلہ شئ کہ ہیچ عامی گرد آں نمے گشت فکیف الخواص نماند از ینکہ گفتم کیفیت دلالت آیتہ اولی وثانیہ وثالثہ ورابعہ وخامسہ وسادسہ ظاہر گشت باقیماندہ ہفتم ہو الاول والاخر والظاہر والباطن در فن معقول دیدہ وخواندہ باشی کہ در محصورہ وشخصیہ مراد از جانب موضوع ذات واز جانب محمول وصف عنوانی او نہ ذاتش مراد مے باشد ونیز در معانی خواندہ باشی کہ تعریف خبر

مشبہ ۔ حادث ۔ میت ۔ نائم ۔ والد و مولود ہے اور (درجہ تفیید ہیں) بعض اسماء (منزہ ۔ بے مثل ۔ بے کیف) کا جواز اطلاق اور بعض اسماء (مشبہ ۔ حادث وغیرہ) کے عدم جواز اطلاقی امر شارع پر منحصر ہے (بوجہ فرق مراتب احکام اطلاق و تقیید ہیں) اوران آیات موہم غیریت میں سے آیت لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر ہے (اس جیسی کوئی شئ نہیں اور وہی سمیع بصیر ہے) تو اس آیت کی تاویل مضمون مولانا کے منفردانہ مسلک میں یہ ہے کہ لیس شئ فی الوجود حتی یکون مثلہ (کوئی شئے سوائے اسکے موجود ہی نہیں بلکہ اس کی مثل ہوسکے ۔ وصل سابق سے معلوم ہوچکا ۔ کہ کلمہ طیبہ توحید شرعی پر دال ہے ۔ یعنی رد زعم شرک در استحقاق عبادت پر ۔ اور عینیت پہ دال نہیں ہے کیونکہ عینیت تین امور پر موقوف تھی ۔ اشتراک لفظی ۔ اور غیریت کا مزعوم مخاطب ہونا ۔ اور منکور (الہ) سے اصنام کا ارادہ ۔ جب یہ تینوں امور ثابت نہ ہوئے تو عینیت بھی مفقود ۔ الحمد للہ کہ بھاری بوجھ سر سے اُتر گیا ۔ یعنی نصوص قطعیہ مثل لم یلد ولم یولد ۔ ولیس کمثلہ شئ میں تحریف کی حاجت نہ رہی ۔ ایسی تاویلات کے درپے عوام بھی نہیں ہوتے ۔ تو پھر خواص کیسے کر سکتے ہیں ۔ ہماری تقریر سے پہلی چھ آیت کی کیفیت دلالت تو ظاہر ہوگئی ۔ باقی رہی ساتویں آیت ہو الاول والاخر الایہ کے متعلق یہ ہے کہ تو نے فن عقلیات میں دیکھا اور پڑھا ہوگا ۔ کہ قضیہ محصورہ اور شخصیہ میں جانب موضوع سے ذات مراد ہوتی ہے اور جانب محمول سے اس کی وصف عنوانی مراد ہوتی ہے نہ ذات ۔ اور نیز علم معانی میں تو نے پڑھا ہوگا ۔ کہ خبر کی تعریف

Marfat.com

یلام جنس دلالت بر قصر مسند بر مسند الیہ مے کند ونیز در الٰہیات معلوم کردہ باشی کہ صفات محمولہ بر واجب سبحانہ کاملہ اند نہ ناقصہ فبناءً علیہ مفاد آیت مذکورہ انحصار مفہوم اولیۃ کاملہ یعنے لا اول لہ و آخریۃ کاملہ یعنے لا آخر لہ وظہور کامل یعنے ما فوقہ ظاہر و بطون کامل یعنے لا یدرکہ العقل وامثالہ در ذات واجب سبحانہ است وافادۂ توحید وجودی موقوف است بر ارادہ ذوات ممکنہ از جانب محمول مع عموم اخذ صفات کاملہ باشند یا ناقصہ یا بر نفس عموم اخذ صفات ومحمول گردانیدن اوسط بر واجب سبحانہ وذوات ممکنہ واں ہر دو باطل است اما الاول فلما عرفت واما الثانی فلعدم وجود شرط انتاج الشکل الثانی وھو اختلاف المقدمتین ایجابا وسلبا مع کلیۃ الکبری وتفرد مولانا از علماء معانی در افادہ تعریف مسند یا ضمیر فصل مفید مطلب او شاں نیست فتامل واما ہشتم اینما تولوا فثم وجہ اللہ پس دال است بر عموم کینونتہ نہ عینیتہ برائے بودن ثم اشارہ بسوئے مدلول اینما کہ خارج از مکان مخاطبین است

یہ لام جنس دلالت کرتی ہے اور قصر مسند کے مسند الیہ میں۔ اور نیز فلسفۂ کلامیہ علوم الٰہیات میں تو نے معلوم کیا ہوگا۔ کہ صفات محمولہ واجب سبحانہ پر کاملہ ہیں نہ ناقصہ۔ پس اس بنا پر آیت مذکورہ کا مفاد انحصار مفہوم اولیت کاملہ کا یعنی اسکی ابتداء نہیں کہ اس سے پہلے کوئی اور ہو یا عدم ہو اور انحصار آخریت کاملہ کا یعنی اسکی انتہا نہیں کہ اسکے بعد فنا ہو یا کوئی اور ہو۔ اور انحصار ظہور کامل کا یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں۔ اور انحصار بطون کامل کا یعنی اسکو عقل وغیرہ ادراک نہیں کر سکتے ذات واجب سبحانہ میں ہے۔ توحید وجودی کا افادہ موقوف ہے ارادۂ ذوات ممکنہ پر جانب محمول سے ساتھ عموم اخذ صفات کے کاملہ ہوں یا ناقصہ۔ یا ارادۂ نفس عموم اخذ صفات کے اور محمول کرنے حد اوسط کے واجب سبحانہ وذوات ممکنہ پر۔ اور یہ دونوں امر باطل ہیں۔ اول کا بطلان تو تجھے (بحوالہ الٰہیات) معلوم ہو چکا (کہ صفات محمولہ واجب پر کاملہ ہیں نہ ناقصہ) ثانی (حمل کرنا حد اوسط کا واجب اور ذوات ممکنہ پر) کا بطلان۔ بسبب نہ موجود ہونے شرائط انتاج شکل ثانی کے کہ وہ اختلاف مقدمتین کا ہے ایجاباً و سلباً مع کلیۃ کبریٰ کے۔ اور سمجھ لو کہ علماء معانی سے مولانا کا متفرد ہونا یعنی ضمیر فصل سے ملکر افادۂ تعریف مسند ان کے مفید مطلب نہیں ہے۔ اب رہی آٹھویں آیت اینما تولوا فثم وجہ اللہ پس یہ آیت عموم کینونت (حق سبحانہ بشمول ہر مکان) پر دال ہے۔ نہ عینیت حق پر مکانات کے ساتھ۔ بوجہ ہونے لفظ ثم کے اشارہ طرف مدلول اینما (ہر مکان) کے جو کہ مکان مخاطبین سے خارج ہے۔

Marfat.com

غایۃ ما فی الباب عموم ظرف وشمول او مکان مخاطبین را افادۂ کینونت[1] حق سبحانہ دراں
مکان خواہد بخشید واین العینیۃ من ہذا سواء کان الظرف ھو السطح المحدب
للمحوے اوالبعد الموھوم وامادوازدہم قل ھو اللہ ھو احد فھو علیہ لا لہ
چہ احد مفید احدیت فی الذات والصفات است ولم یلد ولم یولد دال بر غیریت است
والمحکم لا یقبل التاویل وآنچہ فرمودہ اندکہ وجہ تاویل در سورۂ اخلاص ونظائرہا باوجود
محکم بودن آنہا مثل کلمہ طیبہ آنست کہ کلمہ طیبہ مبرہن است بہ براہین قطعیہ خمسہ مذکورہ فی القرآن
پس غیر مبرہن را واجبست کہ گردانیدہ شود بسوئے مبرہن بعد ابطال افادۂ کلمہ
طیبہ برائے عینیت مستقیم نخواہد[2] ماند وامّا سیزدہم مایکون من نجوی ثلثۃ الخ
صریح است در غیریت آری عموم معیت را فائدہ مے بخشد چہ حق سبحانہ چہارم سہ وششم پنج است

غایۃ ما فی الباب (انتہائی افادہ) ظرف (اینما) کا فی نفسہ مکان مخاطبین کو عموم وشمول افادہ دیگا کینونت
حق سبحانہ کا اس مکان مخاطبین ہیں بھی۔ توکینونت فی المکان میں عینیت مکان کہاں ثابت ہوتی ہے خواہ
ظرف وہ کبرٰی سطح محاط کے لئے محسوس ہو۔ خواہ بعد موہوم۔ بارہویں آیت قل ھو اللہ احد
پس ان کیلئے مفید مطلب نہیں ہے۔ بلکہ الٹا ان پر حجت ہے۔ کیونکہ احد مفید احدیت فی الذات
والصفات ہے اور لم یلد ولم یولد غیریت پر دال ہے۔ (یہ آیت محکم ہے) اور محکم میں تاویل نہیں ہو سکتی
جوکہ مولانا نے فرمایا ہے۔ کہ سورۂ اخلاص اور اس کے نظائر میں باوجود محکم ہونے ان کے مثل کلمہ طیبہ کے وجہ
تاویل یہ ہے کہ کلمہ طیبہ براہین خمسہ مذکورہ فی القرآن سے مبرہن ہے (جوکہ وصل اول میں بالفاظ۔ اعنی لوکان فیھما الٰھۃ آہ
کی عبارت سے مرقوم ہیں) تو واجب ہے کہ غیر مبرہن کو مبرہن کی طرف پھیرا جائے۔ تو کلمہ طیبہ کے افادۂ عینیت کے
بطلان سے مولانا کا یہ قول درست نہ رہیگا۔ تیرہویں آیت۔ مایکون من نجوی الخ غیریت میں صریح ہے۔ ہاں
عموم معیت کو فائدہ دیتی ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ تین کے ساتھ چوتھا اور پانچ کے ساتھ چھٹا ہوتا ہے۔

---

[1] کینونت حق سبحانہ مثل سائر صفات او بے کیف است بخلاف کینونت مخاطبین فلا استبعاد فتدبر ۱۲ منہ (حق سبحانہ کی
کینونت فی المکان باقی صفات حق دید۔ سمع۔ بصر وغیرہ) کی طرح بے کیف ہے۔ بخلاف کینونت مخاطبین کے۔ کہ بالاسباب ہے۔ تو کوئی استبعاد
نہیں ہے۔ ۱۲ از ترجمہ) [2] ونیز مانع از تاویل احکام است نہ مبرہن بودن محکم ۱۲ منہ (تاویل سے مانع نفس محکم ہونا ہے نہ مبرہن ہونا محکم کا۔ ۱۲ از ترجمہ

وعلیٰ ہٰذا القیاس و تحول رابع علی سبیل البدلیتہ افادہ قیام بجائے ہریکے خواہد بخشید نہ عینیت را اما چہار دہم لوکان فیہما آلہۃ اھ دال است بر بطلان تعدد الوہیت کما سیجئ و قیاس کن برایں پانزدہم و شانزدہم را و اما حدیث پس اول را قیاس کن بر اول از آیات و ہمچنیں ثانی یعنی لاالٰہ غیرک و اما حدیث ثالث کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ پس اخبار است از کینونت حق سبحانہ قبل ایجاد الممکنات حملا علی نظیرہ وہو قولہ علیہ السلام کان فی عماءٍ ما فوقہ ہواء وما تحتہ ہواء اذ وقع جوابا لمن سئل این کان ربنا قبل ان یخلق الخلق واز ینجا فساد بودن کان برائے استمرار در جمیع الٰہیات نیز ظاہر گشت۔ چہارم حدیث والذی نفس محمد بیدہ اھ ماؤل است بتاویلے کہ ترمذی نمودہ لہبط علی اللہ اے لہبط علی علم اللہ و باعث بر تاویل قول او سبحانہ لیس کمثلہ شیٔ و نظائر او ست

اور چوتھے کا پانچویں کی طرف اور پانچویں کا چھٹے کی طرف۔ علے سبیل البدلیت تبدیل ہونا افادہ قیام کا بجائے ہر ایک کے بخشے گا۔ نہ عینیت کو ہر ایک کے ساتھ۔ چودہویں آیت لوکان فیہما آہ بطلان تعدد الوہیت پر دال ہے۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اور پندرہویں سولہویں آیت کو اسی پر قیاس کر لو۔ اب احادیث کا بیان یہ ہے کہ پہلی حدیث کو پہلی آیت پر قیاس کیجئے۔ اور ایسا ہی دوسری حدیث کو۔ تیسری حدیث پس صرف قبل ایجاد ممکنات کے کینونت حق سبحانہ سے اخبار ہے کیونکہ یہ حدیث اپنی نظیر پر محمول ہے۔ اور وہ قول علیہ السلام کا ہے۔ کہ اللہ عما میں تھا۔ کہ اس کے اوپر اور نیچے ہوا تھی۔ اس لئے کہ یہ حدیث ایک سوال کا جواب ہے۔ کہ ہمارا رب مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا۔ اور یہاں سے کلمہ کان کے جمیع الٰہیات میں استمراری ہونے کا فساد بھی ظاہر ہو گیا۔ چوتھی حدیث والذی نفس محمد بیدہ۔ بتاویل جامع ترمذی لہبط علی اللہ اے لہبط علی علم اللہ سے ماؤل ہے۔ باعث بر تاویل قول او سبحانہ لیس کمثلہ شیٔ بمع اس کے نظائر کے ہے۔

Marfat.com

چہ او بعد ابطال افادہ کلمہ طیبہ برائے عینیت متروک بر ظاہر خود است و ماؤل نیست لکونہ محکما و نظر بصریح معنی حدیث نسخ مفاد لیس کمثلہ شیئ و نظائرش ہم صورت نمے بندد۔ اذ لا ینسخ القرآن الا بمثلہ فیجب التاویل فی الحدیث واما تردید التاویل المذکور بقرینۃ ما بعدہ ای ھو الاول والاخر والظاھر والباطن فلا ینتم لما عرفت من معناہ بل ما بعدہ ای بکل شیئ علیم یؤید التاویل المذکور وآما حدیث پنجم فستعرف معناہ فانتظرہ وآما حدیث ششم کنت کنزا مخفیا الخ فعدم دلالتہ علی العینیۃ ظاھر بل یفید الغیریۃ واما حدیث ہفتم اے حدیث قرب نوافل نیز دلالۃ بر غیریت مے کند چہ قرب بین الشیئین مے باشد و بعید است بمراحل از عینیت واگر ازیں اغماض

کیونکہ یہ آیت بعد ابطال افادۂ کلمہ طیبہ کے عینیت کو اپنے ظاہر نص پر متروک ہے اور بوجہ محکم ہونے کے ماؤل نہیں ہے۔ اور نظر بصریح معنی حدیث (سوائے تاویل) کے لیس کمثلہ شیئ اور اسکے نظائر کے مفاد کا نسخ بھی صورت پذیر نہیں ہو سکتا (کہ حدیث کو ظاہر معنی پر محمول کر کے آیت کے مفاد کو منسوخ سمجھا جاوے) کیونکہ قرآن کا نسخ تو بغیر قرآن کے ہو نہیں سکتا۔ (بحکم ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا نأت بخیر منہا او مثلہا) پس حدیث میں تاویل (بوجہ عدم مطابقت قرآن کے) واجب ہے۔ پھر تردید تاویل مذکور (فی الحدیث) کی بقرینہ ما بعد اس کے یعنی ھو الاول والاخر والظاھر والباطن بعد معلوم کرنے معنی آیت کے (بحوالہ بیان آلہیات) تردید تام نہیں ہے۔ بلکہ ما بعد کا فقرہ یعنی وھو بکل شیئ علیم تاویل مذکور کا مؤید ہے (لیط علی علم اللہ) پانچویں حدیث کا معنی تو عنقریب معلوم کر لیگا پھر انتظار کیجئے۔ چھٹی حدیث کنت کنزا مخفیا آہ کا عینیت پر دال نہ ہونا ظاہر ہے بلکہ غیریت کی مفید ہے (ذات کنز مخفی پہلے موجود تھی خلق کی تکوین بعد کو ہوئی تو غیریت ظاہر ہے) ساتویں حدیث قرب نوافل بھی غیریت پر دال ہے۔ کیونکہ تقرب کا مفہوم دو اشیاء میں ظاہر ہوتا ہے۔ (اور اثنینیت غیریت میں ہوتی ہے) اور عینیت سے کوسوں منزلیں دور ہے۔ اور اگر اس سے بھی چشم پوشی

Marfat.com

ورزیده مے شود قوله فکنت سمعه آه نیز مفید عینیت نیست زیرا که او مفرع
است بر احببته، که غایت است برائے تقرب پس در زمان مغیا و پیش ازو
عینیت نخواهد بود و قطع نظر ازیں عینیت او سبحانه با سمع و بصر و ید و رجل مفهوم
مے گردد و یمجّه العقل السلیم لاستلزامه جزئیة الواجب فلا بد من المصیر الی التاویل
ای اعطی جوارحه قوة ازید مما کانت قبل التقرب۔ اما حدیث هشتم و اصدق کلمة الخ
پس مشترک است در افاده لا مشهود الا الله و لا موجود الا الله بعد ملاحظهٔ آیات
قرآنیه و سائر احادیث نبویه علی صاحبها الصلوة والسلام اما حال تاویل سوره اخلاص
از شان نزولش معلوم باید نمود و آں است که کفار قریش و گروه یهود از آں
حضرت صلی الله علیه و آله پرسیدند که اوصاف خدائے که ما را بسوئے او دعوت
مے کنی بیان نما تا ایمان آریم و بگو که او چه چیز است و چه مے خورد و چه مے آشامد
؟

کی جائے تو قوله کنت سمعه آه بھی مفید عینیت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ قوله احببته پر مفرع ہے
جو کہ تقرب کی انتہائی حد ہے۔ پس زمان مُغَیّا (تقرب) میں اور اس سے پہلے عینیت نہ ہوگی۔ اور
تقرب کی عینیت سے قطع نظر او سبحانه تعالیٰ (انسانوں کی طرح) سمع و بصر ہاتھ پاؤں والا مفہوم
ہوتا ہے۔ اور عقل سلیم اس امر کو قبیح جانتی ہے۔ کیونکہ یہ جزئیۂ واجب کو مستلزم ہوتی ہے
پس رجوع الی التاویل کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ یعنی میں اس کے جوارح کو نسبت قبل تقرب
سے زائد قوت دیتا ہوں۔ آٹھویں حدیث واصدق کلمة آه والی۔ پس بعد ملاحظہ آیات قرآنیہ و سائر
احادیث نبویہ علی صاحبہا الوف تحیہ کے لا مشہود الا الله و لا موجود الا الله (توحید شہودی اور وجودی
کے افادہ) میں مشترک ہے۔ لیکن سورۂ اخلاص کی تاویل کا حال اس کے شان نزول سے معلوم کرنا
چاہیئے۔ شان نزول سورۂ اخلاص کا یہ ہے کہ کفار قریش اور گروہ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت
کیا۔ کہ جس خدائے قدوس جل و علا پر ایمان لانے کی طرف ہمکو آپ دعوت فرماتے ہیں اس کے اوصاف بیان کرو۔ تاکہ ہم ایمان
لائیں اور تصدیق کریں۔ بیان فرمادیں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کیا چیز ہے۔ اور کیا کھاتا پیتا ہے اور اس نے خدائی کی میراث
کس سے حاصل کیا ہے۔ اور ما بعد کو اسکی میراث کون حاصل کریگا۔ اور دنیائے عالم اسباب کے کارخانہ میں اس کا مددگار و...
...معاون کون ہے۔ ان کے جواب میں سورۂ اخلاص نازل ہوئی۔

Marfat.com

ازکہ میراث گرفتہ و میراث او کہ خواہد گرفت و در کارخانۂ عالم مددگار او کیست در جواب آنہا این سورہ نازل شد قل بگو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو اللہ آنکس کہ از وے پرسید خدا است احد یگانہ در ذات وصفات اللہ الصمد کہ ہماں خدا است بے نیاز و مقصود فی الحوائج لم یلد نہ زاد کسے را ولم یولد و نہ زادہ شدہ است از کسے ولم یکن لہ کفوا احد و نیست او را ہمتا و ہمسر ہیچکس ھو اشارہ است بسوئے ہویت صرفہ و رد است بر فرقہ دہریہ و ذکر واہلین است اللہ ذکر عارفین است و رد است بر فلاسفہ احد رد است بر ثنویہ اللہ الصمد رد است بر مشبہ بہ بعضے انحاء تشبیہ ولم یلد ولم یولد رد است بر یہود و نصاری و مشرکین عرب ولم یکن لہ کفوا احد رد است بر مجوس و مغاں و ہمیں است مفاد کلمہ طیبہ چہ نفی تشبیہ و نفی کفو و یگانگی در ذات و صفات این ہمہ از نفی شرک فی الالوہیت مفہوم مے گردد۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرو کہ جس ذات کے بابت تم لوگ سوال کرتے ہو وہ اللہ ہے احد یگانہ ذات وصفات میں اللہ الصمد کہ وہی خدا ہے بے نیاز اور جمیع حاجات طلبی کا مرجع اور مقصود لم یلد نہ اُس سے کوئی جنا ولم یولد نہ وہ کسی سے جنا۔ ولم یکن لہ کفوا احد اور کوئی اس کا ہمتا وہمسر (شریک اور اس کے مثل) نہیں ہے۔ لفظ ھو بیں ہویت صرفہ (محضہ) کے مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔ (اور خفاء اضمار میں) فرقہ دہریہ پر رد ہے (کہ وہ محسوسات کے معتاد ہیں) (اور سینہ کی ہوسئے محبت سے) عاشقین کا ذکر ہے۔ لفظ اللہ (تعینات امکانیہ سے بلند تر پرواز معرفت و جذبات) عارفین کا ذکر ہے اور (تنزلات کے جھمیلے میں پھنسے ہوئے) فلسفہ پر رد ہے۔ احد بت پرست فرقہ پر رد ہے اللہ الصمد بعضے انواع تشبیہ کے مشبہ پر رد ہے۔ لم یلد ولم یولد یہود و نصاری و مشرکین عرب پر رد ہے (کہ عزیر ابن اللہ والمسیح ابن اللہ والملئکۃ بنات اللہ کے قائل و مرتکب ہیں) ولم یکن لہ کفوا احد مجوس و مغاں پر رد ہے (کہ زرطشت آتش پرست کو مظہر یزداں مان کر ہمتا و ہمسری کا دعوی کرتے ہیں) اور یہی کلمہ طیبہ کا مفاد ہے کیونکہ نفی تشبیہ و نفی کفو اور ذات وصفات میں یگانگی و یکتائی یہ سب نفی شرک فی الالوہیت سے مفہوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

فصل حاصل ما افادہ مولانا در مطالبۂ نص بر غیریت آن است کہ غیریت میان واجب سبحانہ وممکن اصلا مدلول کتاب وسنت نیست نہ عبارۃً برائے انتفاء سوق در غیریت ونہ دلالۃً اذ الدلالۃ فرع السوق ونہ اشارۃً ونہ اقتضاءً انعم مفہوم مے شود وہماً فیجب علی المناظر مع کلامنا ان یثبت الغیریۃ بالمحکم من الکتاب والسنۃ ولا یناظر مثل اقوال الکفار ہذا ما وجدنا علیہ آباءنا ولا باقوال العلماء والصوفیۃ الذین لم یخرجوا عن ربقۃ الوہم والتقلید لانا جعلنا الصوفیۃ قدس سرّ اسرارہم علی جانب الیمین والعلماء علی جانب الیسار والاوہام الفاسدۃ تحت اقدامنا وجعلنا الکتاب والسنۃ امامنا واثبتنا ودر جائے دیگر فرمودہ ولو قیل للمنکرین لوحدۃ الوجود من اہل الاسلام ہاتوا برہانکم علی النفرقۃ من النص الجلی من الکتاب والسنۃ لبہتوا کما بہت الذی کفر عند قول الخلیل علیہ السلام نعم یاتون اولا بقولہ

مولانا کے افادۂ نص برغیریت کے مطالبہ کا حاصل یہ ہے۔ کہ واجب سبحانہ وممکن کے مابین غیریت قطعاً کتاب وسنت کا مدلول نہیں ہے۔ نہ تو عبارتاً بوجہ منتفی ہونے سوق کلام کے غیریت میں (بیان غیریت کے لیئے کوئی کلام نازل نہیں کی گئی)۔ اور نہ دلالتاً کیونکہ دلالت سوق کی فرع ہے (بیان غیریت میں کوئی کلام نازل نہیں ہے تو دلالت کہاں سے آئے) اور نہ اشارۃً ونہ اقتضاءً (اور حصول مفہوم مراد کے لئے کلام کے چاروں قسم مفقود) پس ہماری کلام (مندرجہ کتاب کلمۃ الحق) کے ساتھ مناظرہ کرنیوالے پر واجب ہے کہ غیریت کو محکم کتاب وسنت سے ثابت کر دکھائے۔ اور مثل اقوال کفار کے مناظرہ نہ کرے۔ کہ (بس جی ہٹیئے ڈھکوسلوں کو چھوڑو) ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو اسی راستہ پر (گامزن) دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اقوال علمائے کرام (علوم ظاہر یہ) وصوفیائے عظام (خزائن علوم باطن) کے استناد واستفادہ سے مناظرہ کرے کہ وہ (شمعہائے انوار شریعت وگنجینہ داران اسرار طریقت۔ واصلان منازل معرفت) وہم تقلید (مزعومہ) سے خارج نہیں ہوتے کیونکہ ہم نے صوفیائے کرام قدس سرہم کو ادباً وعلمائے شریعت کو درجۃً دائیں بائیں چھوڑ کر اوہام فاسدہ قدموں کے نیچے روند کر کتاب وسنت کو اپنے سامنے رکھ کر اپنا مدعی ثابت کیا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ اگر اہل اسلام میں سے منکرین وحدت الوجود کو کہا جائے۔ کہ غیریت پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل لاؤ۔ تو مبہوت (حیران) ہونگے۔ جیسا کہ کافر (نمرود) ابراہیم علیہ السلام کے آیت پیش کرنے کے وقت مبہوت ہو گیا تھا۔ ہاں (اگر جواب دینگے بھی تو) اول آیت

Marfat.com

افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاهلون وثانیاً غیر ذالك من القیاسات والوهمیات مقابلا للنص الجلی کما قاس ابلیس علیه اللعنة لکن قیاسه علیه اللعن کان مقابلا للنص الجلی فی المحکم دون الایمان وقیاساتهم مقابلة للنصوص الجلیة فی الایمان والعیاذ بالله من هذه القیاسات وجواب از آیات مذکوره برایں نہج فرموده اند که غیر اللہ ترکیب اضافی مفعول است ونص را لابد است که کلام تام باشد و کلام تام اینجا سوق کرده شده است در انکار عبادت غیر وہمی وہو المقید وقوله لم یلد ولم یولد مقصود ازاں نفی انحصار است از قبیل ذکر ملزوم وارادۂ لازم واز نفی انحصار لازم نمے آید که او سبحانه غیر والد ومولود باشد وجواب از ہمہ قیاسات آں است که مقابل اند برائے نصوص جلیه نحو لا اله الا اللہ وہو الاول والآخر والظاہر والباطن وغیرہما مما ذکر من الادلة وجائے دیگر فرموده محصلش آنکه کلمه غیر ومن دونی ومن دون اللہ ہر جا که در قرآن مجید وارد است مراد ازاں غیر وہمی است

افغیر اللہ تامرونی آه کو پیش کریں گے۔ ثانیاً اس کے سوا نص جلی کے مقابل میں قیاسات اور وہمیات کو پیش کریں گے۔ جیسا کہ ابلیس ملعون نے قیاس کیا، لیکن اس ملعون کا قیاس محکم میں نص جلی کے مقابل میں تھا نہ ایمان میں، اور ان کے قیاسات تو نص جلی کے مقابل ایمان میں ہیں۔ ایسے قیاسات فاسدہ سے اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ آیات مذکورہ سے جواب اس طرز پر فرمایا کہ غیر اللہ ترکیب اضافی (اعبد کا) مفعول اور نص ضروری ہے کہ کلام تام ہو۔ اور کلام تام یہاں وہمی غیر یعنی مقید (بالصنم) کے انکار عبادت میں مسوق ہے۔ قولہ لم یلد ولم یولد سے مقصود انحصار کی نفی ہے۔ از قبیل ذکر ملزوم وارادۂ لازم۔ اور نفی انحصار سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ او سبحانہ والد ومولود کا غیر ہو۔ (یعنی والد ومولود میں منحصر نہیں ہے) قیاسات کا یہ جواب دیا۔ کہ قیاسات نصوص جلیہ مثل کلمۂ توحید اور آیت توحید اور سوائے ان کے ادلہ مذکور شدہ کے مقابل ہیں (لہٰذا مردود)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ کلمۂ غیر ومن دونی ومن دون اللہ جہاں بھی قرآن مجید میں وارد ہے۔ اس سے مراد وہمی غیر ہے۔

Marfat.com

والا یلزم التنافی بین ھذا التغایر الصریح وبین کلمۃ التوحید وھذا خلف واما تغایرے کہ مفہوم است از قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ چہ غیریت مخلوق از خالق مفہوم مے شود قیاساً علے البانی والبناء پس دفعش اولاً آنکہ این قیاس معارض است بتماثل فکما ہو مدفوع بلیس کمثلہ شئ فکذا ھذا بلا الہ الا اللہ و امثالہ وایضا من شرط القیاس عدم ورود النص فی المقیس وقد ورد ھھنا وھو لا الہ الا اللہ وامثالہ وثانیاً آنکہ اینجا سہ امور اند الاول ان الخالق عین المخلوق فی الوجود والثانی غیرہ فیہ والثالث ان اللہ خالق کل شئ وکل شئ مخلوقہ تعالیٰ پس قولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئ نص ہست در ثالث برائے سوق دراں و دلالتے نکند بر اولین دلالۃ خفیہ ہم چہ جائے آنکہ نص باشد درآنہا وقس علی ما ذکرنا فی دفع التغایر قولنا محمد عبدہ ورسولہ فانہ ایضا

ورنہ اس تغائر صریح (مفہوم از کلمۂ غیر وغیرہ) اور کلمۂ توحید (سے عینیت مفہوم) میں تنافی لازم آتی ہے۔ اور یہ تنافی خلاف مدعائے ثابت کردہ کے ہے۔ لیکن وہ تغائر جو کہ قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خالق سے مخلوق کی غیریت۔ عمارت اور کاریگر پر قیاس سے مفہوم ہوتی ہے۔ پس اس کا دفعہ اولاً یہ کہ ایسا قیاس تماثل سے معارض ہے پس جیسا کہ آیت لیس کمثلہ شئ سے تماثل کا ازالہ ہے۔ ایسا ہی یہ قیاس بھی کلمہ توحید وامثالہ سے مدفوع ہے۔ اور نیز قیاس کے لئے شرط ہے کہ مقیس میں کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو۔ (تو پھر قیاس کی گنجائش ہوتی ہے) اور یہاں لا الہ الا اللہ وامثالہ مقیس میں نصوص وارد ہیں (پس قیاس کی گنجائش نہیں ہے) ثانیاً یہ کہ یہاں تین امور ہیں۔ اول یہ کہ خالق وجود میں مخلوق کا عین ہے۔ ثانی یہ کہ خالق وجود میں مخلوق کا غیر ہے۔ سوم یہ کہ اللہ ہر شئے کا خالق ہے اور ہر شئے اوتعالیٰ شانہ کی مخلوق ہے۔ پس قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ چونکہ تیسرے امر کے لئے نازل کی گئی ہے۔ اس لئے اس میں نص ہے اور ہر دو اولین پر تو دلالت بھی نہیں چہ جائیکہ نص ہو — اور جو کہ ہم نے دفع تغائر میں ذکر کیا ہے۔ اس پر ہمارے قول محمد عبدہ ورسولہ

Marfat.com

كذالك يقتضى المماثلة بينهما فكما انه انتفى التماثل انتفى التغاير وهد هد رسول سليمان عليه السلام كان مماثلا له فى نوع الجسم وقس هذا القول فى السوق وعدمه على ما ذكرنا واحمل اضافة محمد رسول الله على الاضافة فى من رجالكم فى قوله تعالى ما كان محمد ابا احد من رجالكم اذا اضافة الرجال الى ضمير جمع المذكر عينية قطعا خلاصه آنکه بعد ثبوت عینیت باول ما القاه انبیاء علیهم السلام ہر جا غیریت کہ مستفاد باشد از کلمہ غیر او ما فی معناہ محمول نمودہ خواہد شد بر غیریت وہمیہ و اضافت مفیدہ غیریت از قبیل رجالکم خواہد بود۔ و نیز فرمودہ اند کہ مبعوث شدن انبیاء علیہم السلام و مؤید بودن آنہا بمعجزات کہ مخالف عقل اند از برائے آن است کہ ملقی الیہم یعنی عینیت نیز مخالف بداہت عقل ناقص و وہم است اذا الحکم الذی یخالف

کو قیاس کر لو۔ کیونکہ یہ بھی دونوں کے درمیان مماثلت کا اقتضا کرتا ہے۔ پس جیسا کہ تماثل منتفی ہے تغائر بھی منتفی ہے۔ اور ہُد ہُد سلیمان علیہ السلام کا قاصد بھی تو ان کے ساتھ نوع جسم میں مماثل تھا۔ اور جو کہ ہم نے ذکر کیا اس پر اس قول کو بھی سوق اور عدم سوق میں قیاس کر لو۔ اور محمد رسول اللہ کی اضافت کو قولہ تعالے ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں من رجالکم والی اضافت پر حمل کر لو۔ کیونکہ اضافت رجال کی ضمیر جمع مذکر (کم) کی طرف قطعاً عینیہ ہے (تو محمد رسول کی اضافت بھی لفظ اللہ کی طرف عینیت پر دال ہوگی) خلاصہ یہ کہ جب اول ما القاہ انبیاء علیہم السلام (کلمۂ توحید) سے عینیت ثابت ہوگئی تو جہاں بھی کلمۂ غیر یا اس کے کسی ہم معنی سے غیریت مستفاد ہو۔ اس کو غیریت وہمیہ پر محمول کیا جائے گا۔ اور اضافت مفیدۂ غیریت از قبیل رجالکم (مفید عینیت ہوگی۔ اور نیز مولانا نے فرمایا کہ مبعوث ہونا انبیاء علیہم السلام کا اور مؤید ہونا ان کا معجزات مخالف عقول سے اس لئے ہے کہ ملقی الیہم یعنی مفہوم عینیت بھی بداہت عقل ناقص اور وہم کے مخالف ہے۔ کیونکہ کسی شے خلاف عقل کا حکم بھی مخالف عقل سے ہی

Marfat.com

العقل لا یثبت الا بما ھو خلاف العقل واز برائے ہمیں معنے است استکبار مخاطبین
وتاکید بقسم در والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی
ان ھو الا وحی یوحی لے نیست قول بالعینیۃ مگر وحی وہمیں است منشاء تعجب و وجہ
قول مخاطب ان ھذا لشئ عجاب وصل باعث حمل غیر بر غیریت وہمیہ و وجہ بودن اضافت
برائے عینیت نیست مگر کلمہ طیبہ[۱] را نص در عینیت انگاشتن چنانچہ خود فرمودہ اند والا
یلزم التنافی بین ھذا التغایر الصریح وبین کلمۃ التوحید وھذا خلف مفاد
ایں کلام اقرار است و تسلیم برائے بودن تغائر مدلول صریح کلمہ غیر و نظائرہ ومانع از حمل بر
غیریت واقعیہ نیست مگر ہماں یعنے بودن کلمہ توحید مفید برائے عینیت فالشجرۃ تنبئ
عن الثمرۃ مصرع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی معنی کے باعث ہے۔ مخاطبین (کفار) کا استکبار (ہٹ دھرمی) اور خدائے قدوس
جل وعلا کی جانب سے (تائید رسالت کے لئے) تاکید بہ قسم آیات ذیل میں والنجم اذا ھوی آہ قسم ہے (مطلق)
ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے صاحب (نبی معوث) نہ راہ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط راستہ
اختیار کیا اور نہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد محض وحی ہے، ناپر ہے جو ان پر بھیجی جاتی
ہے۔ (مولانا صاحب ان آیات سے استنباط کرتے ہیں کہ) قول بالعینیۃ (عینیت اصنام) وحی سے ثابت ہے۔
اور یہی (مفہوم عینیت بداہت عقل ناقص کے خلاف ہونا) منشاء ہے تعجب مخاطبین، کا۔ اور وجہ قول مخاطب
کی۔ کہ یہ تو حیرت انگیز شئے ہے۔ کلمہ غیر کو غیریت وہمیہ پر حمل کرنا۔ اور اضافت کے مفید عینیت ہونے
کا باعث کلمہ طیبہ کو عینیت میں نص گمان کرنا ہے۔ چنانچہ مولانا خود فرماتے ہیں کہ "ورنہ اس تغائر صریح
اور کلمۂ توحید میں تنافی لازم آتی ہے۔ اور یہ تنافی خلاف مثبت ہے۔" اس کلام کا مفاد کلمہ غیر اور اسکے
دوسرے نظائر سے تغائر کے مدلول صریح ہونے کا اقرار و تسلیم ہے۔ اور غیریت واقعیہ پر حمل کرنے سے سوائے
اسکے اور کوئی مانع نہیں کہ کلمہ توحید کو مفید عینیت (وہمیہ) قرار دیا جائے ہمیشہ درخت اپنے ثمرہ کی خبر دیتا ہے ع میرے باغ ...

---

[۱] اے علی مازعمہ قدس سرہ والا فعند القوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم الکشف الصریح والذوق الصحیح ھو الباعث علی الحمل المذکور ۱۲ منہ
(مولانا کے گمان میں۔ ورنہ صوفیائے کرام کے نزدیک کشف صریح اور ذوق صحیح اسی حمل مذکور کا باعث ہے۔ ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

ونیز از اقرار او شان افادۂ غیر و اضافت غیریت واقعیہ را بر تقدیر نہ بودن کلمہ طیبہ مفید عینیت ثابت است کما ذکر آنفا فلا یحتاج فی افادۃ قولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئ للغیریت الی القیاس علی البانی والبناء پس بودن غیریت واقعیہ مدلول صریح برائے کلمۂ غیر از آیت بتکرار کثیر ثابت گشت اگرچہ نص درو نیست برائے بودن دال آں مرکب اضافی نہ کلام تام و دال بر عینیت کہ دلالتش صریح باشد وان لم یکن نصا نشان دہند کہ کجا است و وجہ عدم ورود نص در غیریت باوجود واقعیۃ او عدم انکار مخاطب است و روا و از خلاف بلاغت است آنکہ القاء کند متکلم کلامے را کہ مخاطب منکر آں بہ ہیچ نوع نباشد بلکہ بر تقدیر افادہ کلمہ طیبہ عینیت را بعد ورود نہی قطعاً از عبادت اصنام واجب بود بر شارع حل ایں شبہ کہ شمارا از عبادت اصنام نہی مے کنیم باوجود عین بودن آنہا با من برائے فرق اطلاق و تنزل و ہیچ جا در کتاب و سنت بوئے از اں

اور نیز کلمہ طیبہ کے مفید عینیت نہ ہونے کی تقدیر پر افادۂ کلمہ غیر اور اضافت کا غیریت واقعیہ کو ان کے اقرار سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔ پس قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ کے افادۂ غیریت میں کاریگر اور عمارت پر قیاس کی ضرورت نہیں رہی۔ پس غیریت واقعیہ کا مدلول صریح کلمہ غیر کا ہونا آیت سے بتکرار کثیر ثابت ہوا۔ اگرچہ نص غیریت واقعیہ میں نہیں ہے۔ بسبب ہونے اس پر دلالت کرنے والے کے مرکب اضافی نہ کلام تام۔ اور دال بر عینیت جس کی دلالت صریح ہو اگرچہ نص نہ ہو (مولانا صاحب) اس کا نشان (حوالہ) دیں کہ کہاں ہے۔ غیریت میں نص وارد نہ ہونے کی وجہ باوجود واقعیۃ غیریت کے عدم انکار مخاطب ہے۔ اور یہ امر بلاغت کلامی کے خلاف ہے کہ متکلم بلیغ الکلام ایسی کلام کا القاء کرے کہ مخاطب کسی نوع سے اس کا انکار نہ کرتا ہو۔ بلکہ بر تقدیر افادہ کلمہ طیبہ کے عینیت کو بعد ورود نہی قطعی کے عبادت اصنام سے شارع پر اس شبہ کا حل واجب تھا۔ کہ باوجود عینیت اصنام کی میرے ساتھ تم کو عبادت اصنام سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ اطلاق و تنزل میں فرق ظاہر ہو۔ تو کتاب و سنت میں کہیں بھی اس نظریہ کی بو

Marfat.com

شمیدہ نمے شود بلکہ بادی براں نوزیدہ حالا مے آئیم بسر آنکہ نص فی الغیریۃ را تبرعاً بیان کنیم قولہ تعالےٰ ما المسیح ابن مریم الا رسول نص است در غیریت مسیح و واجب سبحانہ پس غیریت سائر ممکنات با حق سبحانہ دلالۃً ثابت گشت اذ لا فارق بین ممکن و ممکن وجہ استدلال بقول مذکور آنکہ او رد است بر فرقۂ یعقوبیہ از نصاری قال اللہ سبحانہ حاکیا عنھم لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم کہ مسیح را علی نبینا وعلیہ السلام خدا مے گفتند و بر فرقۂ دیگر از نصاری کہ قائل بہ تثلیث بودند لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ از حال اوشاں خبر مے دہد پس تقدیر آیت مذکورہ بحسب زعم مخاطب آنکہ ما المسیح ابن مریم اللہ و ثالث ثلثۃ الا الرسول یعنے نیست مسیح ابن مریم

نہیں پائی گئی۔ بلکہ اس پر ہوا بھی نہیں چلی۔ انتی تحقیق کے بعد اب ہم اس بات پر آئے ہیں کہ نص فی الغیریت کو تبرعاً خود بخود (بطور احسان بلا مطالبہ) بیان کریں۔ قولہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کی حیثیت تکوینی رسالت ہی ہے۔ یہ آیت واجب سبحانہ اور مسیح ابن مریم کی غیریت پر نص ہے پھر باقی سب ممکنات کی غیریت حق سبحانہ سے دلالۃً ثابت ہوگئی کہ واجب کی طرف ممکنات کی نسبت میں کوئی وجہ فرق نہیں ہے (کہ بعض ممکنات کی عینیت ہو اور بعض کی غیریت) قول مذکور کے ساتھ وجہ استدلال یہ ہے۔ کہ یہ قول نصاریٰ میں سے فرقۂ یعقوبیہ پر رد ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سے بر سبیل حکایت فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ کہ مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کہتے تھے۔ اور نصاریٰ میں سے ایک اور فرقہ پر جو کہ تثلیث کے قائل تھے۔ قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ ان کے حال سے خبر دیتا ہے۔ پس آیت مذکورہ کی تقدیر بحسب زعم مخاطب یہ ہے کہ ما المسیح ابن مریم

سلہ علی ما ذہب الیہ ہو قدس سرہ اذ عند غیرہ المقدر ہو العام والاستثناء متصل والاستدلال تام علی کلا القولین ۱۲ منہ (یہ تقدیر عبارت مولانا کے مذہب پر ہے۔ کیونکہ دوسروں کے نزدیک مقدر عام ہے۔ اور استثناء متصل۔ ہاں دونوں اقوال کی تقدیر پہ استدلال تام ہے۔ ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

خدا و یکے از اقانیم ثلثہ چنانچہ مزعوم نصاریٰ ہست مگر بندہ فرستادۂ او سبحانہ فہو نص فی الغیریۃ اذ سیق لاجلہ اگر گوئی مفاد مقولہ نصاریٰ یعقوبیہ حصر حق سبحانہ ہست در مسیح بن مریم نہ مسیح در حق تعالیٰ پس وجہ کفر قول بحصر حق فی المسیح خواہد بود نہ قول بالعینیت گوئم وجہ کفر ہماں قول بالعینیت است بدلیل ما بعد قال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی و ربکم و نہ فرمود لاتحصروا اللہ فانہ واسع محیط و بدلیل ما المسیح ابن مریم الا رسول زیراکہ نہ فرمود ما اللہ بمنحصر فی المسیح او مایودے مؤداہ و بدلیل قول تعالےٰ لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً للہ ولا الملئکۃ المقربون و نہ فرمود لن ینحصر اللہ فی المسیح و دلیل ما بعدش کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لہم الایات ثم انظر انی یؤفکون ۔ یعنی غور کن چہ گونہ واضح مے کنیم دلائل غیریت برائے او شان باز غور کن در اینکہ چہ گونہ گردانیدہ مے شوند از راہ حق کہ غیریت است حاصل آنکہ خوش بیانی

اللہ ثالث ثلثۃ الا رسول ۔ یعنی نہیں مسیح ابن مریم خدا و اقانیم ثلثہ میں سے ایک ۔ جیسا کہ نصاریٰ کا مزعوم ہے مگر او سبحانہ و تعالیٰ کا فرستادہ بندہ ۔ پس یہ آیت غیریت میں نص ہے اس لئے کہ غیریت کے لئے سوق کی گئی ۔ اگر اعتراض ہو کہ مفاد مقولہ نصاریٰ یعقوبیہ کا حق سبحانہ کا حصر ہے مسیح ابن مریم میں ۔ نہ حصر مسیح ابن مریم کا حق تعالیٰ میں ۔ پس وجہ کفر قول بحصر حق فی المسیح ہوگا نہ قول بالعینیت ۔ جواب یہ ہے کہ وجہ کفر وہی قول بالعینیت ہے بدلیل ما بعد کے ۔ قال المسیح یا بنی اسرائیل آہ ۔ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو کہ میرا رب اور تمہارا بھی رب ہے ۔ اور نہ فرمایا کہ اللہ کو حصر فی المسیح نہ کر دیکھو کہ وہ وسعت والا اور محیط ہے اور بدلیل ما المسیح ابن مریم الا رسول یعنی مسیح ابن مریم کی حیثیت ذاتی صرف رسالت من اللہ کی ہے اور نہ فرمایا ما اللہ منحصر فی المسیح یعنی اللہ تعالیٰ منحصر فی المسیح نہیں ۔ یا کوئی اور ایسا فقرہ جو یہ مضمون ادا کرے ۔ اور بدلیل قول تعالیٰ لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ آہ مسیح خدا کا بندہ ہونے سے استنکاف (عار) ہرگز نہیں کرتا اور نہ ہی ملائکہ مقربوں کو عبودیت سے عار ہے اور نہ فرمایا لن ینحصر اللہ فی المسیح یعنی قطعاً اللہ تعالےٰ منحصر فی المسیح نہیں ہے اور بدلیل سے ما بعد کے کانا یاکلان الطعام آہ وہ ماں اور بیٹا غذا سے پرورش جسمانی پاتے تھے ۔ غور کرو کہ کس طرح واضح کرتے ہیں ہم دلائل غیریت کو (خالق و مخلوق ہیں) ان کے لئے پھر غور کرو کہ کس طرح پھیرے جاتے ہیں وہ راہ حق سے کہ غیریت واقعیہ ہے ۔ حاصل یہ کہ خوش بیانی

Marfat.com

وپختگی دلیل باہم سبب اہتداء است و با وجود آں عدم قبول اوشاں باعث تحیر از ینجا باب استدلال اقتفاءً بکلام الشارع بر ہیئۃ شکل ثانی منتج برائے غیریت موجبہ[1] لامتناع الحمل مفتوح شد زیرا کہ ہر اسمے را از اسماءِ حسنیٰ کہ مخصوص است بہ مرتبہ الوہیت چونکہ محمول ایجابا بر حق سبحانہ و سلبا بر ممکن نمائیم یا ہر وصفے را کہ اختصاص بدائرۂ امکان دارد محمول بر واجب سلبا و بر ممکن ایجابا گردانیم بر ہانے مؤلف از مقدمات قطعیہ منتج غیریت لوجود[2] الشرائط قائم خواہد شد مثلاً اللہ رحمٰن ولا شئ من الممکن برحمٰن فینتج اللہ لیس بممکن حالا انصاف باید نمود اقیسۂ کذائیہ رحمانیہ اند یا شیطانیہ از قبیل خلقتنی من نار وخلقتہ من طین باز آئیم بسر آنکہ ان اللہ ھو المسیح ابن مریم مفید حصر مسیح است در اللہ نہ بالعکس وہم چنیں در انی انا اللہ رب العلمین

اور دلیل کی پختگی باہمی اہتداء کا سبب ہے۔ اور اس کے باوجود ان کا قبول نہ کرنا باعث تحیر ہے۔ یہاں سے کلام شارع کے درپے ہو کر استدلال کا باب ہیئۃ شکل ثانی پر جو منتج ہے برائے غیریت موجبہ امتناع حمل کے مفتوح ہو گیا ہے۔ کیونکہ اسماء حسنیٰ میں سے ہر ایسے اسم کو جو کہ مرتبۂ الوہیت سے مخصوص ہے۔ جب حق سبحانہ پر ایجابا اور ممکن پر سلباً محمول کریں۔ یا کہ ہر اس وصف کو کہ دائرۂ امکان سے مختص ہے واجب پر سلباً اور ممکن پر ایجابا محمول کریں۔ تو برہان مؤلف مقدمات قطعیہ سے منتج غیریت کا بہ سبب وجود شرائط انتاج کے قائم ہو گا۔ مثلاً اللہ رحمٰن ہے اور کوئی شئے ممکن میں سے رحمٰن نہیں۔ تو نتیجہ نکلا۔ کہ اللہ ممکن نہیں۔ اب انصاف کرنا چاہیئے کہ ایسے قیاسات برہانیہ رحمانی ہیں یا شیطانی از قسم خلقتنی من نار و خلقتہ من طین (مظاہر غرور و انانیت) ہم پھر اس مضمون پر آتے ہیں کہ آیت ان اللہ ہو المسیح ابن مریم مفید ہے حصر مسیح کو اللہ میں۔ نہ اللہ کا حصر مسیح میں اور ایسا ہی آیت انی انا اللہ رب العلمین میں ذکر رب العلمین اللہ میں منحصر ہے نہ اللہ رب العلمین میں۔ بلکہ اللہ کی صفات کثیرہ ہیں جن کے ساتھ اتصاف ذات ہے)

---

[1] فلاینافی الوحدۃ الذاتیۃ الثابتۃ بالکشف ۱۲ منہ (غیریت موجبۂ امتناع وحدۃ ذاتیہ ثابتۃ بالکشف کے منافی نہیں ہے ۱۲ ترجمہ) [2] اختلاف در کیف وکلیۃ کبریٰ ۱۲ منہ۔

Marfat.com

اما نقلاً فلما نتلونا علیک من الآیات واما عقلاً فان المبتدأ لکونه مبتدأ یستدعی ان یسند الیه شئ فاذا جاء بعده ما یصلح ان یسند الی ذالک المبتداء صرفه المبتداء الی نفسه ثم اذا جیئ بضمیر الفصل صرفه ذالک الضمیر الی المبتداء ثانیا فافاد القصر فیه ولا یجری ہذا الوجه فی المسند فتامل وانصف ولغزش ندہد ترا ظاہر قول او سبحانہ وتعالی والکفرون ہم الظلمون چہ اعتبار تعریف جنس در مسند گاہے فائدہ بخشد قصر جنس مسند را بر مسند الیہ تحقیقا نحو زید الامیر وقتیکہ نہ باشد سوائے او امیر۔ یا مبالغۃً لکمالہ فیہ یعنے برائے کمال بودن مسند الیہ در مسند پس مقصود حصر ظلم است در کافران مبالغۃً لکمالھم فیہ وہم چنین است در انی انا اللہ چہ مقصود حصر اللہ است در متکلم والازم نمے آید قصر او سبحانہ در شجرہ بلکہ در متجلی کہ معنون است بضمیر متکلم ہکذا فی الفتوحات فی السوال الرابع والاربعین

نقلی دلائل آیات مذکورہ میں بیان ہو چکی ہیں۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ مبتدا بحیثیت مبتدا ہونے کے اس امر کو مستدعی ہے کہ اس کی طرف کوئی شئ مسند کی جائے اس کے بعد جب کوئی شئے مسند ہونے کے صالح واقع ہو تو مبتدا اس کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔ پھر اس کے بعد ضمیر فصل لایا جائے تو وہ ضمیر دوبارہ اسکو مبتداء کی طرف مسند کر دیتا ہے۔ پس یہ اسناد اس مبتدا میں افادۂ قصر دیتا ہے اور یہ وجہ مسند (محمول و خبر) میں جاری نہیں ہوتی۔ پس سوچو اور انصاف کرو۔ قول او سبحانہ وتعالیٰ والکافرون ھم الظالمون کی ظاہر عبارت تجھے لغزش نہ دے۔ (حصر ظلم کا کفار میں) کیونکہ اعتبار کرنا تعریف مسند کا جنس میں (مسند کو معرف بلام جنس لانا) جنس مسند کو مسند الیہ میں قصر کا فائدہ دیتا ہے (عام اس سے کہ تحقیقاً ہو۔ جیسے زید ہی امیر ہے۔ جبکہ اسکے سوا اور کوئی (اس شہر میں) امیر نہ ہو یا مبالغۃً بسبب کمال ہونے مسند کے مسند الیہ میں۔ پس مقصود حصر ظلم کا ہے کفار میں بسبب کمال کفار کے ظلم میں)۔ اور آیت انی انا اللہ رب العلمین میں بھی ایسا ہی ہے۔ کہ آیت میں مقصود حصر اللہ کا ہے متکلم میں۔ قصر او سبحانہ کا شجرہ میں لازم نہیں آتا۔ بلکہ وہاں قصر متجلی میں ہے کہ ضمیر متکلم سے معنون ہے۔ فتوحات مکیہ کے چونتالیسویں سوال کے سماکا

Marfat.com

لم سماہ بشراً فما قال مولانا فبطل ما قال التفتازانی فی شرح التلخیص من ان کلمۃ الفصل لقصر الثانی فقط علی الاول دون العکس لا یخفی وھنہ لکون المفرع علیہ قولاً بلا دلیل ولا یصلح الجزئی الواحد من الکلام لاستنباط القاعدۃ وموقوفا علی استقامۃ کون الکلمۃ الطیبۃ مفیدا للعینیۃ وقد عرفت ما علیھا ووجہ استنکبار[1] مخاطبین وتعجب او شان وتاکید بقسم ہمان است کہ در صدر ذکر نمودیم یعنے رکوز حقیقت الوہیت اصنام در قلوب مشرکین اباً عن جد از قرون کثیرہ ومرجع ضمیر در قول او سبحانہ ان ھو الا وحی یوحی قرآن است نہ عام از کتاب وسنت ونہ خاص کلمہ طیبہ چہ پیرایۂ وحی یوحی کہ منحصر است در مسند الیہ کو تہ است از اول وزائد است بر ثانی ومطابق است بہ نفس قرآن

بشراً میں ایسا ہی مذکور ہے۔ پس مولانا کا یہ قول کہ علامہ تفتازانی کا قول شرح تلخیص میں کہ "کلمۃ الفصل فقط برائے قصر ثانی کے اول پر ہونا ہے نہ عکس" اس کا ضعف مخفی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تو مفرع علیہ قول بلا دلیل ہے۔ اور کلام کی صرف ایک جزئی استنباط قاعدہ کی صالح نہیں ہوتی۔ دوسرا کلمہ طیبہ کے مفید برائے عینیت مستقیم رہنے پر موقوف ہے اور اس کا ما علیہ معلوم ہو چکا ہے استنکبار مخاطبین وانکار اور ان کے تعجب و تاکید (کلام منزل) بقسم کی وجہ وہی ہے جو کہ ہم نے ابتداء میں ذکر کی۔ یعنی مشرکین کے دلوں میں باپ دادوں کی تقلید میں صدیوں سے الوہیت اصنام کی حقانیت پختہ و راسخ ہونا۔

قول او سبحانہ ان ھو الا وحی یوحی میں ضمیر ہو کا مرجع صرف قرآن ہے۔ کتاب و سنت ہر دو کو عام شامل نہیں ہے نہ خاص کلمہ طیبہ میں۔ کیونکہ وحی یوحی کا پیرایہ (لباس) کہ منحصر ہے مسند الیہ (ہو) میں۔ اول (کتاب و سنت) سے کم ہے۔ اور ثانی (کلمہ طیبہ) پر زائد ہے۔ اور نفس قرآن کے مطابق ہے۔

---

[1] دفع لما توہم ہو قدس سرہٗ فی وجہ التعجب ۱۲ منہ۔

Marfat.com

ولا یلزم ارتفاع الوثوق بالسنت بل غایته عدم ثبوت الوثوق بھذہ الایة لا ثبوت عدم الوثوق وظھور الخوارق کاف فی عصمت الکتاب والسنة وصدور الزلات بعد الاخبار بھا مؤکد للعصمت وبھذ اظھر ان الحق ماقال القاضی بیضاوی دون مازعمه المورد قدس سرہ **فصل** چوں حضرت مولانا قدس سرہ درمعنی کلمہ طیبہ بدلائل کتاب وسنت وبقواعد فروع واصول ثابت کردہ اند کہ مراد از آلہ درمدلول و الٰہہ در دلائل آلہہ ممکنہ ومعبودان باطل اند ونفی آنہا مقید بقید غیریت است پس معنے مفصل علماء منطبق نمے شود بر مدعی زیرا کہ در لوکان فیھما الھة اگر معبودان ممکنہ مراد باشند معنے چنیں خواہد شد کہ اگر مے بود درمیان زمین وآسمان ہیچ کدام معبود ممکن موجود ہر آئنہ فاسد مے شوند آسمان وزمین حالانکہ مضمون مقدم متحقق است یعنی آفتاب ولات وعزی وغیرہ اصنام در زمین وآسمان موجود اند پس بائستے کہ زمین وآسمان برپا نماند

اس تقریر سے ارتفاع وثوق بالسنت لازم نہیں آتا۔ بلکہ اس کی غایت عدم ثبوت وثوق کا اس آیت سے ہے نہ ثبوت عدم وثوق کا۔ اور ظہور خوارق عادات کا (انبیاء سے) کتاب وسنت کی عصمت میں کافی ہے۔ اور زلات (لغزشوں) کا صدور بعد خبر دئیے جانے ان زلات کے عصمت کا مؤکد ہے۔ اب ظاہر ہوا۔ کہ قاضی بیضاوی کا قول حق ہے۔ نہ جو کہ مورد قدس سرہٗ نے زعم کیا۔ چونکہ مولانا قدس سرہٗ نے کلمہ طیبہ کے معنے میں بدلائل کتاب وسنت اور اصول وفروع کے قواعد سے ثابت کیا ہے۔ کہ مراد الٰہ سے مدلول (کلمہ طیبہ) میں اور آلہہ سے دلائل (آیات) میں آلہۂ ممکنہ ومعبودان باطل ہیں۔ اور نفی ان کی مقید بقید غیریت ہے۔ پس علماء کا بیان کیا ہوا معنی مدعیٰ پر منطبق نہیں ہوتا۔ کیونکہ (شرطیہ) لوکان فیھما آلھة میں اگر معبودان ممکنہ مراد ہوں تو معنی اس طرح ہوگا۔ اگر ہوتے زمین وآسمان میں کوئی معبود ممکن موجود تو ضرور زمین وآسمان فاسد ہو جاتے۔ حالانکہ (قضیہ شرطیہ کی جزء اول یعنی) مضمون مقدم متحقق ہے یعنی آسمان میں آفتاب (معبود ستارہ پرستاں) اور زمین میں لات وعزیٰ وغیرہ اصنام (معبودان مشرکین عرب) موجود ہیں۔ پس چاہیئے تھا کہ (اس تقدیر پر شرطیہ کی دوسری جزء یعنی تالی کا تحقق ہوتا اور) زمین وآسمان برپا نہ رہتے۔

Marfat.com

چوں زمین و آسمان قائم اند تعلیق فساد آنہا بر وجود معبودان ممکنہ باطل شد و کلام خدا بلا شبہ صادق است پس معلوم شد غلطی علماء و اگر از لفظ آلہہ آلہہ واجب مراد گیرند دلیل چہ گونہ منطبق خواہد شد بر مدعی زیرا کہ دران ارادۂ معبودان ممکنہ بقرینہ زعم مخاطب و بقرینۂ استغراق متعین شدہ است پس تقریب تمام آنگہ شود کہ در دلیل نیز آلہہ ممکنہ مراد باشند و قیاس کن بریں لو کان معہ الھۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا و در لو کان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا و ہکذا ما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض ظاھر ان ھذہ الادلۃ کلھا علی ھیئۃ القیاس الاستثنائی فلا بد من اشتمالھا علی المطلوب وھو لا الہ الا اللہ او نقیضہ وھو بعض الالہ غیر اللہ لوجود التلازم بین السالبۃ البسیطۃ والموجبۃ المعدولۃ المحمول عند وجود الموضوع وکذا بین المھملۃ والجزئیۃ

چونکہ زمین و آسمان قائم ہیں تو تعلیق فساد ان کی معبودان ممکنہ کے وجود پہ باطل ہو گئی۔ اور کلام خدا تو بلا شبہ صادق ہے۔ پس علماء کی غلطی معلوم ہو گئی۔ اور اگر لفظ آلہہ سے آلہۂ واجب مراد لیں تو دلیل مدعٰی پر کیسے منطبق ہو گی۔ کیونکہ مدعٰی میں ارادۂ معبودان ممکنہ بقرینہ زعم مخاطب و بقرینۂ استغراق متعین ہوا ہے پس تقریب اس وقت تام ہوتی ہے۔ کہ دلیل میں آلہۂ ممکنہ مراد ہوں۔ اور اسی پر قیاس کرو آیات ذیل کو۔ اگر سبحانہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتے جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں تو ضرور (بوجہ مجانست و شرکت الوہیت) سبحانہ ذی العرش کی طرف راستہ لیتے۔ اور آیت۔ اگر یہ معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے (اور حصب جہنم۔ جہنم کا ایندھن نہ بنتے) اور ایسا ہی ہے۔ سبحانہ کے ساتھ جو کوئی الہ شریک ہوتے تو ہر ایک الہ اپنی اپنی مخلوق کو بحق ملکیت لے بھاگتا۔ اور (خود پسندی میں) بعض ان میں سے دوسرے پر تعلی کرتا (پھر تقاضائے انانیت و تکبر سے ضرور فساد برپا ہوتا)

اور ظاہر ہے کہ یہ سب دلائل قیاس استثنائی کی شکل پر ہیں۔ پس ان کا مطلوب یعنی لا الہ الا اللہ یا نقیض مطلوب یعنی بعض الالہ غیر اللہ پر اشتمال (شامل ہونا) ضروری ہے۔ کیونکہ وجود موضوع کے وقت سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں تلازم ہوتا ہے اور ایسا ہی مہملہ اور جزئیہ کے مابین بھی۔

Marfat.com

فلابد من التوجیہ المذکور فی الاستدلال فی المنکور والا اللہ حتی یرجع الی نقیض المطلوب وخلاصہ دلیل آن است کہ اگر مے بودند در زمین وآسمان معبودان ممکنہ غیر خدا ہر آئنہ فاسد مے شدند ہر دو وجہ ملازمہ بر این تقدیر آنکہ موجود مطلق واجب باشد یا ممکن منحصر است در قائم بالذات وقائم بالغیر والتوحید فی الوجود بین الجوہر والعرض بدیہی مسلم کما قال الشیخ الرئیس وجود الاعراض فی انفسہا ہو وجودہا لمحالہا فانحصر التغایر فی الوجود بین جوہر وجوہر آخر ففرض التغایر الحقیقی بین الشیئین فی الوجود یقتضی بداہۃ استقلال الطرفین واستقلالہما یوجب تماثلہما والمثل لا یقدر علیہ المثل الاخر فالشیئان اللذان فرض تغایرہما فی الوجود لا یقدر کل منہما علی الاخر فتدبر تامۃ للتماثل کالوالد والمولود مثلا اذا التماثل یوجب عجز الطرفین فعلی فرض

پس استدلال میں مذکور (الہ) اور الا اللہ (معروف) میں توجیہ مذکور (مطلوب یا نقیض مطلوب پر اشتمال) سے چارہ نہیں ہے۔ تاکہ نقیض مطلوب کی طرف راجع ہو کر (منتج ہو) سکے۔ خلاصۂ دلیل یہ ہے کہ اگر زمین وآسمان میں معبودان ممکنہ غیر خدا ہوتے توضرور ہر دو (زمین وآسمان) فاسد ہوتے وجہ تلازم اس تقدیر پر یہ کہ موجود مطلق واجب ہو یا ممکن۔ قائم بالذات و قائم بالغیر میں منحصر ہے اور جوہر وعرض کے مابین توحید فی الوجود بداہۃً مسلم ہے۔ جیسا کہ شیخ الرئیس (ابو علی سینا) نے کہا ہے۔ کہ اعراض کا وجود فی نفسہ وہی ان کا وجود فی المحل (قائم بالغیر) ہی ہے۔ تو تغائر فی الوجود (استقلال وجود) صرف جوہروں میں منحصر ہوا۔ پس دو چیزوں (جوہروں) میں تغائر حقیقی فی الوجود فرض کرنا بداہۃً استقلال طرفین (ان دو اشیاء) کا مقتضی ہے۔ اور دو چیزوں کا استقلال دونوں کے تماثل (من کل الوجوہ) کا موجب ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک مثل دوسری مثل پر (بوجہ استقلال) قادر نہیں ہو سکتی۔ پس وہ دو اشیاء جن میں تغائر فی الوجود فرض کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک شی دوسری شی پر بسبب تماثل کے پورے طور پر قادر نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ والد ومولود مثلاً کیونکہ تماثل (ایک دوسرے میں تصرف سے بوجہ استقلال) عجز طرفین کا موجب ہے

التغایر بینه سبحانه وبین الاشیاء یلزم عجزہ سبحانه وعجزہ سبحانه یقتضی فساد هما لانه حینئذٍ لیؤدہ حفظهما والدلیل علی ان التغایر هو علة الفساد ان المذکور فی المقدم امور ثلثة کون المذکور مظروفا لهما وکونه متعددا وکونه غیر الله سبحانه وکل من الاولین علی خصوصه لا یقتضی الفساد فتعین ان التغایر هو منشاء الفساد **وصل** عدم تمام تقریب میان مدلول وبراہین خمسه بدون ارادہ اصنام مبنے است بر افادہ کلمہ طیبہ عینیۃ را وبر اشتراک لفظی وبودن غیریت مزعوم مخاطب وبودن استغراق قرینۂ امکان در جمیع مواد ایجابیہ وسلبیہ وبودن کلمہ طیبہ نتیجہ براے براہین خمسہ وقد عرفت بطلانه بما لا مزید علیه فالشجرۃ تنبئ عن الثمرۃ وثانیا ان لیس غرض الشیخ الرئیس من قوله المذکور وحدۃ وجود العرض والمحل فان الحکماء قاطبة قائلون باستحالة

پس بنا بر تقدیر فرض تغائر کے فیما بین حق سبحانہ تعالیٰ اور اشیاء (موجودہ بالاستقلال) لازم آتا ہے عجز سبحانہ وتعالیٰ کا زمین وآسمان کے فساد کا موجب ہے۔ کیونکہ بر تقدیر عجز کے زمین وآسمان کی حفاظت اوسبحانہ وتعالیٰ کو شاق ہوگی۔ اور تغائر ہی کے علت فساد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مقدم (لو کان فیہما الہۃ الا اللہ) میں تین امور مذکور ہیں۔ ایک مذکور (آلہتی) کا زمین وآسمان کا مظروف ہونا (لفظ فیہما سے) دوسرا مذکور کا (بلفظ جمع) متعدد ہونا تیسرا اس کا غیر اللہ ہونا۔ پہلے دو اموروں سے تو کوئی امر بالخصوص مقتضی فساد نہیں ہے۔ پس منشاء فساد مفروضہ تغائر ہی متعین ہوا۔ **وصل** مدلول (توحید) اور براہین خمسہ کے درمیان بدون ارادۂ اصنام کے تقریب کا تام نہ ہونا پانچ امور پہ مبنی ہے۔ ایک تو افادہ کلمہ طیبہ کے عینیت پر۔ دوسرا لفظی اشتراک پر۔ تیسرا غیریت کا مزعوم مخاطب ہونا۔ چوتھا استغراق کا جمیع مواد ایجابیہ وسلبیہ میں قرینۂ امکان ہونا۔ پانچواں کلمہ طیبہ کے براہین خمسہ کے نتیجہ ہونے پر۔ حالانکہ انتہائی تحقیق سے اس کا بطلان معلوم ہو چکا۔ پس ہر درخت اپنے ثمرہ کی خبر دیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ قول مذکور سے شیخ الرئیس کی یہ غرض نہیں ہے کہ عرض اور محل کا وجود ایک ہی ہے۔ کیونکہ ایک وجود کے دو محل کے ساتھ قیام کے استحالہ پر جمیع حکماء قائل ہیں۔

Marfat.com

قیام الوجود الواحد بمحلین بل مقصوده ان الوجود الرابطی للعرض المعبر عنه بوجوده للمحل ووجوده فی نفسه واحد وتوضیحه ان وجود الشئ للشئ یطلق علی معنیین احدهما النسبة الحاکیة والثانی ماهو احد اعتباری الحقیقة الناعتیة ای[۳] وجود العرض فی نفسه هو وجوده فی المحل فان الثانی هو الاول بحسب عروض اعتبار الکون فی المحل اما قوله قدس سره ففرض التغایر الحقیقی فمبنی علی المراد من قول الشیخ الرئیس علی زعمه وهو کما عرفت واما ما افاده من ان الاستقلال یوجب التماثل فغیر مستقیم لکونه عبارة عن الاتحاد فی النوع وقد علم من بیان معنی قول الشیخ ان العرض مستقل فی الوجود کالجوهر نعم یوجب التماثل بعد تسلیم العینیة فیلزم المصادرة علی المطلوب وایضا ان العجز المبنی علی التماثل یستلزمه القول بالعینیة فانه سبحانه لما کان

۳- وجود العرض علی ان یکون فی المحل. والکون فی المحل العارض لوجود العرض - فالمعنی ان

بلکہ شیخ کا مقصود یہ ہے کہ عرض کا وجود رابطی جو کہ وجودہ للمحل (قیام بالمحل) سے معبر عنہ ہے اور وجود فی نفسہ (ذاتی وجود) ایک ہی ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ وجود شئی کا شئی کے لئے دو معنوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ ایک نسبت حاکیہ۔ دوسرا حقیقت[۴] ناعتیہ کے دونوں اعتباروں میں سے ایک۔ یعنی عرض کا وجود بدیں طور کہ وہ عرض محل کے ساتھ قائم ہو۔ دوسرا کون فی المحل (قیام بالمحل) جو کہ وجود عرض کو عارض ہے۔ (عرض اپنے وجود ذاتی میں قیام بالمحل کی محتاج ہے یعنی محل کے ساتھ مربوط ہے) پس معنی قول شیخ الرئیس کا یہ ہے۔ کہ عرض کا وجود فی نفسہ وہی اس کا محلی وجود ہے۔ کیونکہ ثانی اول ہی ہے باعتبار عروض کون فی المحل کے۔ مولانا کا قول ففرض التغائر الحقیقی۔ تو ان کی سمجھ کے مطابق شیخ الرئیس کے قول سے مراد لینے پر مبنی ہے۔ جس کا حال معلوم ہو چکا۔ اور مولانا کا یہ قول۔ کہ استقلال موجب ہے تماثل کا۔ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ تماثل عبارت ہے اتحاد فی النوع سے اور قول شیخ الرئیس کے معنی بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ عرض بھی جوہر کی طرح مستقل فی الوجود ہے۔ ہاں بعد تسلیم عینیت کے موجب تماثل ہے۔ پھر مصادرہ علی المطلوب لازم آتا ہے۔ اور نیز عجز مبنی بر تماثل کو قول بالعینیت مستلزم ہے۔ کیونکہ وہ سبحانہ جب

Marfat.com

عین الوالد والمولود یلزم عجزہ سبحانہ والعیاذ باللہ والمخلص مشترک کالورود وقوله الموجود مطلقا منحصر اما یرید انه مذهب لاحد ولا یصلح الا للصوفیة فلا یستقیم ابتناءه علی ما قال الشیخ الرئیس واما یرید صدقه بحسب نفس الامر فلا یخلو من الاضطراب ایضا فتدبر وما قال من بداهة التوحید فی الوجود بین الجوهر والعرض فالواقع خلافه لان ذاهب الکل الی خلافه سوی الصوفیة الوجودیة فکیف البداهة واما ما قال فی بیان علة الفساد فمنشاه الذهول عن التعبیر بالمشتق والتاکید الدال علی بطلان التعدد دون التباین ای الاتصاف بالوحدة المقابلة للتعدد ونحو لاشریک لک[1] لما تقرر ان التاکید بهما انما ینفع اذا کان المطلوب الرد علی ما یزعم الشرکة لا العکس وحمل التغایر علی التغایر فی الذات ذهولا عن الحیثیة المرادة

والد و مولود کا عین ہوا تو العیاذ باللہ او سبحانہ کا عجز لازم آتا ہے۔ اور ورود سوال کی طرح مخلص عن السوال بھی مشترک ہے (یعنی ما ہو جوابکم فهو جوابنا) مولانا کا قول۔ الموجود مطلقاً منحصر۔ اس کلام سے یا تو کسی کا مذہب بیان کرنا مراد ہے جو کہ صوفیہ کے سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ تو شیخ الرئیس فلسفی کے قول پر اس کا بنی کرنا درست نہیں۔ اور یا صدق نفس امری مراد ہے۔ تو بھی اضطراب سے خالی نہیں۔ خوب غور کرو۔ اور جو کہ مولانا نے جوہر و عرض میں توحید فی الوجود کی بداہت کا دعویٰ کیا پس واقع کے خلاف ہے۔ کیونکہ صوفیہ وجودیہ کے سوا سب کا مسلک اس کے خلاف ہے۔ تو بداہت کیسی؟ اور جو کہ مولانا نے علت فساد کے بیان میں کہا۔ اس کا منشا ایک تو ذہول (غفلت) ہے۔ تعبیر بالمشتق اور تاکید سے جو کہ دال ہے بطلان تعدد پر نہ بطلان تغائر پر (قولہ علیہ السلام وحدک لاشریک لک میں) یعنی اتصاف بالوحدۃ مقابلہ برائے تعدد کے۔ اور مثل لاشریک لک سے۔ بسبب ثبوت اس امر کے کہ تاکید بہ وحدک لاشریک لک تب واقع ہوتی ہے جبکہ مطلوب رد (بطلان) ہو زاعم شرکت پر نہ عکس (زاعم تغائر پر) دوسرا منشا۔ حمل کرنا تغائر کا تغائر فی الذات

---

[1] فی قولہ علیہ السلام وحدک لاشریک لک ۱۲ منہ۔

Marfat.com

للمتکلم بدلیل التعبیر وجمیع الایات الواردۃ فی النھی عن الشرک التعددی فالحق ماقال الاکابر من ان معنی الایۃ لوکان فی السموات والارض الٰہ غیر اللہ کما ھو اعتقادھم الباطل لفسدتا بما فیھما جمیعا وحیث انتفی التالی علم انتفاء المقدم قطعاً بیان الملازمۃ ان الالوھیۃ مستلزمۃ للقدرۃ علی الاستبداد بالتصرف فیھما علی الاطلاق تغیرا وتبدیلا وایجادا واعداما فبقاءھما علی ما ھما علیہ اما بتاثیر کل منھما وھو محال لاستحالۃ وقوع المعلول المعین لعلل متعددۃ واما بتاثیر واحد منھما والبواقی بمعزل عن الالوھیۃ قطعا واعلم ان جعل التالی فسادھما بعد وجودھما لما انہ اعتبر فی المقدم تعدد الالھۃ فیھما والا فالبرھان یقتضی لاستحالۃ التعدد علی الاطلاق والحاصل ان التعدد فی الالوھیۃ مستلزمۃ للمغایرۃ بحیث یکون کل من المتغایرین متصفا بالالوھیۃ

پر بعد ذہول کی حیثیت سے جو کہ متکلم کی مراد ہے۔ بدلیل تعبیر اور جمیع آیات واردہ کے نہی میں شرکت تعددی سے ۔پس حق وہی ہے ۔جو کہ اکابر علماء نے بیان معنی آیت میں کیا۔ کہ اگر آسمان وزمین میں کوئی الٰہ غیر اللہ ان کے عقائد باطل کے مطابق ہوتا۔ تو آسمان وزمین بمع مظروف انکے سب تباہ ہو جاتے ۔جب تالی (فساد) منفی ہے ۔تو انتفاء مقدم (انتفاء وجود غیر) قطعاً معلوم ہوگیا۔ ملازمہ کا بیان یہ ہے کہ الوہیت مستلزم ہے قدرت کو علی الاستقلال ساتھ تصرف کے زمین وآسمان میں مطلقاً برائے تغیر وتبدیل وایجاد واعدام کے ۔پس موجودہ حالت پر زمین وآسمان کا باقی رہنا یا تو ہر ایک الٰہ کی تاثیر سے ہوگا۔ (بصورت تعدد الٰہ کے) وہ تو محال ہے کیونکہ علل متعددہ کے لئے ایک معلول معین کا وقوع محال ہے۔ اور یا ان میں سے صرف ایک الٰہ کی تاثیر سے ۔پس باقی الٰہ تو الوہیت کے تقاضا سے قطعاً برطرف رہے ۔جاننا چاہیئے کہ زمین وآسمان کے فساد کو بعد وجود ان کے تالی اس لئے بنایا گیا۔ کہ مقدم میں تعدد الٰہ کا زمین وآسمان میں فرض کیا گیا ہے۔ ورنہ برہان تو استحالہ تعدد کا مطلقاً مقتضی ہے ۔ حاصل یہ کہ تعدد فی الالوہیۃ مغائرۃ کو مستلزم ہے ۔اس طور پر کہ ہر ایک متغائرین سے متصف بالالوہیۃ ہو۔

Marfat.com

والمغایرۃ الکذائیۃ مستلزمۃ للفساد وانتفاءہ یدل علی انتفاءھا لا علی انتفاء المغایرۃ المطلقۃ بین الواجب والممکن فما قال ان المذکور فی المقدم امور ثلثۃ غیر حاصر اذ المغایرۃ علی نہج الانصاف امر رابع **فصل** قال مولانا قدس سرہ فی الاصل الثانی اعلم ان التعدد فی الوجوب عند العقل الصحیح باطل الی اٰخر الاصل حاصلش آنکہ تعدد بین الممکن والواجب والحق سبحانہ صلاحیت وقوع اختلاف ومذہب بودن برائے کسے میدارد بخلاف تعدد فی الوجوب کہ بطلان بدیہی است لہٰذا بسوئے او کسے نرفتہ والا در کتاب وسنت مذکور بودے وتوہم مجوس تعدد وجوبین را بین الخالقین دفع مے کند او شان را قول او شان زیرا کہ خالق خیر نزد او شان قادر نہ خواہد بود بر خلق شر وبالعکس پس عدم قدرت ہر یکے دفع مے کند وجوب آں ہر دو را وہم چنیں توہم نصاریٰ تعدد وجوب را بین الممکن والواجب باطل مے کند او را ظہور لوازم امکان

اور ایسی مغائرۃ فساد کو مستلزم ہے۔ اور فساد کا نہ ہونا انتفاء مغائرۃ کذائیہ پہ دال ہے (تعدد الوہیۃ کی مغائرۃ موجود نہیں ہے) ورنہ مطلق مغائرۃ تو واجب اور ممکن میں موجود ہے۔ پس مولانا کا یہ کہنا کہ مقدم میں تین امور مذکور ہیں یہ قول حصر کا مفید نہیں ہے۔ کیونکہ مغائرۃ علی نہج الانصاف (انصاف ہر مغائر کا الوہیۃ سے ہے) امر رابع ہے فصل مولانا نے اصل ثانی کتاب کلمۃ الحق میں فرمایا جاننا چاہیئے۔ کہ تعدد فی الوجوب عقل سالم کے نزدیک باطل ہے۔ آہ حاصل اس کا یہ ہے کہ ممکن اور واجب وحق سبحانہ کے مابین تعدد کا نظریہ وقوع اختلاف اور کسی کا مذہب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بخلاف تعدد فی الوجوب کے کہ بدیہی البطلان ہے۔ لہٰذا کسی کا مسلک نہیں ہوا۔ ورنہ کتاب وسنت میں مذکور ہوتا۔ ہاں توہم مجوس کے تعدد وجوبین کو دو خالق (یزدان و اہرمن) کے درمیان خود ان کا قول اس کو دفع کرتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خالق خیر (یزدان) تخلیق شر پہ قادر نہ ہوگا۔ اور خالق شر (اہرمن) تخلیق خیر پہ قادر نہ ہوگا۔ پس (یزدان واہرمن) ہر ایک کی عدم قدرت دونوں کے وجوب کو دفع کرتی ہے۔ ایسا ہی توہم نصاریٰ کا ممکن اور واجب میں تعدد وجوب (اقانیم ثلثہ) کو لوازم امکان (ضرورت بشریہ خورد ونوش وغیرہ) کا ظہور دافع ہے۔

Marfat.com

پس حاجت آں نیست کہ بطلان تعدد فی الوجوب را محتاج بسوئے قائم نمودن براہین گوئیم و مدلول براہین خمسہ قرار دہیم کما زعم الاکابر۔ **وصل** تعدد فی الالوہیۃ کہ مستلزم است تعدد فی الوجوب را تشنیعاً و تہکماً و ہمچنیں تعدد فی الوجوب مشارک اند در بطلان بہ بداہت عقل صحیح و از برائے ہمیں معنے وارد شدہ است تجہیل و تشنیع از شارع بر زاعم شرک فی الالوہیت بقولہ سبحانہ ام اتخذوا الٰہۃ من الارض ھم ینشرون و نظائر آں قولہ ینشرون ہماں است مدار انکار و تجہیل و ہمچنیں بر قائلین بہ تثلیث و مدعین عینیت بقولہ تعالیٰ ما المسیح ابن مریم الا رسول و بقولہ تعالیٰ کانا یاکلان الطعام و نظائر آں از قرآن و بقولہ علیہ السلام لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللہ و رسولہ و ہمچنیں بر زاعمین تعدد وجوب صراحۃً مثل فرقہ مجوس بقولہ واحدٌ واحد در مواضع متعددہ فقولہ قدس سرہ

پس اس امر کی حاجت نہیں کہ ہم بطلان تعدد فی الوجوب کو بحسب زعم علماء اکابر اقامت براہین کی طرف محتاج کہیں اور براہین خمسہ کا مدلول قرار دیں۔ **وصل**۔ تعدد فی الالوہیت کہ تعدد فی الوجوب کو بطور تشنیع و تہکم مستلزم ہے۔ اور ایسا ہی تعدد فی الوجوب بداہت عقل سالم سے بطلان میں مشارک ہیں۔ اسی معنی کے لئے شرکت فی الالوہیت کے زعم کرنے والے پر شارع سے بقول او سبحانہ ام اتخذوا الٰہۃ آہ اور اس کے نظائر کے تجہیل و تشنیع وارد ہوتی ہے۔ (جہالت کے طعن و ملامتیں) قولہ ھم ینشرون مدار انکار و تجہیل وہی ہے۔ اور ایسا ہی قائلین تثلیث و مدعیان عینیت پر بقولہ ما المسیح ابن مریم آہ اور بقولہ کانا یاکلان الطعام اور اس کے نظائر کے (قرآن سے اور سنت سے) بقولہ علیہ السلام لا تطرونی آہ یعنی مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کو حد سے بڑھا دیا۔ میں تو بندۂ خدا ہوں خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔ اور ایسا ہی تعدد وجوب کے زعم کرنے والوں پر صراحۃً مثل فرقہ مجوس کے متعدد مواضع قولہ تعالیٰ واحدٌ واحدٌ (وارد) ہے پس مولانا کا یہ فرمانا۔

Marfat.com

والا لکان مذکوراً فی الکتاب والسنة لایستقیم و بطلان ہریکے از مذاہب شرک بداہتہ مستلزم[1] آن نیست کہ واقع نہ شود انکار و تردید از شارع بران کما عرفت **فصل** خلاصہ ما افادہ مولانا قدس سرہٗ در ہماں اصل قولہ تعالیٰ لوکان فیھما الھة اھ لا بداست از اشتمال او بر نقیض مطلوب اعنی بعض الآلہۃ غیر اللہ برائے بودن آن استثنائی و عدم ذکر عین مطلوب و این است سر در حمل الا اللہ بر غیر اللہ کما زعم الاکابر کہ گفتہ اند منشاء حمل الا بر مجاز عدم شمول منکور است مابعد الا را و تعذر استثناء و لازم مے آید بر او شان خروج کلام از بلاغت اذ یکفی حینئذ فی المقدم لوکان معہ مثلہ فیلغوا القیود اعنی فیھما و ایراد الجمع و الا اللہ و خروج او از صدق چہ بنا بر تعدد مذکور اعنی تعدد وجبا منع مے کنیم وجود

کہ اگر تعدد فی الوجوب کسی کا مسلک ہوتا۔ تو کتاب و سنت میں (بغرض تردید) مذکور ہوتا۔ درست نہیں ہے (بسبب واقع ہونے تردید کے کتاب و سنت میں۔ اور مذاہب شرک میں سے ہر ایک کا بدیہی البطلان ہونا اس امر کا مستلزم نہیں کہ شارع سے اس پر انکار اور تردید واقع نہ ہو جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ مولانا قدس سرہٗ نے اصل ثانی میں جو افادہ فرمایا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قولہ تعالیٰ لوکان فیھما اھ کا بسبب اس کے قیاس استثنائی ہونے اور نہ مذکور ہونے عین مطلوب کے اس میں۔ نقیض مطلوب پر اشتمال ضروری ہے۔ یعنی بعض آلہہ کا غیر اللہ ہے اور الا اللہ کو غیر اللہ پر حمل کرنے کا یہی راز ہے۔ علماء اکابر کے مطابق زعم نہیں جو کہ انہوں نے کہا ہے کہ منشاء حمل کرنے الا کے مجاز پر نہ شامل ہونا منکور (آلہہ) کا ہے مابعد الا (الا اللہ) کو اور تعذر استثناء کا۔ اور لازم آتا ہے ان پر خروج کلام کا بلاغت سے کیونکہ علماء کی تقدیر پر مقدم میں صرف اتنا کافی ہے۔ لوکان معہ مثلہ یعنی اگر اسکے ساتھ اسکے مثل ہوتا۔ پس باقی قیودات یعنی لفظ فیھما اور صیغہ جمع کا لانا۔ اور کلمہ الا اللہ لغو ہو جاتے اور نیز لازم آتا ہے کلام کا صدق سے خارج ہونا کیونکہ تعدد وجبا کی بنا پر بسبب

---

[1] برائے بودن مخاطبین معری از عقل سلیم ۱۲ منہ۔

Marfat.com

آسمان وزمین را اولاً برائے بودن اختلاف وتمانع وامتناع توارد علل متعدده برمعلول واحد فکیف الفساد اذ ہو متفرع علی الوجود وعدم شمول را مدلل کرده اند باختلاف مابعد الا ما قبلش را در امکان و وجوب ونیز بر تقدیر استثناء دلالت بر بطلان تعدد آلہہ مستثنیٰ عنہا اللہ خواہد بود با وجود آنکہ مراد بطلان تعدد است مطلقاً و ہر دو وجہ مخدوش فیہ و باطل اند۔ اول از برائے آنکہ بر تقدیر اراده امکان از منکور تقریب تام نہ خواہد بود و بر تقدیر وجوب شمول او برائے حق سبحانہ کہ واجب واقعی است اولیٰ است از شمول اصنام کہ واجب فرضی اند وثانی از برائے آنکہ عموم علت مثبت بطلان تعدد آلہہ است مطلقاً پس تقیید با ستثناء بعد عموم مضرتہ خواہد بود نحو قولہ تعالیٰ وربائبکم التی فی حجورکم فان المراد حرمۃ الربائب مطلقاً سواء کانت فی الحجور او دونہا اذ عموم علۃ الحرمۃ یکفی از ینجا پنج امر واضح ومعلوم شد

اختلاف وتمانع الہہ کے۔ وامتناع توارد علل متعدده (آلہہ) کے معلول واحد پر زمین وآسمان کا وجود اولاً ہی ممنوع ہوگا۔ (یعنی تحقیق کے متعدد میں باہمی آلہہ کا اختلاف ہونا! و ہر ایک دوسرے کے تصرف میں رکاوٹ پیدا کرنا اور ایک ہی معلول پر علل متعدده مستقلہ کا وارد ہونا ممنوع ہے) پس فساد کیا۔ کیونکہ وہ متفرع ہے وجود پر۔ (اور بوجہ موانع متعدده کے وجود ہی نہیں۔ تو فساد کس پر واقع ہو) علماء نے عدم شمول منکور کو مدلل کیا ہے ساتھ اختلاف مابعد الا کے اسکے ماقبل کو امکان و وجوب میں۔ اور نیز بر تقدیر استثناء کے دلالت بطلان تعدد آلہہ پر مستثنیٰ عنہا اللہ ہوگا۔ باوجود اسکے کہ مراد تعدد کا بطلان ہے مطلقاً۔ اور ہر دو وجہ مخدوش فیہ اور باطل ہیں۔ اول اسلئے کہ منکور (آلہہ) سے اراده امکان کی تقدیر پر تقریب تام نہ ہوگی۔ اور (اراده) وجوب کی تقدیر پر شمول اسکا برائے حق سبحانہ کہ واجب واقعی ہے اولیٰ ہے۔ شمول اصنام سے کہ واجب فرضی ہیں۔ دوسرا اسلئے کہ عموم علت مثبت بطلان تعدد آلہہ کا ہے مطلقاً۔ پس تقدیر عموم پر تقیید بہ استثناء مضرتہ ہوگی۔ مثل قولہٖ وربائبکم التی فی حجورکم سے کیونکہ مراد حرمت ربائب کی ہے۔ مطلقاً۔ خواہ تربیت کی گود میں ہوں یا نہ ہوں۔ اس لئے کہ عموم علت حرمت (نکاح امہات ربائب) حرمت ربائب کے لئے) کافی ہے۔ یہاں سے پانچ امر واضح ومعلوم ہوتے۔

Marfat.com

اول بطلان قاعدہ مقررۂ نحات اذا کانت تابعۃ لجمع منکور غیر محصور دوئم علت حمل الا بر مجاز وقوع اوست در مقام محمول نقیض المطلوب فقط دون شیٔ آخر۔ سوئم جہت تعذر استثناء بطلان دلیل است بر تقدیر استثناء لعدم اشتمالہ علی نقیض المطلوب نہ دلالت بر خصوص مراد چہارم علۃ فساد تغائر است نہ تمانع۔ پنجم آنکہ مفاد دلیل بطلان آلہہ ممکنہ مغائرہ فی الوجود است نہ مطلقاً کما زعم الاکابر فظہر بطلان ما قال القاضی بیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ لوکان فیہما آہ والجامی حیث قال فی شرح الکافیۃ یتعذر الاستثناء لعدم دخول اللہ عزوجل فی آلہۃ بیقین الخ ودلیل عدم صلاحیت تمانع برائے علیت لزوم فساد ونظائر آں آنکہ ہر یکے از اتفاق وتمانع عارض است نہ لازم فلا یصلح علۃ للازم وعدول از نصب بسوئے رفع برائے قطع وکندن بیخ استثناء است باوجود تناسب رفع بما قبل مثل عدول بسوئے ضم از کسرہ در بما عہد علیہ اللہ برائے دلالت

اول قاعدہ مقررہ نحات "اذا کانت تابعۃ لجمع منکور غیر محصور" کا بطلان۔ دوئم الا کو مجاز پر حمل کرنے کی علت اس کا مقام محمول میں فقط نقیض مطلوب واقع ہونا نہ شیٔ آخر۔ تیسرا وجہ تعذر استثناء کی بطلان دلیل کا ہے۔ اوپر تقدیر استثناء کے بسبب عدم شمول اس کے نقیض مطلوب پر نہ دلالت خصوص مراد پر۔ چوتھا علت فساد کی تغائر ہے نہ تمانع۔ پانچواں یہ کہ دلیل کا مفاد ایسے آلہۂ ممکنہ کا بطلان ہے۔ جو مغائر فی الوجود ہوں نہ مطلقاً جیسا کہ اکابر علماء نے زعم کیا ہے۔ پس قاضی بیضاوی کے قول کا بطلان تفسیر قولہ تعالےٰ لوکان فیہما آلہۃ اہ میں۔ اور قول جامیؒ کا بطلان جو کہ شرح کافیہ میں کہا۔ "کہ استثناء متعذر ہے بسبب نہ داخل ہونے اللہ عزوجل کے آلہہ میں یقیناً اہ۔"

دلیل عدم صلاحیت تمانع اور اس کے نظائر (اختلاف۔ تمانع وغیرہ) کی واسطے علیت فساد کے یہ ہے کہ اتفاق و تمانع ہر ایک عارض ہیں لازم نہیں۔ پس لازم کی علیت کے لئے صالح نہیں۔ اور نصب سے رفع کی طرف عدول کرنا (الا اللہ میں) استثناء کا بیخ و بن سے اکھیڑنے کے لئے ہے۔ باوجود مناسبت رفع کے ماقبل سے (آلہۃ میں) مثل عدول کسرہ سے ضم کی طرف بما عاہد علیہ اللہ میں واسطے دلالت کے کسر معنوی سے عدول پر کہ

Marfat.com

بر عدول از کسر معنوی کہ نقض عہد باشد بخلاف ضم کہ مشعر بر جمع عہد با ایفاء است وہم چنیں عدول از نصب بسوئے رفع در ما نحن فیہ دلالت می کند بر عدول الا از حقیقت بسوئے مجاز پس ظاہر گشت بطلان گفتن استدلال مذکور را از اقناعیات وہم چنیں باطل شد آنچہ شیخ اکبر قدس سرہ در فصوص در فص داؤد علیہ السلام تحت آیۃ مذکورہ فرمودہ اند وان اتفقا فنحن نعلم انہما لو اختلفا تقدیراً لنفذ حکم احدہما فنافذ الحکم ھو الالٰہ علی الحقیقۃ والذی لم ینفذ حکمہ لیس بالٰہ انتہی اذ یفہم من ھذا الکلام انہ ایضا ذھب الی ان علۃ الفساد ھو التمانع وقد عرفت انہ لیس کذلک ولانا لا نسلم امکان نفوذ حکم احدہما فقط علی تقدیر وجوبہما بعد الاختلاف لوجوب التساوی بین قدرتیہما لوجوبہما وعلی تقدیر امکان احدہما ووجوب الاخر نسلم نفوذ حکم احدہما

نقض عہد ہے۔ بخلاف ضم کے کہ مشعر ہے جمع عہد پر ایفاء عہد سے۔ اور ایسا ہی ما نحن فیہ (الا اللہ) میں نصب سے رفع کی طرف عدول دال ہے اوپر عدول اِلّا کے حقیقت سے مجاز کی طرف۔ پس استدلال مذکور کو اقناعیات سے کہنے کا بطلان ظاہر ہُوا۔ اور ایسا ہی باطل ہُوا۔ جو کہ شیخ اکبر قدس سرہ نے فصوص الحکم میں فص داؤدی کے ذکر آیت مذکورہ کے تحت میں فرمایا۔" اور اگر دونوں متفق ہوں۔ پس ہم جانتے ہیں کہ اگر وہ دونوں بالفرض والتقدیر اگر اختلاف بھی کرتے تو ایک کا حکم نافذ ہوتا۔ تو جس کا حکم نافذ (جاری) ہے وہی حقیقتہ اِلٰہ ہے۔ اور جس کا حکم جاری نہیں وہ اِلٰہ بھی نہیں۔" (وجہ بطلان یہ کہ) اس کلام سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت الشیخ بھی علت فساد تمانع کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے کہ بر تقدیر وجوب ہردو کے بعد الاختلاف فقط ایک ہی کے نفوذ حکم کا امکان ہم تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ دونوں کی قدرت میں بہ سبب وجوب ہردو کے مساوات ہے۔ اور بر تقدیر ایک کے ممکن اور دوسرے کے واجب ہونے کے فقط واجب کے نفوذ حکم کو تو تسلیم کرتے ہیں۔

Marfat.com

لكن لا نسلم التمانع بينهما فصار تعليل العلماء كلص مغلوب او كعصف ماكول وقس عليه سائر الملازمات في سائر البراهين لوجوب حمل المطلق على المقيد اتفاقا عند اتحاد الحادثة وتعليل الملازمات بالتغاير يقتضي ان يقال لو كان فيهما غير الله لفسدتا وهكذا في نظائره لكن التطبيق بين الادلة والمدلول هو الباعث على الملازمات المذكورة دون غيرها وتخصيص الذكر بالمذكور دون ان يقال لاموجود الا الله او لاموجود غير الله مع كونها صريحة في العينية بين الاشياء والواجب سبحانه لعدم بلاغتها منها ان التناسب في وصل الخفيف بالخفيف بفصل الهمزة في لا اله ووصل الثقيل بالثقيل في الا الله مما لا يخفى لطفه من الفصاحة ومنها ان الانتقال من الخفيف الى الثقيل الطف واسهل في التلفظ ولهذا اللفظي لا واله خفيفتين ذكرا اولا

لیکن (واجب وممکن) دونوں کے مابین تمانع کو تسلیم نہیں کرتے۔ پس علمائے کرام کی تعلیل پکڑے چور یا چرے ہوئے گھاس کی طرح مغلوب ہوگئی۔ سائر براہین میں سارے ملازمات کو اسی پر قیاس کرو۔ کیونکہ اتحاد حادثہ میں مطلق کو مقید پر حمل کرنا واجب ہے۔ اور ملازمات کی تعلیل بالتغائر مقتضی ہے۔ کہ لو کان فیہما غیر اللہ لفسدتا کہا جاتا۔ اور ایسا ہی اس کے نظائر میں۔ لیکن ادلہ اور مدلول کے مابین تطبیق ہی ملازمات مذکورہ پر باعث ہے نہ اس کا غیر۔ مذکور (الہ) کی تخصیص بالذکر کی گئی۔ اور لا موجود الا اللہ یا لا موجود غیر اللہ نہیں کہا گیا۔ باوجودیکہ یہ کلمات واجب سبحانہ اور اشیاء کے مابین عینیت میں صریح دال ہیں۔ بوجہ عدم بلاغت ان کلمات کے۔ بعض وجوہ بلاغت میں سے یہ ہے کہ لا الہ میں تناسب وصل خفیف کا خفیف سے ہمزہ کا فصل لانے سے اور وصل ثقیل (الا مشدد) کا ثقیل (اللہ مشدد) سے۔ اس کا لطف فصاحت مخفی نہیں ہے۔ بعض وجوہ بلاغت سے خفیف سے ثقیل کی طرف انتقال تلفظ میں زیادہ آسان اور لطیف ہے۔ اسی لئے دونوں لفظ یعنی لا و الہ کے جو خفیف ہیں۔ پہلے ذکر کئے گئے۔

Marfat.com

ولفظا الا واللہ ثقیلتین ذکراثانیا ومنہا ان حروف لاالہ الااللہ کلہا غیر منقوطۃ فیکون کل حرفٍ منہا بریۃ من التعدد والتغایرا لمتوھم من الحروف ونقطتہا فیکون انسب بمعناھا ومنہا ان حروفہا متقاربۃ فی المخرج اذ اللام والالف الساکن من الوسط والھمزۃ والہاء من الحلق والیضا الالفاظ اربعۃ مطابقۃ للحروف فی التعدد ومنہا ان الفاظہا متقاربۃ صورۃً کما ان حروفہا متقاربۃ مخرجا ورعایۃ التقارب الصوری من البدائع والصنائع ومنہا انہا متقاربۃ معنی اذ کلمۃ لا موضوعۃ للنفی وکذا الا اذا وقعت فی الایجاب والمنکور قد یطلق ویراد منہ مایراد من اللہ والتقارب المعنوی من محسنات البلاغۃ ومنہا انہا مشعرۃ بالتوحید اللفظی بان لفظ اللہ وبین الالفاظ الثلثۃ کمایدل عبارتہا علی التوحید بین معنی اللہ جل جلالہ وبین

اور دونوں لفظ اَلّا و اَللّٰہ جو ثقیل (مشدد) ہیں ثانیاً ذکر کیئے گئے۔ بعض وجوہ بلاغت کے یہ ہیں کہ لاالٰہ الا اللہ کے سارے حروف غیر منقوط ہیں۔ پس ان میں سے ہر ایک حرف تعدد اور تغائر موہومہ سے بری ہے۔ جو کہ حروف اور ان کے نقطوں سے مفہوم ہوتا ہے پس یہ حروف کلمہ توحید کے معنی سے زیادہ مناسب ہیں۔ ان میں سے بعض یہ کہ کلمہ طیبہ کے حروف متقارب فی المخرج ہیں۔ کیونکہ لام اور الف ساکن وسط مخرج سے ہیں اور ہمزہ وہا حلقی ہیں۔ اور نیز مطابق حروف کے تعداد میں الفاظ بھی چار ہیں۔ بعض اس کے یہ کہ کلمہ طیبہ کے الفاظ صورۃً متقارب ہیں جیسا کہ اس کے حروف مخرج میں متقارب ہیں۔ اور تقارب صوری کی رعایت بدائع وصنائع میں سے ہے۔ بعض اس کے یہ کہ کلمہ طیبہ کے کلمات معنی میں بھی متقارب ہیں۔ کیونکہ کلمہ لانفی کیلئے موضوع ہے۔ اور ایسا ہی کلمہ الا جب ایجاب میں واقع ہو افادہ نفی کا دیتا ہے۔ اور منکور (الٰہ) کے اطلاق سے کبھی وہی ذات مراد لی جاتی ہے جو کہ کلمہ اللہ سے مراد ہے۔ اور تقارب معنوی محسنات بلاغت سے ہے۔ اور بعض اس کے یہ کہ یہ کلمات لفظ اللہ اور کلمات ثلثہ (لا۔ الٰہ۔ الا) کے مابین توحید واتحاد لفظی پر دال ہیں۔

Marfat.com

غیرہ من الاشیاء ومنہا ان فی المنکور اشتراکان الاول فی زعم الغیریۃ والثانی فی المعبودیۃ وغیرۃ بلاغتہ سبحانہ تقتضی تخصیص المنکور بالذکر لیندفع الاشتراکان معاً بنفی واحد ولا یمکن بغیر ہذہ العبارۃ **وصل** مزعوم مشرکین ہؤلاء الہۃ است ورد صریح ہؤلاء الاصنام لیست بالہۃ وھوالمطلوب ونقیض آن یعنی ہؤلاء الہۃ مقدم است در براہین خمسہ وتقیید بغیریت واقعی است برائے بودن او مدلول غیر در مرکبات اضافیہ قرآنیہ و فقدان باعث بر تاویل بغیریت وہمیہ وآن حمل کلمہ طیبہ بر عینیت است اذ بطل بقولہ ما المسیح ابن مریم الا رسول ونظائرہ من البراھین علی ھیئۃ الشکل الثانی المذکورۃ فی القرآن

جیسا کہ ان کی عبارت اللہ اور دوسری باقی اشیاء میں توحید معنوی پہ دال ہے۔ بعض اسکے یہ کہ منکور میں دو وجہ اشتراک ہیں ایک وجہ غیریت کے زعم میں۔ دوسری معبودیت میں حق سبحانہ کی غیرت بلاغت منکور کو تخصیص بالذکر کی مقتضی ہے۔ تاکہ دونوں وجہ اشتراک ایک ہی نفی سے معاً مندفع ہو جائیں اور بغیر اس خاص عبارت کے ایسا ممکن نہ تھا۔ مزعوم مشرکین ہؤلاء آلہۃ ہے۔ اور اس کا رد صریح ہؤلاء الاصنام لیست بالہۃ ہے اور وہی مطلوب ہے۔ اور اسکی نقیض یعنی ہؤلاء آلہۃ براہین خمسہ میں مقدم ہے۔ اور تقیید بغیریت واقعیہ ہے۔ بسبب ہونے غیریت واقعیہ کے مدلول غیر کا مرکبات اضافیہ قرآنیہ میں۔ اور بسبب نہ پائے جانے باعث اور علۃ تاویل کے غیریت وہمیہ پر۔ اور وہ باعث کلمہ طیبہ کا عینیت پر حمل کرنا ہے۔ کیونکہ غیریت وہمیہ باطل ہے بقولہ تعالےٰ ما المسیح ابن مریم الا رسول اور اسکے نظائر کے براہین سے ہیئت شکل ثانی پر کہ قرآن میں مذکور ہے۔

لہ لا کما زعمہ قدس سرہ من ان الکلمۃ الطیبۃ نتیجۃ للبراھین بل المطلوب عبر بہا لافادۃ القصر ووجود وجوہ البلاغۃ فیہا دون غیرہا من العبارات ۱۲ منہ نہ جیسا کہ مؤلف قدس سرہ نے زعم کیا کہ کلمہ طیبہ براہین خمسہ کا نتیجہ ہے بلکہ مطلوب کی اس سے تعبیر افادۂ قصر اور وجوہ بلاغت کا خصوصاً اسی عبارت میں پایا جانا سوائے کسی اور عبارت کے ہے

Marfat.com

نحو کانا یا کلان الطعام وامثاله وبقوله علیه السلام لا تطروني کما اطرت
النصاری الخ وبما مر من وجوه عدم افادة الکلمة لها وانتفاء ہماں باعث
سبب عدم تحریف محکمات قرآنیہ مثل سورۂ اخلاص وآیات تنزیہیہ وسبب عدم
حمل قوله علیه السلام لهبط علی اللہ بر معنے مخالف محکمات قرآنیہ اذ القرآن
لا ینسخ الا بمثله وموجب سقوط تفریعات که از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد بود
گشت والتاکید بالقسم فی حدیث لو دلیتم اه الخ شاهد علی ان مدلوله غیر مدلول
الکلمة الطیبة اذ ہو مشعر الی انکار المخاطب واستبعاده والمخاطب بهذا القول
ہم الصحابة فانه مدنی وهم رضی اللہ تعالیٰ عنهم کیف یمکن
صدور الانکار منهم للکلمة الطیبة بعد ما دخلوا فی الاسلام فمدلوله
عموم الکینونة لا العینیة واز کمال بلاغت شارع است تعبیر از مطلوب

مثل کانا یا کلان الطعام اور اسکے امثال کے۔ اور (نیز غیریت وہمیہ باطل ہے) بقولہٖ لا تطروني کما
اطرت النصاری الخ کے۔ اور ساتھ ان وجوہات کے جو کلمہ طیبہ کے عدم افادۂ عینیت میں مذکور
ہوئیں۔ اور اسی باعث (حمل کرنے کلمہ طیبہ کا عینیت پر) کا انتفاء (امور ثلثہ ذیل کا سبب ہوا) سبب
عدم تحریف محکمات قرآنیہ مثل سورۂ اخلاص وآیات تنزیہیہ کے۔ وسبب عدم حمل قولہ علیہ السلام
لهبط علی اللہ کے اوپر معنی مخالف محکمات قرآنیہ کے۔ کیونکہ قرآن کا نسخ سوائے قرآن کے درست
نہیں ہے۔ اور سبب سقوط تفریعات کہ از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد تھیں۔ حدیث لو دلیتم آہ
میں تاکید بقسم اس امر پر شاہد ہے کہ حدیث کا مدلول کلمہ طیبہ کے مدلول سے مغائر ہے۔ کیونکہ تاکید بالقسم
کالا نا مخاطب کے انکار واستبعاد پر مشعر ہے۔ پھر مخاطب اس قول کے اصحاب کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔ کیونکہ یہ حدیث مدنی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کلمہ طیبہ کا انکار بعد
دخول فی الاسلام کے کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ پس حدیث کا مدلول عموم کینونۃ حق سبحانہ وتعالیٰ ہے نہ عینیت
شارع کی کمال بلاغت سے ہے تعبیر بہ مطلوب

---

[1] عطف تفسیر ۱۲ منہ [2] فالمقصود منه بیان بعض معارج العرفان ۱۲ منہ (ترجمہ: مقصود بعض معارج عرفان کا بیان ہے ۱۲ ترجمہ)

بعد اثبات به براہین بکلام قصری مشتمل بر ہشت نکات صنائع مذکورہ چنانکه در فصل
دانستے وانت خبیر بانہا من محسنات البلاغة ماتد ور علی کون العینیة
مرادة من الکلمة وجوداوعدما فلا تصلح لعلیته وذہول از سیاق یعنے

ام اتخذوا آلهة من الارض هم ینشرون وخصوص مفروض منشاء ایرادات
به الغاء قیود سه گانه ای فیهما وتعبیر بجمع والا الله ولزوم لما کانتا دون لفسدتا واعتراض
بر شیخ اکبر قدس سره الاطہر بانه ایضا فہم ملازمة الفساد التمانع وقوله لانا لا نسلم امکان
نفوذ حکم احدهما الخ لا یرد علیه قدس سره ایضا اذ مراده بعد تقدیر الاختلاف
لابد من نفوذ حکم احدهما فقط لتحقق التناقض بین المحکومین بهما ای
البقاء والفساد فلا محالة یتحقق احدهما دون الاخر و هذا هو الوجه لقوله
لنفذ حکم احدهما غایة الامر انه خلف ویلزم علی ما زعمه قدس سره انسداد باب الخلف

بعد اثبات براہین کلام قصری کے ساتھ جو کہ مشتمل ہے آٹھ نکات صنائع مذکورہ پر جیسا کہ فصل میں معلوم ہوا۔ اور تجھے معلوم ہے کہ محسنات بلاغت وجوداً وعدماً عینیت کے مراد متکلم ہونے پر دائر نہیں۔ تو علیت کے صالح بھی نہیں۔ اعتراض کا منشاء ایک تو سیاق کلام یعنی ام اتخذوا آلہۃ آہ سے ذہول (غفلت) اور دوسرا خصوصیت مفروض کی ساتھ لغو قرار دینے قیود سہ گانہ کے یعنی کلمہ فیہما وتعبیر بجمع (آلہۃ) ولفظ الا اللہ۔ اور تیسرا لزوم لما کانتا (عدم وجود آسمان وزمین) کا۔ نہ (لزوم) فساد (متفرع علی الوجود) اور (نیز یہی امور) منشاء اعتراض کے ہیں۔ حضرت الشیخ اکبر پر کہ انہوں نے ملازمہ فساد بسبب تمانع کے فہم کیا۔ قولہ لانسلم آہ حضرت الشیخ قدس سرہ پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ حضرت الشیخ کی مراد یہ ہے کہ بعد تقدیر اختلاف کے ضرورۃً فقط ایک کا حکم نافذ ہوگا۔ بسبب تناقض کے مابین دونو محکوم بالبقاء والفساد کے پس لا محالہ ایک ہی متحقق ہوگا نہ دوسرا۔ اور یہی وجہ ہے قولہ لنفذ حکم احدہما کی۔ غایۃ الامر یہ کہ خلاف مفروض ہے۔ اور مولانا قدس سرہ کے مطابق مزعوم باب خلف کا انسداد لازم آئے گا۔

---

[1] جوابہا عن الایرادات الخمسہ علے ان کا بہ فی ہذا المقام ۱۲ منہ۔

واکابر بسبب تعذر استثناء عدم شمول را نہ گفتہ اند بلکہ عدم قطعیت شمول وخروج برائے عدم وقوع منکور تحت حیز نفی کہ مفید است برائے استغراق چہ کلمہ لو سور مہملہ است نہ محصورہ بنا برآں گفتہ اند لایجوز فی الآیۃ الا الوصف ای لم یجز البدل لانہ لا یکون الا فی غیر الموجب ولایعتبر النفی المستفاد من لو کان النفی المعنوی لیس کاللفظی الا فی قلما وقل وابی ومتصرفاتہ وایضا لایجوز البدل الا حیث یجوز الاستثناء ولا یجوز ھھنا لان اللہ جل جلالہ غیر واجب الدخول فی المنکور ولانہ لایجوز استثناء المفرد من الجمع فی الایجاب بطریق الاتصال والمنقطع لایساعدہ الاعراب والعدول من النصب الی الرفع لیس لہ شاھد من الکتاب والسنۃ وکلام اھل اللسان

اور اکابر علماء نے سبب تعذر استثناء کا عدم شمول کو نہیں کیا۔ بلکہ عدم قطعیت شمول وخروج کا سبب عدم وقوع منکور ہے تحت حیز نفی کے کہ مفید برائے استغراق ہے۔ کیونکہ کلمۂ لو قضیۂ مہملہ کا سور (حاصر) ہے۔ نہ محصورہ کا۔ اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ آیت لوکان فیہما آہ میں الا وصفیہ ہے بدل نہیں کیونکہ بدل کلام غیر موجب میں ہوتا ہے۔ اور کلمۂ لو سے مستفادہ نفی معتبر نہیں۔ کیونکہ یہ نفی معنوی ہے۔ اور معنوی نفی لفظی نفی کا حکم نہیں رکھتی۔ مگر لفظ قَلَّ اور قلّما وابیٰ اور اس کے متصرفات (کہ ان میں معنوی نفی لفظی نفی کا حکم رکھتی ہے) اور نیز بدل وہاں جائز ہوتی ہے۔ جہاں استثنا درست ہو۔ اور یہاں استثنا درست نہیں۔ کیونکہ اللہ جل جلالہ منکور (آلہہ) میں واجب الدخول نہیں (بسبب فرضی ہونے ان کے) دوسرا اس لئے کہ مفرد کی استثناء جمع سے بطریق اتصال کلام موجب میں درست نہیں۔ اور اعراب استثناء منقطع کا مساعد نہیں ہے۔ نصب سے رفع کی طرف عدول کا کوئی شاہد کتاب وسنت ومحاورات عربیہ سے نہیں ہے۔

سلہ پس مندفع گشت آنچہ گفتہ بر تقدیر شمول او برائے واجب واقعی اولیٰ وانسب است از واجب فرضی کہ اصنام اند۔ ۱۲ منہ

(جو کہ مولانا نے کہا کہ وجوب کی تقدیر پر اس کا شمول واجب واقعی کو اولیٰ وانسب ہے واجب فرضی سے کہ اصنام ہیں مندفع ہوا) ترجمہ

سلہ قولہ والعدول اے رأساً بحیثیت لایبقی استعمال المعدول عنہ فلا یرد النقض بحر الجار ونحوہ ۱۲ منہ

وقواعد العربية قضايا مستنبطة من جزئيات مسموعة وليس الرفع على طبق لغة احد من القبائل الست التي هي ماخذ العربية قيس وتميم واسد وهذيل وبعض كنانة وبعض الطائية ولا مساغ لمجرد العقل فيما يتعلق باللغة والاعراب والقياس على العدول فيما عاهد عليه الله قياس مع الفارق لاختلافهما نوعا وقاعدة النحاة اذا كانت تابعة لجمع منكور غير محصور مقيد بقيد في الاغلب[2] ومع هذا ما نحن فيه ليس بخارج عنها وغرض الجامي قدس سره من قوله وفي الاية مانع آخر عن حمل الا على الاستثناء عدم الدلالة التامة على المطلوب بالنظر الى الفاظ الدليل وان كان النظر الى عموم العلة يفضي اليه ولهذا قال وهذا لا يدل الا على انه ليس فيهما الهة مستثنى عنها الله

اور قواعد عربیہ جزئیات مسموعہ سے قضایا مستنبط ہیں چھ قبائل ماخذ عربیت یعنی قیس واسد تمیم وہذیل وکنانہ وبعض طائیہ جس سے رفع کسی ایک کی لغت کے مطابق نہیں ہے۔ متعلقات لغت واعراب میں مجرد عقل محض کو راستہ نہیں ہے (بلکہ استناد بہ نقل اہل محاورہ معتبر ہے) عاہد علیہ اللہ میں عدول پر قیاس کرنا بسبب اختلاف نوعیت کے قیاس مع الفارق ہے۔ نحاۃ کا قاعدہ "اذا کانت تابعۃ آہ" قید فی الاغلب کے ساتھ مفید ہے (قاعدہ اکثریہ ہے نہ قطعیہ) جیسا کہ قواعد عربیہ کا طور طریقہ ہے اگر زیادہ توضیح مطلوب ہو۔ تو کتب نحو کا مطالعہ کرو۔ اور پھر باوجود اس اغلبیت کے ما نحن فیہ اس سے خارج نہیں ہے۔ جامی قدس سرہٗ کی غرض اپنے قول "وفی الاٰیۃ مانع آخر آہ" سے بنظر الفاظ دلیل کے عدم دلالۃ تامہ کا ہے مطلوب پر۔ اگرچہ عموم علت کی نظر مفضی الی المطلوب ہوتی ہے لہٰذا شارح جامی نے کہا کہ اسکی دلالت اسی پر ہے کہ زمین وآسمان میں کوئی آلہۃ نہیں جسکا مستثنیٰ عنہا اللہ ہو۔

---

[1] ای فی الاعراب والبناء والعدول فی الاول لیس لہ شاہد من الکتاب والسنۃ وکلام اہل اللسان ۱۲ منہ

[2] کما ہو دأب قواعد العربیۃ وان شئت التوضیح فارجع الی مؤلفاتہم ۱۲ منہ

Marfat.com

وما زعم من ان التقييد بالاستثناء بعد عموم العلة لا يضر كما فی وربائبکم اللاتی فی حجورکم ففی غایة السقوط فان الاستثناء علی التحقیق استخراج وتکلم بالباقی فھو فی لوکان فیھما الھة الا اللہ لو وقع لا یکون الا لتوقف صحة جعل المقدم ما مقدما والملازمة علیه والا یلزم اللغو والعیاذ باللہ بخلاف المقیس علیه فانه من اوصاف المسند الیه وھی قد تکون للکشف او للمدح او للذم او بمعنی العلة کما فی السارق والزانی وقد تکون اتفاقیة کما فی ربائبکم الخ لا یقال ان الاستثناء یجوز ان یکون بالنظر الی مزعوم المخاطب کما ھو الوجه فی ایراد صیغة الجمع لان المخاطب لا ینکر وجودہ سبحانه کما یزعم بوجود الالھة مع اللہ وما قلنا من التوقف لیس مبنیا علی ان الحکم اذا اسند الی شیٔ موصوف بوصف او علق بشرط کان دلیلا علی نفیه عند عدم الوصف

مولانا کا یہ زعم کہ بعد عموم علت کے تقیید بالاستثناء مضر نہیں ہے جیسا کہ وربائبکم التی فی حجورکم میں (فی حجورکم کی تقیید) ہے۔ پس نہایت ہی گرا ہوا ہے کیونکہ استثناء (کی حقیقت) بروئے تحقیق استخراج (بعض کا) اور تکلم بالباقی ہے۔ پس آیۃ لوکان فیھما آلھۃ میں اگر استخراج واقع ہو تو صرف مقدم کو مقدم کرنیکی صلاحیت اور اس پر ترتب تلازم کے توقف کے واسطے ہوگا۔ ورنہ معاذ اللہ (کلام الٰہی میں) لغو کا ورود لازم آتا ہے۔ بخلاف مقیس علیہ (آیت وربائبکم آہ) کے کیونکہ وہ اوصاف مسند الیہ میں سے ہے۔ اور اوصاف کبھی تو محض برائے کشف وتوضیح یا مدح وذم یا بمعنی علت ہوتی ہیں جیسا کہ السارق والزانی میں (کہ مشتق پر حکم کی علت مبدأ اشتقاق ہوتا ہے) اور کبھی اتفاقیہ محض ہوتی ہیں جیسے کہ آیت وربائبکم میں (فی حجورکم قید اتفاقیہ بغرض شفقت ہے) ایسا نہ کہا جائے کہ وجہ استثناء مزعوم مخاطب کی بناء پر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ صیغۂ جمع لانے کی بھی یہی وجہ ہے کیونکہ مخاطب تو وجود حق سبحانہ کا منکر نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ کے ساتھ وجود آلھۃ کا بھی زعم کرتا ہے۔ اور جو کہ ہم نے توقف کے متعلق کہا ہے وہ اس پر مبنی نہیں کہ حکم جب مسند ہو کسی شئ موصوف بوصف یا معلق بالشرط کی طرف تو بوقت عدم وصف

Marfat.com

او الشرط فانه من الوجوہ الفاسدۃ بل علی ان حکم المستثنی منه ینتهی بما بعدہ کما ان الغایة ینتهی بها المغیا فتدبر ولزوم[ل] الفساد انما هو علی بعض التقادیر لا علی کلها ای التمانع والمرتب علی الاتفاق اما وقوع المحال واما لزوم الخلف فبعد النظر الی بقاء المفروض واستحالة توارد العلل ما بقی الا التمانع فهو اذاً لازم لا عارض وقبل النظر الی ما ذکر وجود العام المردد بین لزوم الفساد وتوارد العلل ولزوم خلاف المفروض لازم للعام المردد بین التوافق والتعاوق وان کان کل واحد منها بخصوصه عارضا وذکر الواحد منها وهو فیما نحن فیه لفسدتا دون غیرہ قد جرت به سنة الله ولن تجد لسنة الله تبدیلا

یا شرط اس حکم کی نفی پر دلیل ہو۔ کیونکہ یہ وجوہ فاسدہ میں سے ہے۔ بلکہ اس امر پر مبنی ہے کہ مستثنیٰ منہ کا حکم مابعد کے ساتھ منتہی ہوجاتا ہے جیسا کہ غایت کے ساتھ مغیا منتہی ہوجاتا ہے۔ پس اس پر غور کرو۔ اور لزوم فساد بعض تقادیر پر یعنی تمانع پر ہے نہ کل تقادیر پر۔ اور اتفاق پر مرتب یا تو وقوع محال ہے۔ یا لزوم تو قف۔ پس بقاء مفروض واستحالہ توارد علل کی طرف نظر کے بعد سوائے تمانع کے اور کوئی باقی نہیں۔ تو اب وہ تمانع لازم ہے۔ عارض نہ رہا۔ اور قبل نظر طرف مذکور (بقاء مفروض و توارد علل) کے عام مردد کا وجود مابین لزوم فساد و توارد علل۔ و لزوم خلاف مفروض کے عام مردد مابین توافق و تمانع کو لازم ہے۔ اگرچہ ہر ایک ان میں سے بخصوصہ عارض ہے۔ اور ان میں سے صرف ایک کا ذکر کرنا جو کہ ماتحن فیہ میں کلمہ لفسدتا ہے۔ نہ غیر اس کا۔ اسی (انفراد بالذکر) کے ساتھ سنت اللہ جاری ہے۔ اور سنت اللہ ہرگز تبدیل نہیں ہو سکتی۔

[ل] جواب است ازانچہ فرمودہ کہ ہر یکے از اتفاق و تمانع عارض است فلا یصلح علة للازم ۱۲ منه۔

(جو کہ مولانا نے فرمایا ہے کہ اتفاق و تمانع دونوں عارض ہیں اور لازم کے لئے علت نہیں بن سکتے۔ یہ اس کا جواب ہے ۱۲ مترجم)

Marfat.com

ولنحرر الدليل توضيحا لو كان فيهما الهة متعددة كما زعم المشركون فاما الاتفاق وبقاءهما على ماهما عليه اما بتاثير كل واحد فيلزم توارد العلل المستقلة على معلول واحد او بتاثير الواحد بخصوصه فيلزم الخلف و اما التعاوق فيلزم الفساد اذ لم يكن واحد منهما موثرا فى الممكن وحافظا له لعلك تفطنت من تحرير الاستدلال انه برهان قطعي على التوحيد لا كما زعم البعض من انه[1] حجة اقناعية وتحرير الدليل على ما زعم مولانا قدس سره لو كان الاصنام مغائرة له تعالى لكان الاشياء باسرها مغائرة لعدم الفارق ولو كان الاشياء باسرها مغائرة لكان السموات والارض ايضاً لكونهما منها ولو كانتا مغايرتين لنفس تااذ المغايرة بعد سقوط احتمال كون البعض عرضا والاخر جوهراً ايستلزم استقلال الكل فى الوجود وهو يستتبع المماثلة كما انها

(قال سیدنا الشیخ السلطان السید مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اسلافہ الکرام) ہم توضیحاً دلیل کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ اگر زمین و آسمان میں آلہہ متعددہ ہوتے۔ جیسا کہ مشرکین کا زعم ہے۔ پس یا تو انکا باہمی اتفاق ہوگا۔ پھر زمین و آسمان کا موجودہ حالت پر بقا، یا تو ہر ایک ہی کی تاثیر خصوصی سے۔ تو لازم آتا ہے خلف۔ اور یا ان میں تمانع (باہمی مقابلہ و مسابقت عمل) ہوگا۔ پس فساد لازم آتا ہے۔ بسبب نہ ہونے کسی ایک کے ان میں سے (بوجہ معروضیت باہمی مقابلہ و مجادلہ کے عدیم الفرصتی سے) ممکن میں مؤثر اور اس کا حافظ (و ناصر) شاید کہ تحریر استدلال سے تو سمجھ گیا ہوگا کہ توحید پہ یہ برہان قطعی ہے۔ محض حجت اقناعی (چپ کرانے والی) نہیں ہے جیسا کہ بعض نے زعم کیا ہے۔ مولانا کے زعم پر تحریر دلیل اس طرح ہے کہ اگر اصنام اد تعالیٰ کے مغائر ہوتے تو سب اشیاء مغائر ہو نگی بسبب نہ ہونے وجہ فرق کے۔ اب ساری اشیاء کی تقدیر تغائر پر ضرورۃ زمین و آسمان بھی بوجہ شمول اشیاء کے مغائر ہونگے۔ تو اس تقدیر پر کب کے فاسد ہو چکے ہوتے کیونکہ مغائرت بعد سقوط احتمال بعض کے جوہر اور بعض کے عرض ہونے کے مستلزم ہے استقلال کل کو وجود میں (ورنہ بصورت جوہریت بعض جوہری کا استقلال فی الوجود ہوتا) اور استقلال فی الوجود مماثلت کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ مماثلت

---

[1] ولا كما زعمه هو قدس سره من انه قطعي قائم على نفي الغيرية ١٢ منه۔

یستلزم العجز اذا لمثل لا یقدر علیه المثل الآخر فیؤده حفظهما فیلزم الفساد
اقول قد سمعت من قبل ان استقلال الکل فی الوجود لا یستلزم المماثلة لجواز الا
ختلاف بالوجوب والامکان الا بعد اثبات العینیة وهو یستلزم المصادرة وثانیا
ان العجز وعدم قدرة المثل علی المثل یقتضی ان لا یوجد ابتداءً فکیف الفساد
اذ هو متفرع علی الوجود فالایراد بلزوم الکذب والعیاذ باللّٰه مشترك الورود
لا یختص بالاکابر کما ان الدفع مشترك بان لزوم الفساد بالنظر الی خصوص المفروض
فظهر ان الحق ما قال الاکابر فی المدلول والبراهین وان ما تفرد فیه مولانا قدس سره
عن القوم غیر مستقیم وهو رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وان بلغ فیه الجهد لکن کیف یصلح العطار
ما افسده الدهر فانه مبنی علی کون المزعوم هو الغیریة وتقدیر غیر اللّٰه وارادة الاصنام
من المنکور وقد عرفت بطلان الکل فیما قبل وموقوف علی الاثبات بالشاهد

عجز کی منتج ہے۔ کیونکہ من کل الوجوہ مثل پر دوسری مماثل قادر نہیں ہو سکتی۔ پس بوجہ مماثلت کے زمین و آسمان
کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ تو خواہ مخواہ ان کا فساد لازم آتا۔ اس کا جواب پہلے تو سن چکا ہے کہ استقلال
کل کا وجود میں مستلزم مماثلت کے نہیں بسبب جواز اختلاف کے وجوب و امکان میں۔ ہاں مگر بعد اثبات عینیت کے
(ہر دو میں) پس مصادرہ علی المطلوب لازم آتا ہے (کہ عینیت مماثلت پر اور مماثلت عینیت پر موقوف ہو)
دوسرا یہ کہ ایک مثل کی دوسری مثل پر عدم قدرت اور عجز۔ تو ابتداءً عدم وجود کی مقتضی ہے۔ پس فساد کیسا؟
کیونکہ وہ متفرع علی الوجود ہے۔ پس معاذ اللہ لزوم کذب کے ساتھ ایراد مختص بالاکابر نہیں بلکہ مشترک الورود ہے
(مولانا پر بھی وارد ہوتا ہے) جیسا کہ دفع ایراد بایں طور کہ "لزوم فساد بنظر خصوص مفروض کے ہے" یہ (اکابر و مولانا کی
طرف سے) مشترک ہے۔ پس اب ظاہر ہو گیا کہ حق وہی ہے جو کہ اکابر علماء نے مدلول براہین میں کہا ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مصنف
جس نظریہ میں قوم (علماء حق) سے متفرد ہیں وہ درست نہیں ہے اگرچہ مولانا رضی اللہ عنہ نے اپنی جانب سے تو اس نظریہ کے اثبات میں
انتہائی کوشش کی ہے لیکن مشہور ہے کہ جسکو دہر (زمانہ) بگاڑے اسکو عطار کیسے سنوارے۔ و یہ عدم استقامت اس لیے ہے کہ ایک تو موقوف
ہے اوپر ہونے مزعوم مخاطب کے غیریت اور تقدیر غیر اللہ کے اور ارادۂ اصنام سے منکور (آلہہ) سے تو ان سب کا بطلان پہلے معلوم

لہ بفرضہما جوہرین لا واجبین فتأمل ۱۲ منہ (کیونکہ وہ دونو جوہر فرض کئے گئے ہیں نہ واجب ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

من الكتاب والسنة او كلام احد من القبائل الست التي هي ماخذ العربية على العدول المذكور ودونه خرط القتاد والضابطة المستنبطة من الكتاب والسنة وكلام اهل اللسان في اعراب المستثنى هذا ومنصوب وجوبا اذا كان منقطعا في الحجاز وممتنع الوقوع موقع المستثنى منه في تميم او كان متصلا مقدما على المستثنى منه او واقعا في كلام موجب تام وجوازا مع رجحان البدل في تام غير موجب ليس ردا لموجب يشتمل على الاستثناء ولا مفصولا فيه المستثنيان ويبدل من المحل بالتعذر من اللفظ ومن ثمه ضعف النصب في لا اله الا الله ومعرب على حسب العوامل اذا كان مفرغا وشرط كون المحذوف عاما مماثلا ولذا اقل في الموجب وامتنع في البيان والتاكيد هل يجوز في النعت فقيل نعم وقيل لا والوجه في الاشتراط المذكور لئلا يلزم وقوع الغلط في كلام البليغ

ہو چکا۔ دوسرا موقوف ہے شاہد لانے پر کتاب وسنت سے یا ماخذ عربیت کے چھ قبائل مشہورہ میں سے کسی ایک کی کلام سے عدول مذکور پر۔ اور یہ تو نہایت ہی مشکل امر ہے اور ہاتھوں سے شاخ دار ڈونہ کو چھیلنا ذرا سہل ہے کتاب وسنت اور اہل لسان عربیت کی کلام سے مستثنیٰ کے اعراب میں استنباط کیا ہوا ضابطہ یہ ہے۔ اب مستثنیٰ کے وجوہ اعراب میں ضابطہ مستنبط کتاب وسنت وکلام اہل محاورات سے یہ ہے کہ مستثنیٰ وجوباً منصوب ہوتا ہے جبکہ منقطع ہو لغت اہل حجاز میں۔ اور ممتنع الوقوع ہو موقع مستثنیٰ منہ کے لغت تمیم میں۔ یا متصل لیکن مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو۔ یا واقع ہو کلام موجب تام میں۔ اور منصوب جوازاً ہوتا ہے بترجیح اعراب بدلیت کے کلام تام غیر موجب میں جو کہ موجب مشتمل علی الاستثناء کا رد نہ ہو۔ اور مستثنیٰ ومستثنیٰ منہ کے درمیان فاصلہ بھی نہ ہو۔ اور بصورت تعذر بدل از لفظ کے بدل از محل ہوتا ہے۔ اسی لئے لا الٰہ الا اللہ میں نصب ضعیف ہے۔ اور مستثنیٰ مفرغ معرب علی حسب العوامل ہوتا ہے لیکن (مستثنیٰ منہ) محذوف کا عام مماثل ہونا شرط کیا گیا ہے۔ اسی لئے کلام موجب میں کم ہے اور عطف بیان وتاکید میں ممتنع۔ باقی رہا (توابع میں سے) نعت۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز۔ وجہ اشتراط مذکور (عام مماثل ہونے) کی یہ ہے کہ کلام بلیغ میں وقوع غلط کا لزوم نہ ہو۔

لہ المقصود منہ بیان الاستنباط الصحیح من کلام الشارع والثقات ومطمح النظر اشتراط کون المحذوف عاماً مماثلاً ۱۲ منہ

(بیان ضابطہ سے مقصود کلام شارع وثقات سے اخذ صحیح ہے اور محذوف کا عام مماثل ہونا پیش نظر ہے ۱۲ مترجم)

واما ایراده قدس سرہ علی الاکابر بانهم قالوا ان المستثنی مسکوت منه وهو مردود الخ فمبنی علی ما اشتهر فی کتب الشافعیة لا الحنفیة ولم یصرح الامام ابوحنیفة بشئ فالمحققون من الحنفیة مثل امام فخر الاسلام والامام شمس الائمة والقاضی الامام ابی زید قالوا ان الاستثناء[ا] من النفی اثبات ومن الاثبات نفی لکن بالاشارة والشافعیة ذهبوا الیه بالصراحة والمشهور لیس مبنیاً علی ان رفع النسبة الایجابیة هو السلبیة ولا علی ان العدم اصل فی الاشیاء کما ان التحقیق لیس مناطه ان المرکبات الاسنادیة عند الشافعیة موضوعة لما فی نفس الامر ولا واسطة بین الثبوت والانتفاء الواقعیین وعند الحنفیة موضوعة للامور الذهنیة فلا یلزم من نفی الحکم بالثبوت والانتفاء الحکم بهما لان الالفاظ موضوعة للمعانی من حیث هی عند المحققین بالاتفاق[ب] خلافا لغیرهم

مولانا قدس سرہٗ کا اکابر پر یہ ایراد کہ" انہوں نے کہا کہ مستثنیٰ مسکوت عنہ ہوتا ہے اور یہ اکابر کا قول مردود ہے الخ" پس مبنی ہے اس پر جو کہ کتب شافعیہ میں مشہور ہے نہ حنفیہ میں۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے تو اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں کی۔ پس محققین نے حنفیہ میں سے مثل امام فخر الاسلام بزدوی و امام شمس الائمہ حلوانی و قاضی امام ابوزید نے کہا ہے کہ استثناء نفی سے اثبات اور اثبات سے نفی ہے لیکن اشارۃً (نہ صراحۃً) اور علمائے شافعیہ نے کہا کہ یہ حکم صراحۃً مفہوم ہوتا ہے۔ اور (کتب شافعیہ کا) مشہور اس پر مبنی نہیں کہ نسبت ایجابیہ کا رفع وہی نسبت سلبیہ ہے۔ اور نہ اس پر مبنی ہے کہ عدم اصل ہے اشیاء میں جیسا کہ تحقیق یہ ہے کہ اسکی مناط یہ نہیں ہے کہ شافعیہ کے نزدیک مرکبات اسنادیہ موضوع ہیں واسطے اس مضمون کے جو نفس الامر میں ہے اور ثبوت و انتفاء واقعیین میں واسطہ نہیں ہے اور حنفیہ کے نزدیک مرکبات اسنادیہ موضوع ہیں واسطے امور ذہنیہ کے پس ثبوت و انتفاء کے ساتھ حکم نہ کرنے سے تحقق حکم لازم نہیں آتا۔ کیونکہ الفاظ محققین کے نزدیک بالاتفاق موضوع ہیں معانی من حیث ہی کیلئے۔ بخلاف غیر محققین کے۔

[ا] ای ہو مشتمل علی الحکم اشارۃ ۱۲ منہ [ب] وما ذکر من قید الخارجی او الذہنی فی بیان مذہبہم فما ؤل ۱۲ منہ (ان کے بیان مذہب میں جو کہ قید خارجی یا ذہنی کا ذکر کیا گیا وہ ماؤل ہے ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

بل على ان كلمات الاستثناء هل وضعت لاحكام مخالفةٍ لما قبلها ثابتةٍ لما بعدها او لاخراج ما بعدها وجعله فى حكم المسكوت كما عند طائفة من الحنفية وحصر المفرغ فى الاتصال مبنى على ان الاستثناء حقيقة فى المتصل اتفاقاً ومجاز فى المنقطع على المختار اذ هو اظهر منه فى الاستعمال فلا يتبادر من نحو جاء فى القوم الا قبل ذكر المستثنى الا ارادة اخراج فلا يكون مشتركاً لفظياً لعدم الاحتياج الى القرينة ولا موضوعاً للقدر المشترك والا لتبادر هُوَ ومن ثمه لم يحمل اهل العربية عليه ما امكن المتصل ولو كان بتاويل فحملوا له على الف الا كرّا على قيمته لا على الانقطاع وان خلا عن التاويل ولا كابر ما انكروا وقوع المنقطع فى كلام البليغ مطلقا بل عند عدم امكان الاتصال ولذا اوجب اهل العربية تقدير عام مماثل فى المفرغ حملا على الاتصال

بلکہ اس امر پر مبنی ہے کہ کلمات استثناء کی وضع کس امر کے لئے ہے؟ کیا ان کی وضع ایسے احکام کے لئے ہے جو مخالف ہوں ما قبل حروف استثناء کے اور ثابت ہوں ان کے مابعد کے لئے۔ یا کہ واسطے اخراج مابعد حروف کے اور کرنے اس کے حکم مسکوت میں جیسا کہ حنفیہ میں سے ایک طائفہ کا مسلک ہے۔ استثناء مفرغ کا اتصال میں حصر کرنا اس امر پر مبنی ہے کہ استثناء کا حکم متصل میں حقیقت ہے اور منقطع میں مجاز ہے بنا بر مذہب مختار کے کیونکہ استعمال میں متصل منقطع سے زیادہ ظاہر ہے۔ پس جاء فی القوم الا سے قبل ذکر مستثنیٰ کے ارادہ اخراج کا ہی متبادر فی الذہن ہوتا ہے۔ پس نہ تو مشترک لفظی ہوا بسبب عدم احتیاج کے قرینہ کی طرف (کیونکہ مشترک لفظی میں استعمال خصوصی کے لئے قرینہ شرط ہے) اور نہ موضوع ہے قدر مشترک کے لئے بسبب نہ متبادر ہونے قدر مشترک کے۔ اسی لئے اہل عربیت جہاں تک اتصال کا امکان ہوسکے اگرچہ بتاویل ہو مستثنیٰ کو متصل ہی قرار دیتے ہیں نہ منقطع۔ پس مثلاً لہ علی الف الا کرا کی مثال میں جنس الف سے کُر کی قیمت مراد لیکر استثناء کو متصل قرار دینگے۔ نہ منقطع اگرچہ انقطاع تاویل سے خالی ہے۔ اور اکابر نے وقوع منقطع کے کلام بلیغ میں مطلقاً کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ وقت نہ امکان متصل کے۔ اسی لئے اہل عربیت نے استثناء مفرغ میں حملاً علی الاتصال تقدیر عام مماثل کی واجب کی ہے۔

Marfat.com

ونظرا الى لزوم وقوع الغلط[1] لو حمل على الانقطاع واعراب على حسب الابدال اذ لا يتصور ح الابدال الغلط فالمقدر فى قوله تعالى وما محمد الا رسول وان هذا الا ملك كريم وان هو الا وحى يوحى هو العام الشامل للمزعوم المخاطب لما قلنا وايضا لا يحصل التاكيد والحصر الابلغ الا بتقديره اى ما محمد صلى الله عليه وآله وسلم شيئاً من البرى عن الهلاك وغيره الا رسول وان هذا شئ من الجن والانس وغيرهما الا ملك كريم وما ينطق عن الهوى والكهانة والتنجم والترمل والتجفر الا وحى يوحى فالكل كلام قصرى يفيد انتفاء الطبيعة عن المواد باسرها وتحققها فى فرد واحد بخلاف ما اذا قدر المزعوم فقط اذ ح لا يحصل[2] المعنى المراد للمتكلم

اور نیز برتقدیر حمل علی الانقطاع اور اعراب علی حسب الابدال کے کلام بلیغ سبحانہ میں غلط کا لزوم آتا ہے۔ کیونکہ اس وقت بدل غلط ہی متصور ہو سکتی ہے۔ پس وجوہ مذکورہ کی بنا پر آیات مسطورہ بالا میں مقدر عام شامل ہے مزعوم مخاطب کو۔ اور نیز مزید تاکید اور حصر ابلغ بدون تقدیر عام شامل کے حاصل نہیں ہوتی۔ پس تقدیر اس طرح ہو گی۔ نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شے بری ہلاک وغیرہ سے مگر رسول۔ اور نہیں ہے یہ کوئی شئے جن وانس وغیرہما سے مگر ملک کریم۔ اور نہیں ہے یہ شئے نطق عن الھوی وکہانۃ وتنجم وترمل وغیرہ سے مگر وحی خدا کی جانب سے۔ پس یہ سب کلام قصری ہے مفید انتفاء طبیعت وصف کی سب مواد سے۔ اور تحقق اس کا ایک فرد میں۔ بخلاف اس کے کہ جب فقط مزعوم مخاطب مقدر کیا جائے۔ کیونکہ اس وقت بعض مواد مثل لا فتیٰ الا علی اور لا الٰہ الا اللہ میں معنی مراد متکلم کا حاصل نہیں ہوتا۔

---

[1] والغلط بالخاصۃ الشخصیۃ لکونہ نقصاً لا یتصور فیہ سبحانہ ۱۲ منہ (غلطی قطعاً سبحانہ سے سادر نہیں ہو سکتی)

[2] ای علی ما زعمہ نفر مس سرہ فتدبر ۱۲ منہ۔

فی بعض[1] المواد نحو لا فتیٰ الا علی ولا سیف الا ذوالفقار ولا اله الا الله والتاکد فی بعض اخر[2] نحو ما محمد الا رسول وایضا لا یسلم الکلام عن ایهام الغلط فیهما فتقدیر موجود وما یماثله لا یختص بالظرف وشبهه لما عرفت مرارا من ان معنی القصر ای قصر الصفة علی الموصوف لا یحصل بدونه ومعنی لا لنفی[3] لنفی الجنس ای لنفی صفة الجنس وجودا کان او غیره النفی الرابطی ای نفی شیء عن شیء والمعنی الحرفی فی الوجود اللحاظی نظیره الحقیقة الناعتیة فی الموجود العینی کما ان الاعراض وجودها فی انفسها هو وجودها لمحالها ولیس لها تقوم منفکة عنها کذلک المعنی الحرفی لیس له تحصل سوی المتعلق فقولهم لفظة من موضوعة لکل واحد من جزئیات الابتداء معناه المعبر عنه لکل واحد من جزئیات الابتداء فلا یرد ما اورد الحبر الالمعی عبد الرسول بقوله

اور بعض آخر مثل ما محمد الا رسول میں تاکد حاصل نہیں ہوتا۔ اور نیز ان مواد میں کلام ایہام غلط سے بچ نہیں سکتی۔ پس موجود اور اس کے مماثل کی تقدیر ظرف و مشبہ ظرف سے مختص نہیں ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ تجھے معلوم ہو چکا کہ معنی قصر صفۃ کا موصوف پر بدون تقدیر موجود کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور معنی لا کا جو نفی جنس کے لئے ہے" یعنی نفی صفت جنس کی وجود ہو یا غیر اس کا" نفی رابطی ہے یعنی نفی شئی کی دوسری شئی سے۔ اور معنی حرفی وجود لحاظی میں نظیر اس کی حقیقت ناعتیہ موجود عینی میں۔ جیسا کہ اعراض کا وجود نفسی وہی محلی وجود (قیام بالمحل) ہے اور ان اعراض کے لئے تقوم (قیام) محل سے علیحدہ نہیں ہے ایسا ہی معنی حرفی کے لئے سوائے متعلق کے تحصل (حصول ذاتی) نہیں ہے۔ پس علماء نحو کا قول" لفظۃ من موضوع ہے واسطے ہر ایک کے جزئیات ابتداء میں سے" معنی اسکا یہ ہے کہ جزئیات ابتداء میں سے ہر ایک کے لئے معبر عنہ ہے۔ پس وہ اعتراض کہ عالم روشن ضمیر عبد الرسول نے عارف جامی کے بحث حاصل میں اس قول پر وارد کیا کہ" لفظ ابتداء کا موضوع ہے معنی کلی کے لئے اور لفظ من کا واسطے ہر ایک کے اسکی جزئیات سے" وارد نہ ہوگا۔

---

[1] ای فی قصر الصفة علی الموصوف ۱۲ منہ [2] ای فی قصر الموصوف علی الصفة ۱۲ منہ [3] دفع للایرادات الخمسة الموردة علی الجامی فی ہذا المقام منہ

Marfat.com

ان اختلاف الملاحظة بالاستقلال وعدمه تابع لاختلاف الملحوظ لا ان استقلال المعنی الواحد وعدمه تابع للملاحظة علیٰ العارف الجامی حیث قال فی الحاصل ان لفظ الابتداء موضوع لمعنی کلی ولفظة من لکل واحد من جزئیاته ولا یرد ایضاً ان الکلی بالنسبة الی حصصه نوع حقیقی والمستقل وغیرہ نوعان فتدبر فانه من مزلة الاقدام وانما قلنا وجوداً کان اوغیرہ لان الوجود المحمولی ایجابا اوسلبا انما هو من الاوصاف الانتزاعیة وفی نحو لا قائم رجل ایضاً لنفی صفة الرجولیة فان المراد فی جانب المحمول هو الوصف العنوانی دون الافراد وفی جانب الموضوع بالعکس وبناءً علی ما قلنا من ان معناہ النفی الرابطی المتوقف تعقله علی تعقل الطرفین یکون دلالة النفی علی الموجود المقدر دلالة الالتزام ودلالة المقام لما عرفت من ان معنی الحصر لا یحصل بدون تقدیر موجود لا یمنعها لجواز التعدد

بیان اعتراض یہ ہے۔ کہ اختلاف ملاحظہ کا ساتھ استقلال و عدم استقلال کے اختلاف ملحوظ کے تابع ہوتا ہے۔ نہ اس طرح کہ معنی واحد کا استقلال و عدم استقلال تابع ہو ملاحظہ کے۔ اور نیز یہ اعتراض بھی وارد نہ ہو کہ کلی بہ نسبت اپنے حصص کے نوع حقیقی ہے اور مستقل و غیر مستقل دو نوع ہیں۔ پس خوب سوچ کرو۔ کہ اس مقام پر فہم کے قدم ڈگمگا جایا کرتے ہیں۔ اور ہم نے "وجودا کان اوغیرہ" اس لئے کہا کہ وجود محمولی ایجاباً ہو خواہ سلباً اوصاف انتزاعیہ میں سے ہے۔ اور لفظ لا مثل لا قائم رجل میں بھی نفی صفت رجولیت کے لیئے ہے۔ کیونکہ جانب محمول میں مراد وصف عنوانی ہوتی ہے نہ افراد۔ اور جانب موضوع میں ذات ہوتی ہے نہ وصف۔ اور جو کہ ہم نے کہا کہ معنی لا کا نفی رابطی ہے کہ موقوف ہے تعقل اس کا تعقل طرفین پر۔ اسی بنا پر دلالۃ نفی کی موجود مقدر پر دلالۃ التزام ہوگی۔ اور تجھے معلوم ہو چکا۔ کہ معنی حصر کا بدون تقدیر موجود کے حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا دلالت مقام کی اس دلالت نفی کو مانع نہیں ہے۔ بسبب جواز تعدد

Marfat.com

فی اللہ وال عما قیل ؎ وفی کل شئی لہ اٰیۃ ٭ تدل علی انہ واحد فظھران ما اوردہ مولانا علی الاکابر فی الوصل الثانی بوجوہ خمسۃ وکذا التغلیطات الخمسۃ علی الجامی قدس سرہ فی مبحث لا التی لنفی الجنس فاقط بل بعضھا بعد تحقیق النظر یرد علیہ قدس سرہ وما قال لیندفع الاشراکان معاً بنفی واحد ولا یمکن بغیر ھذہ العبارۃ فسخیف جدا فان معنی الکلمۃ الطیبۃ علی مزعوم قدس سرہ لا شئی من الاصنام غیر اللہ الا اللہ فمفادھا اما العینیۃ بین الاصنام من حیث ھی ھی و بین اللہ سبحانہ فیلغو التعبیر بالمشتق واما العینیۃ بین الاصنام من حیث ھی معبودۃ فلا یدفع الاشراک فی المعبودیۃ بل یحققہ فتامل وباعث بر تفرد از قوم وبرداشتن تکلف برائے تصحیح مراد نیست مگر غایۃ وثوق بتوحید وجودی وانہماک درو گویا مرتبہ عین الیقین میدارند وشک نیست

دوال کے۔ جیسا کہ کہا گیا کہ ؎ ہر شئے میں اس کی وحدانیت پر آیات دالہ ہیں۔ (تعدد دوال ثابت ہے) پس ظاہر ہوا کہ جو کہ مولانا نے فصل ثانی میں اکابر علماء پر پانچ وجہ سے اور جامی قدس سرہ پر بحث لا نفی جنس میں تغلیطات خمسہ وارد کیں۔ سب ساقط ہیں۔ بلکہ تدقیق نظر سے بعض ان کے خود مولانا پر وارد ہوتے ہیں۔ اور جو کہ مولانا نے کہا کہ "لیندفع الاشراکان معاً بنفی واحد آہ" پس نہایت ہی سخیف ہے۔ کیونکہ مولانا کے مزعوم میں کلمہ طیبہ کا معنی۔ "نہیں کوئی شئے اصنام میں سے سوائے اللہ کے مگر اللہ" پس اس کا مفاد یا تو عینیت ہوگی مابین اصنام من حیث الاصنامیت اور اللہ سبحانہ کے۔ پس تعبیر بالمشتق لغو ہوگی۔ اور یا اصنام من حیث المعبودیۃ اور اللہ سبحانہ میں۔ پس کلمہ طیبہ اشراک فی المعبودیۃ کو دفع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو ثابت کرتا ہے۔ خوب سوچ لو۔ مولانا کے قوم (اہل علم) سے تفرد اور اثبات توحید کے لئے تصحیح مراد کے لئے کلمۂ توحید سے تکلف اٹھانے کا اور کوئی باعث نہیں مگر غایت وثوق ان کا توحید وجودی میں اور اس میں انہماک۔ گویا عین الیقین کا درجہ رکھتے ہیں۔ مولانا کے صاحب مقام فنا ہونے میں کوئی شک نہیں

Marfat.com

دربودن حضرت مولانا صاحب فنا چنانچہ از خوارق اوشاں ہویدا است۔

تنبیہ۔ برآنچہ مولانا متفرد اند دراں از اصول و تفریعات تعیین مزعوم مخاطب و قول باشتراک لفظی و ارادہ اصنام از منکور و تعیین محذوف وجعل القصر قصر القلب و نبودن استغراق مطلقاً قرینہ امکان وارادہ ممکن از الٰہہ بقرینہ جمعیت وجمعیت را منافی وجوب فرضی انگاشتن وحمل نظائر کلمہ طیبہ بر اینچنیں معنے کہ اورا مراد متکلم داشتن بدیہی البطلان است واستشہاد بہ اعراب غیر در لا الٰہ غیرک بر صفت نبودن او وانتساب انکار وقوع منقطع در کلام بلیغ بسوئے اکابر و ایرادات خمسہ بر جامی علیہما الرحمۃ وفہم مراد از اجعل الآلہۃ الٰہًا واحدًا واز وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی واز سورہ اخلاص ولیس کمثلہ شئ و ہر جا کہ کلمۂ غیر[1] مضاف بسوئے اللہ جل جلالہ در کتاب مجید واقع شدہ۔

جیسا کہ ان کی خوارق (کرامات) سے ظاہر ہے۔ جن امور پہ اصول و تفریعات سے مولانا منفرد ہیں۔ یعنی تعیین[1] مزعوم مخاطب۔ قول باشتراک[2] لفظی۔ ارادۂ اصنام[3] کا منکور (الہ) سے۔ تعیین[4] محذوف کی۔ قصر[5] کو قصر القلب بنانا۔ استغراق[6] کا مطلقاً قرینۂ امکان ہونا۔ ارادہ[7] ممکن کا آلہہ سے بقرینہ جمعیت۔ جمعیت[8] کو وجوب فرضی کا منافی گمان کرنا۔ کلمہ[9] طیبہ کو ایسے معنے پہ حمل کرنا کہ جس کو مراد متکلم رکھنا بدیہی البطلان ہو۔ لا الہ غیرک میں غیر کے اعراب سے اس کے وصفی نہ ہونے پہ استشہاد[10]۔ انتساب[11] انکار وقوع منقطع کا کلام بلیغ میں طرف اکابر کے۔ ایرادات[12] خمسہ جامیؒ پہ۔ فہم مراد[13] آیۃ اجعل الالہۃ آہ اور وما ینطق عن الہوی اور سورۃ اخلاص۔ اور لیس کمثلہ شئ سے۔ اور ہر جا کہ کلمہ غیر مضاف بسوئے لفظ اللہ جل جلالہ کے کتاب مجید میں واقع ہوا ہو۔

---

[1] یعنی غیریت را محمول بر غیریت وہمیہ بناءً علی مراد الشارع من الکلمۃ الطیبۃ از منفردات مولانا است قدس سرہ ۱۲ منہ۔

وازانی انا اللہ وازہوالاول الخ وازحدیث لودلیتم آه وازسائر آیات و احادیث که در اثبات مدعی تمسک بآنہا گرفته اند وازتیغ لادرقتل غیرحق براند. وعدول از نصب بسوئے رفع در لوکان فیہما آلہۃ الخ وتعذر استثناء در آیۃ مذکوره برائے ذکر نقیض مطلوب وکلمہ توحید راعین مطلوب گفتن. ووجہ تلازم بین المقدم والتالی در براہین خمسہ وکلمہ فصل رامفید حصر مسند الیہ در مسند و بالعکس گفتن وایرادات براکابر در آنچہ در تحریر براہین گفته اند و بر شیخ اکبر و دیگر از ہمیں قبیل که بتامل دراصول و تفریعات معلوم مے شوند۔ لانضیع الوقت بذکرہا۔ مقصود از تحریر ایں سطور چونکہ فقط اظہار حق بود از کلمہ توحید نہ ابطال توحید وجودی که معتقد بہ اولیا واکمل است وآنقدر که گفته شد کافی است درآں فلنختم الرسالة بذکر ما افاد السلف[1] فی ہذا الباب۔

اور انی انا اللہ اور ہوالاول والآخر اور حدیث لودلیتم آہ اور سائر آیات و احادیث سے کہ جن سے اثبات مدعی پر تمسک کیا۔ (اپنی مراد پر) اور شعر "تیغ لابرقتل غیر حق براند" سے۔ عدول[۱۴] نصب سے طرف رفع کے۔ لوکان فیہما الہۃ الا اللہ میں۔ تعذر[۱۵] استثناء کا آیہ مذکورہ میں بہ سبب ذکر نقیض مطلوب کے۔ کلمہ[۱۶] توحید کو عین مطلوب کہنا۔ وجہ تلازم[۱۷] بین المقدم والتالی براہین خمسہ میں۔ کلمہ فصل[۱۸] (ہو) کو مفید حصر مسند الیہ کا مسند میں و بالعکس (مسند کا مسند الیہ میں) کہنا۔ تحریر براہین[۱۹] کی کلام میں علماء اکابر پر ایرادات۔ اور حضرت[۲۰] الشیخ الاکبر پر ایرادات۔ اور نیز اسی قسم کے امور جو کہ اصول اور تفریعات میں تامل سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے مفصلاً ذکر سے ہم اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتے۔ ان سطور کی تحریر کا باعث چونکہ فقط اظہار حق مقصود تھا کلمۂ توحید سے۔ نہ ابطال توحید وجودی جو کہ اولیاء اکمل کی معتقد بہ ہے۔ اور جتنا قدر کہ بیان کیا۔ اس اظہار حق میں کافی ہے۔ پس مناسب ہے کہ ہم اپنے اس رسالہ کو اس مضمون لطیفہ کے ذکر پر ختم کریں جو کہ سلف نے اس باب میں افادہ فرمایا۔ مؤلف (قدس سرہ) کی جانب سے ذاتی رائے کی مداخلت نہیں ہے بلکہ (جو کچھ مذکور ہوگا) بطریق نقل ہوگا۔ لفظاً ہو خواہ معنیً (یہاں پہ مضمون (لاالہ) کا ختم ہوتا ہے اب مضمون اثبات (الا اللہ) کا شروع ہے) (مترجم)

---

[1] اے من غیر مداخلۃ من المؤلف بل بطریق النقل لفظاً او معناً ۱۲ منہ۔

Marfat.com

وصل ۔ لفظ وجود بمعنی تحقق و حصول از معقولات ثانیہ است کہ عارض مے شود ماہیات را در تعقل و نیست محاذی اوامرے در خارج و گاہے مراد مے گیرند ازو حقیقتے کہ ہستی وے بذات خود است و فی الواقع غیر ازوے موجودے نیست و سائر موجودات مراتب ظہور وے اند و اطلاق ایں اسم بر حق سبحانہ بمعنی ثانی است نہ بمعنے اول۔ **وصل** (۲) معنی مذکور تعبیر است از حقیقتے کہ نیست معلوم برائے کسے و آں معنون نیست کلی و جزئی و نہ مطلق و نہ مقید و نہ واحد و نہ کثیر در حد ذات خود بلکہ معانی مذکورہ از لوازم مراتب و مدارج ظہور او است رفیع الدرجات مشیر است بایں معنے

م. وصل. لفظ وجود بمعنی تحقق و حصول از معقولات ثانیہ است کہ عارض مے شود ماہیات را در تعقل و نیست محاذے اوامرے در خارج۔ و گاہے مراد مے گیرند ازو حقیقتے کہ ہستی وے بذات خود است۔ و فی الواقع غیر ازوے موجود نیست۔ و سائر موجودات مراتب ظہور وے اند۔ و اطلاق ایں اسم بر حق سبحانہ بمعنی ثانی است نہ بمعنی اول۔ ت لفظ وجود بمعنی مصدری ثبوت و حصول معقولات ثانیہ میں سے ہے۔ جو کہ (معقولات اولیہ) ماہیات کو تعقل (ذہنی) میں عارض ہوتا ہے۔ اور (بوجہ مفہوم مصدری ہونے کے) اس کا محاذی (مصداق) خارج میں کوئی امر نہیں ہے۔ (ماہیت موجودہ لفظ وجود کا مفہوم نہیں ہے بلکہ معروضہ ہے) اور گاہے (اصطلاح اہل حق میں) وہ حقیقت (مصداق) مراد لیتے ہیں جس کی ہستی وجود بذات خود (قائم) ہے اور درحقیقت سوائے اس کے کوئی اور (حقیقتاً) موجود نہیں۔ باقی موجودات (تکوینیہ) اسی (وجود حقیقی) کے مراتب ظہور ہیں۔ اس اسم (وجود) کا اطلاق حق سبحانہ پر بمعنی ثانی ہے نہ بمعنی اول (مصدری)۔ وصل (۲) معنی مذکور تعبیر است از حقیقتے کہ نیست معلوم برائے کسے۔ و آں معنون نیست کلی و جزئی و نہ مطلق و مقید۔ و نہ واحد و نہ کثیر در حد ذات خود۔ بلکہ معانی مذکورہ از لوازم مراتب و مدارج ظہور او ست۔ رفیع الدرجات مشیر است بایں معنے۔ معنی مذکور (ذات بحت) اس حقیقت سے تعبیر ہے جو کہ (مخلوقات میں سے) کسی کے علم میں نہیں آ سکتی اور وہ (معنی ثانی کا معنون وجود بحت) اپنی حد ذات (اور حقیقت مطلقہ) میں نہ کلی ہے نہ جزئی اور نہ مطلق نہ مقید نہ واحد نہ کثیر۔ بلکہ معانی مذکورہ مراتب (تعینات) وجود کے لوازم اور اسکے ظہور تعینات کے مدارج ہیں۔ (قولہ تعالیٰ) رفیع الدرجات اسی معنی کی طرف مشیر ہے۔

لہ مطلق اطلاق سے مشتق اور متفرع ہے۔ قید پر۔ وہاں جب قید نہیں تو اطلاق بھی نہیں۔ حقیقت مطلقہ صفحہ ۱۲۲ پر دیکھو

Marfat.com

ودواسطہ نیست میان او و میان عدم فلا ضدلہ ولا مثل اذ ہما موجودان متماثلان بل ہو ظہر بصورۃ الضدین وفیہ الجمع بین النقیضین لیس کمثلہ شئ ؎ وقابل نیست برائے تجزی و انقسام لا خارجا و لا ذہنا لاتدرکہ الابصار فہو ازلی والا یلزم الاحتیاج وابدی والا لکان معروضا للعدم او یلزم الانقلاب۔

م ودواسطہ نیست میان او و عدم۔ فلا ضدلہ ولا مثل۔ اذ ہما موجودان متماثلان۔ بل ہو ظہر بصورۃ الضدین وفیہ الجمع بین النقیضین۔ لیس کمثلہ شئ۔ ت۔ اس وجود (حقیقی) اور عدم کے درمیان کوئی واسطہ (برزخ) نہیں ہے۔ پس اس کا نہ کوئی نقیض ہے نہ مماثل۔ اس لئے کہ وہ دونوں (ضد اور مثل) موجود متماثل ہوتے ہیں۔ بل اسکا ظہور بصورۃ ضدین واقع ہے۔ اور اس (ظہور کمال) میں جمع بین النقیضین ہے (فسبحان اللہ) لیس کمثلہ شئ (کوئی شئ اسکے مماثل نہیں ہے)۔

م۔ وقابل نیست برائے تجزی وانقسام۔ لا خارجاً ولا ذہناً۔ لاتدرکہ الابصار۔ ت وہ حقیقت مطلقہ تجزیہ و تقسیم کے قابل نہیں نہ ظاہراً اور نہ ذہن میں (کمیت وکیفیت سے مبرا ہے) وہ (موجود حقیقی) محسوس مبصر نہیں ہوسکتا۔ (اور ادراکات بصائر و ابصار سے وراء الورأ ہے)

م۔ فہو ازلیؔ والا یلزم الاحتیاج وابدیؔ والا لکان معروضاً للعدم او یلزم الانقلاب۔

ت۔ پس وہ (وجود حقیقی) ازلی ہے ورنہ (موجد کی طرف) احتیاج لازم آتا۔ اور ابدی ہے۔ ورنہ (بصورت فنا) عدم کا معروض ہوتا۔ یا (بصورت تغیر) انقلاب لازم آتا۔

حاشیہ صفحہ ۱۲۱ سے آگے :۔ یعنی اذہان کے تعلق سے آزاد۔ افہام و اوہام کی رسائی سے بالاتر (وراء الورأ) کلی کے مفہوم میں جزئی کا شمول ہے اور جزئی کے مفہوم میں کلیت کا احاطہ ہے۔ ذات حق جنسیت اور احاطہ و شمول سے وراء الورأ ہے۔ عدد میں فاعلؔ کا وزن درجہ پر دال ہوتا ہے جیسا کہ واحد دوسرے سے اول۔ ثانی دوسرے درجہ میں ثالث تیسرے درجہ میں علیٰ ہذا القیاس اعداد میں تعیین مدارج ہے۔ اس لحاظ سے واحد میں اثنینیت کا مفہوم ہے لہٰذا حقیقتؔ مطلقہ کی صفت نہ مطلق مقید۔ کلی جزئی واحد کثیر کے تعینات سے متعالی ہے۔ رفیعؔ صیغہ صفت مشبہ کا مضاف بسوئے معرف باللام یعنی سب مدارج ظہور و تعینات و قیودات سے بالاتر وراء الورأ یہ معنی ہے ۱۲ مترجم۔ ؎ ان فقروں کا مطلب مترجم کی سمجھ میں نہیں آیا۔ صرف لفظی ترجمہ کردیا ہے ۱۲ مترجم

ف۔ آیت لیس کمثلہ شئ میں جمع بین النقیضین ہے (کمثلہ میں کاف تشبیہ اور لفظ مثل سے مماثلت ظاہر ہوتی ہے اور کلمۂ لیس سے نفی مثل) ۱۲ مترجم

Marfat.com

وامتیاز او بذات خود واصل است برائے ہمہ تعینات اسمائیہ وصفائیہ ومظاہر علمیہ وعینیہ وبرائے او وحدتی است غیر مقابل للکثرت بلکہ اصل است برائے وحدت ومقابلۂ آں ووجود عالم کہ منبسط است برموجود عینی وذہنی ظل است از ظلال آن الم تر الی ربک کیف مد الظل ولوشآء لجعلہ ساکنا فھو الواجب سبحانہ ولا وجود الا الموجود ولاموجود الا الوجود ولا واجب الا الوجود ولا وجود الا الواجب۔

م۔ وامتیاز او بذات خود واصل است برائے ہمہ تعینات اسمائیہ وصفائیہ۔ ومظاہر علمیہ وعینیہ۔ ت۔ اس کا امتیاز (تعینات سے) بذات خود ہے اور وہ (امتیاز ذاتی) کل تعینات اسمائیہ وصفائیہ ومظاہر علمیہ وعینیہ کے لئے اصل ہے۔ م۔ وبرائے او وحدتے است غیر مقابل للکثرۃ بلکہ اصل است برائے وحدت ومقابلۂ آں۔ ت۔ اس ذات کے لئے وحدت حقیقی ثابت ہے جو کہ کثرت (متعینہ) کے مقابل نہیں ہے۔ بلکہ (وحدت حقیقی) (مرتبۂ) وحدت اور اس کے مدمقابل (کثرت متعینہ) کے لئے اصل ہے۔ م ووجود عالم کہ منبسط است برموجود عینی و ذہنی ظل است از ظلال آں الم تر الی ربک کیف مد ظل ولوشآء لجعلہ ساکناً۔

ت۔ اور عالم (کائنات) کا وجود جو کہ موجود خارجی و ذہنی پہ منبسط (مشتمل) ہے۔ اس کے ظلال (تعینات) میں سے ظل (ممدود) ہے۔ (قال تعالیٰ) کیا تو نے اپنے رب قدیر کی قدرت (تخلیقی) کا مشاہدہ نہیں کیا۔ کہ اُس نے ظل (اسماء) کو کس ہیئت میں ممدود (متعین) کیا (اور تعینات میں پھیلایا) اگر وہ چاہتا۔ تو اس ظل کو ساکن ہی رکھتا۔ (یا جب چاہے ساکن کردے) م فھو الواجب سبحانہ۔ ولا وجود الا الموجود ولا موجود الا الوجود و لا واجب الا الوجود ولا وجود الا الواجب۔

ت۔ پس (ان مسلمات سے ظاہر ہوا کہ) وہی سبحانہ تعالیٰ واجب ہے۔ اور وجود وموجود اور واجب ایک ہی ذات (کامل ازلی ابدی) سے تعبیر ہے۔ اور حقیقتاً اسی میں منحصر۔

لہ کیونکہ جو وحدت کثرت کے مقابل ہے۔ وہ وحدت عددی ہے اور وحدت حقیقی محدود نہیں ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فمعنی خلقکم ظهر بتعیناتکم و معنی اعدام موجودات تحول اوست از تعینات شہادیہ
بسوئے صور غیبیہ و تشکیک در مراتب تنزل و مدارج ظہور است نہ در نفس حقیقت کما ان
التفاوت بین افراد الانسان لیس فی نفس الانسانیۃ بل بحسب ظہورہ و خواصہ فلا یرد ان
المشکک لا یکون عین ماہیۃ افرادہ و حاصل مراتب جزئیہ ظہور را نہایتے نیست و مراتب کلیۃ او پنج اند
یعنی حقیقت وجود من حیث ہی کہ مسمی است بہ ہویۃ ساریۃ متعین است بہ تعین اول و ثانی و ہکذا

م معنی خلقکم ظہر بتعیناتکم۔ و معنی اعدام موجودات تحول اوست از تعینات شہادیہ
بسوئے صور غیبیہ۔ ت (جب یہ محقق ہوا کہ ذات واجب کے سوا کوئی وجود اور حقیقتاً موجود نہیں ہے۔
تو (قولہ تعالیٰ) خلقکم کا معنی (وجود حقیقی کی) صفات کا ظہور (تجلیات) بہ تعینات کونیہ ہے۔ اور اعدام
موجودات (فنا) کا مصداق اسی ظہور کا تعینات شہادیہ سے صور غیبیہ کی طرف رجوع کی شان ہے۔

م۔ و تشکیک در مراتب تنزل و مدارج ظہور است نہ در نفس حقیقت کما ان التفاوت بین افراد الانسان
لیس فی نفس الانسانیۃ بل بحسب ظہورہ و خواصہ۔ فلا یرد ان المشکک لا یکون عین ماہیۃ افرادہ۔
ت۔ اور تشکیک مراتب تنزل و مدارج ظہور میں ہے نہ نفس حقیقت میں۔ جیسا کہ افراد انسان کے مابین
نفس انسانیت میں تفاوت نہیں ہے۔ بلکہ تفاوت باعتبار ظہور و خواص ان کے ہے۔ پس یہ نہ وارد
ہو کہ (جب وجود کلی مشکک ہے تو) کلی مشکک اپنے افراد کی ماہیت کے عین نہیں ہوا کرتی۔

م۔ و حاصل۔ مراتب جزئیہ ظہور را نہایتے نیست۔ و مراتب کلیۃ او پنج اند۔ یعنی حقیقت وجود
من حیث ہی کہ مسمی است بہ ہویۃ ساریۃ متعین است بہ تعین اول و ثانی و ہکذا۔ ت ظہور
وجود کے مراتب جزئیہ تو بے نہایت ہیں اور مراتب کلیہ ظہور کے پانچ ہیں۔ یعنی حقیقت وجود من حیث
ہی کہ باسم ہویۃ ساریہ مسمی ہے۔ وہ متعین ہے بہ تعین اول و ثانی و ثالث و رابع و خامس کے۔

لہ حاصل اعتراض یہ ہے کہ وجود کلی ہے اور اس کا اطلاق اپنے افراد پر دو واجب ہے اولاد بالذات ہے اور ممکن پہ ثانیاً و
بالعرض) علی وجہ التشکیک ہے تو کلی مشکک ماہیۃ افراد کے عین نہیں ہوا کرتی۔ پس وجود عین واجب یا ممکن نہ ہوا۔
حاصل جواب یہ کہ تشکیک نفس حقیقت میں نہیں۔ بلکہ مراتب تنزل و مدارج ظہور میں ہے۔ ۱۲ مترجم لہ فان الہویۃ
المحضۃ ہو وراء الورا المعنون بذات بحت المعبر بہ ہو (ھ) ۱۲ مترجم

وآں عبارت است ازہماں وجود کہ ملحوظ است بحیثیۃ قابلیۃ فاذا اخذ بشرط لاشئ معہ فھی الاحدیۃ او بشرط شئ فھی الواحدیۃ لبطون و اولیت وازلیت از لوازم اعتبار اول است وظہور وآخریۃ وابدیۃ از اوصاف اعتبار ثانی پس تعین اول بہ نسبت ہویۃ صرفہ مرتبہ بشرط شئے و باضافت بسوئے احدیۃ و واحدیۃ لابشرط شئے ومرآو راست اسماء مختلفہ بحسب اعتبارات متعددہ حقیقت محمدیہ و مرتبہ جمع و احدیت جامعہ و حقیقۃ الحقائق و عماء و برزخ اکبر و مقام او ادنیٰ۔

م۔ وآں عبارت است ازہماں وجود کہ ملحوظ است بحیثیت قابلیت۔ فاذا اخذ بشرط لاشئ معہ فہی الاحدیۃ۔ او بشرط شئ فہی الواحدیۃ لبطون و اولیت وازلیت از لوازم اعتبار اول است وظہور وآخریۃ وابدیت از اوصاف اعتبار ثانی۔ پس تعین اول بہ نسبت ہویۃ صرفہ مرتبہ بشرط شئ و باضافت بسوئے احدیت و واحدیت لابشرط شئ۔ ت۔ اور وہ حقیقت اسی وجود سے عبارت ہے۔ کہ بحیثیت قابلیت ملحوظ ہے۔ پس وہ بلحاظ بشرط لاشئ معہ احدیت (صرفہ) اور باعتبار بشرط شئ واحدیت (الجامعۃ للکثرۃ والوحدۃ) ہے۔ بطون و اولیت وازلیت اعتبار اول (احدیت) کے لوازم میں سے ہیں۔ اور ظہور و آخریت وابدیت اعتبار ثانی (واحدیت) کے اوصاف سے۔ پس تعین اول بہ نسبت ہویۃ صرفہ مرتبہ بشرط شئ[۱] ہے۔ اور باضافت طرف احدیت و واحدیت کے لابشرط شئ۔ م۔ ومراو راست اسماء مختلفہ بحسب اعتبارات متعددہ۔ حقیقت محمدیہ۔ و مرتبہ جمع و احدیت جامع۔ و حقیقۃ الحقائق۔ و عماء۔ و برزخ اکبر۔ و مقام او ادنیٰ۔ ت۔ اور اس تعین اول کے لئے بحسب اعتبارات متعددہ کے اسماء مختلف ہیں۔ حقیقت[۱] محمدیہ۔ مرتبۂ[۲] جمع۔ احدیت[۳] جامعہ۔ حقیقۃ[۴] الحقائق۔ عماء[۵]۔ برزخ[۶] اکبر۔ مقام او ادنیٰ۔

---

[۱] یعنی بلحاظ تعین اسمائیہ کے۔ کیونکہ ہویت صرفہ میں تعین اسمائیہ کا لحاظ نہیں ہے۔ پس دونوں اعتبارات (بشرط شئ ولابشرط شئ) تعین اول سے متعین ہیں۔ نہ ہویۃ صرفہ سے۔ کہ وہ (ہویۃ صرفہ) ان اعتبارات سے بالاتر ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ مترجم۔

Marfat.com

وذات را از حیثیت استہلاک اسماء و صفات احد و باعتبار اسماء و صفات واحد مے گویند و تعین ثانی عبارت است از ظہور اشیاء بصفۃ تمیز علمی و ازیں حیثیت اورا عالم معانی وحضرت علم گفتہ مے شود و دریں مرتبہ دو حضرت ہستند حضرت الوہیۃ وحقائق اسماء و آں عبارت است ازہماں وجود متعین بہ تعینات متکثرہ و حضرت خلق و اعیان ثابتہ کہ عبارت است از صور ہماں اسماء کہ مفاض انداز جاعل بفیض اقدس چنانچہ موجودات عینیہ مفاض اند بفیض مقدس۔

م۔ وذات را از حیثیت استہلاک اسماء و صفات احد و باعتبار اسماء و صفات واحد مے گویند۔

ت۔ اور ذات کو بحیثیت استہلاک (قطع نظر) اسماء و صفات (بشرط لاشئ) کے احد۔ اور باعتبار لحاظ اسماء و صفات (بشرط شئ) کے واحد سے تعبیر کی جاتی ہے۔ م۔ وتعین ثانی عبارت است از ظہور اشیاء بصفت تمیز علمی۔ وازیں حیثیت اورا عالم معانی وحضرت علم گفتہ مے شود۔ و دریں مرتبہ دو حضرت اند۔ حضرت الوہیۃ و حقائق اسماء و آں عبارت است ازہماں وجود متعین بہ تعینات متکثرہ۔ وحضرت خلق و اعیان ثابتہ۔ و آں عبارت است از صور ہماں اسماء کہ مفاض اند از جاعل بفیض اقدس۔ چنانچہ موجودات عینیہ مفاض اند بفیض مقدس۔

ف۔ اور تعین ثانی اشیاء کا ظہور بصفت تمیز علمی سے عبارت ہے۔ اور اس حیثیت سے اس (حقیقت وجود) کو عالم معانی و حضرت علم کہا جاتا ہے۔ تعین کے اس مرتبہ میں دو حضرات ہیں۔ ایک تو حضرت الوہیت و حقائق اسماء کہ وہ اسی وجود سے عبارت ہے۔ جو کہ متعین ہے۔ بتعینات متکثرہ کے۔ دوسرا حضرت خلق و اعیان ثابتہ کہ انہی اسماء کی صور علمیہ سے عبارت ہے جو کہ جاعل سے بفیض اقدس مفاض ہیں۔ جیسا کہ موجودات عینیہ (خارجیہ) (جاعل سے) بفیض مقدس مفاض (فیض یافتہ) ہیں۔ م۔ تعین ثالث مرتبہ ارواح است۔ کہ اورا عالم غیب و عالم امر مے نامند۔ ت۔ تیسرا تعین مرتبۂ ارواح کا ہے۔ کہ اس کو عالم غیب (وملکوت) و عالم امر کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

تعین ثالث مرتبہ ارواح است کہ اورا عالم غیب وملکوت وعالم امرمے نامند۔ تعین رابع عالم برزخ است ومثال کہ ازحیثیت لطافت شبیہ است بعالم روحانی وازحیثیت مقدار بعالم جسمانی۔ پنجم مرتبہ عالم اجسام است وصوفیہ قائلین بانحصار وجود مطلق درحضرات خمسہ دوگروہ اند بعضے تعین ثانی را وراء تعین اول شمردہ مرتبہ انسان کامل را داخل عالم شہادت مے نمایند وبعضے ثانی واول را یکے دانستہ عالم شہادت را مرتبہ رابعہ وحقیقۃ جامعہ انسانیہ را خامسہ قرار مے دہند۔ حاصل آنکہ اشیاء عینیہ روحانیہ باشند یا برزخیہ یا شہادیہ اظلال وصور اند برائے اشیاء علمیہ لے اعیان ثابتہ۔

م۔ تعین رابع۔ عالم برزخ است ومثال۔ کہ ازحیثیت لطافت شبیہ است بعالم روحانی۔ وازحیثیت مقدار بعالم جسمانی۔ ت۔ چوتھا تعین عالم برزخ ومثال ہے۔ جوکہ بحیثیت لطافت عالم روحانی کے مشابہ ہے۔ اور مقدار (کم کیف) کی حیثیت سے عالم جسمانی کے مشابہ ہے

م۔ پنجم مرتبہ عالم اجسام است۔ ت۔ پانچواں مرتبہ تعین کا عالم اجسام ہے۔ م وصوفیہ قائلین بانحصار وجود مطلق درحضرات خمسہ دوگروہ اند۔ بعضے تعین ثانی را وراء تعین اول شمردہ انسان کامل را داخل عالم شہادت مے نمایند۔ وبعضے ثانی واول را یکے دانستہ عالم شہادت را مرتبہ رابع۔ وحقیقت جامع انسانیہ را مرتبہ خامسہ قرار مے دہند۔

ت۔ حضرات علماء صوفیہ جوکہ وجود مطلق کے حضرات خمسہ میں انحصار کے قائل ہیں پھر دوگروہ ہیں۔ بعضے تو تعین ثانی کو تعین اول سے علیحدہ اعتبار کرکے انسان کامل (ظہور انسانیت بمظہر کامل) کو مرتبہ شہادت میں داخل کرتے ہیں اور بعض تعین ثانی واول کو ایک ہی سمجھ کر عالم شہادت کو چوتھا مرتبہ اور حقیقت جامعہ انسانیہ کو پانچواں مرتبہ قرار دیتے ہیں۔

م۔ حاصل آنکہ اشیاء عینیہ روحانیہ یا برزخیہ یا شہادیہ اظلال وصور اند برائے اشیاء علمیہ لے اعیان ثابتہ ت۔ حاصل یہ کہ اشیاء عینیہ روحانیہ ہوں یا برزخیہ یا شہادیہ وہ اشیاء علمیہ یعنی اعیان ثابتہ کے اظلال وصور ہیں۔

Marfat.com

مصرع - ہماں نقش درون بیرون برآمد - علی طریق حصول الاشیاء بانفسہا
کما ہو عند اہل وحدۃ الوجود او باشباحہا کما ہو عند القائلین بوحدۃ الشہود - واعیان
ثابتہ صور و اظلال اند برائے اسماء چنانکہ اسماء مظاہر اند برائے ذات - بیت

ہمہ اسماء مظاہر ذات اند ٭ ہمہ اشیاء مظاہر اسماء

توضیحش آنکہ مراتب مذکورہ اعنے ذات من حیث ہے ذات باعتبار الاسماء والصفات
اشیاء معلومہ واشیاء عینیہ از ذات خود ت کہ خلیفۃ اللہ ہستی فہم کن -

---

مصرع - ہماں نقش درون بیرون برآمد ٭ علی طریق حصول الاشیاء بانفسہا کما
ہو عند اہل وحدۃ الوجود - اَو باشباحہا کما ہو عند القائلین بوحدۃ الشہود - ت

مصرع - وہی نقش باطن ہی ظاہر ہوا ہے ٭ وہ اندر کا قصہ ہی باہر ہوا ہے -

(ہاں البتہ) بطریق حصول الاشیاء بانفسہا (ظہور وجود) جیسا کہ اہل وحدت الوجود کا مشرب
ہے - یا (بطریق حصول الاشیاء) باشباحہا (وجود تمثیلی) جس کے قائل اہل وحدت الشہود
ہیں (ظہور تعینات ہوگا) م - واعیان ثابتہ صور و اظلال اند برائے اسماء چنانکہ اسماء
مظاہر اند برائے ذات - بیت :-

ہمہ اسماء مظاہر ذات اند ٭ ہمہ اشیاء مظاہر اسماء

ت - اور اعیان ثابتہ اسماء کے صور و اظلال ہیں - جیسا کہ اسماء الٰہیہ ذات حق کے مظاہر
ہیں - بیت - مظاہر ذات کے ہیں سارے اسماء ٭ اور اشیاء سب مظاہر جملہ اسماء

م توضیحش آنکہ - مراتب مذکورہ اعنی ذات من حیث ہی - ذات باعتبار الاسماء والصفات
اشیاء معلومہ واشیاء عینیہ - از ذات خود ت کہ خلیفۃ اللہ ہستی فہم کن -

ت - اس مفہوم بالا کی تشریح یہ ہے - کہ مراتب مذکورہ یعنی ذات من حیث
ہی - اور ذات باعتبار اسماء و صفات - اشیاء علمیہ (اعیان ثابتہ) واشیاء عینیہ
(موجودات خارجیہ) کو اے انسان خلیفۃ اللہ تو اپنی ذات سے تمثیلاً
فہم کر لے -

Marfat.com

یکے نفس ذات تو قطع نظر از صفات معبر عنہ بزید دوئم ذات مع اسماء و صفات ای مرید علیم قدیر سمیع بصیر و ہکذا مجاہد، کاتب، شاعر۔ سوئم اشیاء مصنوعہ تو کہ قبل از ایجاد حاضر اند در علم تو چہارم اشیاء مصنوعہ خارجیہ۔ ذات من حیث ہی و ذات مع اسماء و صفات را قوس وجوبی و اعیان ثابتہ اشیاء و عینیہ را قوس امکانی دان پس ہماں وجود نظر بہ بعض اعتبارات ای اطلاق واجب است و معبود و نظر بہ بعض آخر ممکن و عابد۔

دربیان عالم امر و عالم خلق

الا لہ الامر و الخلق عالم امر عبارت از اشیاء است کہ مقدار و کمیت را بدان راہ نباشد

م یکے نفس ذات تو قطع نظر از صفات معبر عنہ بزید۔ دوئم ذات مع اسماء و صفات۔ اے مرید علیم قدیر سمیع۔ بصیر و ہکذا مجاہد۔ کاتب۔ شاعر۔ سوئم اشیاء مصنوعہ تو کہ قبل از ایجاد حاضر اند در علم تو۔ چہارم اشیاء مصنوعہ خارجیہ۔ ت۔ ایک تو تیری نفس ذات معبر عنہ بہ زید مثلاً قطع نظر صفات عارضہ سے۔ دوئم ذات مع اسماء و صفات (حقتعالیٰ ہیں) مرید علیم۔ قدیر سمیع بصیر (اور انسان میں) مجاہد۔ کاتب۔ شاعر وغیرہ تیسرا تیری مصنوعہ اشیاء کہ ابھی عملی ایجاد سے قبل تیرے علم (ذہن) میں حاضر ہیں۔ چوتھا اشیاء مصنوعہ خارجیہ (جو کہ خارج کے ظرف میں ایجاد ہو چکی ہیں) م ذات من حیث ہی و ذات مع اسماء و صفات را قوس وجوبی۔ اعیان ثابتہ و اشیاء عینیہ را قوس امکانی دان۔ پس ہماں وجود نظر بہ بعض اعتبارات ای اطلاق واجب است و معبود۔ و نظر بہ بعض آخر ممکن و عابد۔ ت۔ ذات من حیث ہی اور ذات مع اسماء و صفات کو قوس وجوبی۔ اور اعیان ثابتہ و اشیاء عینیہ کو قوس امکانی سمجھو۔ پس وہی وجود بعض اعتبارات کی نظر سے یعنی بلحاظ اطلاق کے واجب ہے اور معبود اور نظر بہ بعض آخر (تعینات و تنزلات کے) ممکن اور عابد ہے۔ م۔ ف دربیان عالم امر و عالم خلق۔ الا لہ الخلق والامر۔ عالم امر عبارت از اشیاء است کہ مقدار و کمیت را بدان راہ نباشد۔ ف۔ ف عالم امر و عالم خلق کا بیان۔ عالم امر ان اشیاء سے عبارت ہے کہ جن کی طرف مقدار و کمیت کی رسائی نہ ہو۔

Marfat.com

وعالم خلق بخلاف آن و روح را از عالم امر گفتن بہمیں معنے است والا بمعنے مخلوق او نیز داخل عالم خلق است حق تعالیٰ انسان را جامع بین الامر والخلق آفریدہ است۔ قلب و روح و سر و خفی و اخفی این پنج از عالم امر و نفس و خاک و باد و آب و آتش از عالم خلق این اجزاء عشرہ را بلطائف عشرہ مے نامند لہٰذا انسان بعالم صغیر موسوم گشت۔ چنانچہ عرش و مافوق بعالم کبیر اصول لطائف عشرہ فوق العرش اند وتجلی حق بر آں اصول در عالم امر مے افتد و عکوس و ظلال آن اصول بر لطائف عالم خلق مے افتند مثل شعاع آفتاب بر زمین۔ لطائف خمسہ عالم امر ظلال اسماء الٰہی اند۔

م۔ وعالم خلق بخلاف آن۔ و روح را از عالم امر گفتن از ہمیں معنی است والا بمعنی مخلوق او نیز داخل عالم خلق است۔ ت۔ اور عالم خلق مقدار و کمیت میں داخل ہے۔ اسی معنی کی بناء پر روح کو عالم امر میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ بمعنی مخلوقیت وہ عالم خلق میں داخل ہے۔ م۔ حق تعالےٰ انسان را جامع بین الخلق والامر آفریدہ است۔ قلب و روح و سر و خفی و اخفی این پنج از عالم امر و نفس و خاک و آب و باد و آتش از عالم خلق۔ این اجزاء عشرہ را بلطائف عشرہ مے نامند لہٰذا انسان بعالم صغیر موسوم گشت۔ چنانچہ عرش و ما فوق بعالم کبیر۔ ت۔ حق تعالےٰ نے انسان کو جامع بین الخلق والامر پیدا کیا ہے۔ قلب و روح و سر و خفی و اخفی یہ پانچ اشیاء عالم امر سے۔ اور نفس و خاک و باد و آب و آتش عالم خلق سے ہیں۔ ان دس اجزاء کو (غیر محسوس) لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ اسی لئے انسان باسم عالم صغیر (اشیاء محسوسہ) موسوم ہوا۔ جیسا کہ عرش و ما فوق العرش عالم کبیر ہے۔ م۔ اصول لطائف عشرہ فوق العرش اند۔ و تجلی حق بر آں اصول در عالم امر مے افتد و عکوس و ظلال آں اصول بر لطائف عالم خلق مے افتند۔ مثل شعاع آفتاب بر زمین۔ ت۔ لطائف عشرہ کے اصول عرش کے اوپر (عالم کبیر میں) ہیں۔ اور تجلائے حق ان اصول عالم کبیر پر عالم امر میں پڑتی ہے۔ اور ان اصول متجلی کے عکوس و ظلال (فیضان) عالم خلق کے لطائف پر وارد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورج کا شعاع زمین پر فیضان ہوتا ہے۔ م۔ اصل لطائف خمسہ عالم امر ظلال اسماء الٰہی اند۔ ت۔ لطائف خمسہ عالم امر کے اصول اسماء الٰہی کے ظلال ہیں۔

Marfat.com

کہ تعبیر ازاں بولایت صغری مے کنند و اصل لطائف خمسہ خلق انوار ظلال اسماء اند۔
لہٰذا اصل لطائف امر اصل لطائف خلق شدند بدانکہ آدمی راسہ روح است۔
نباتی وحیوانی وانسانی کہ عبارت از نفس ناطقہ است و علاقہ او با جسم وراء خروج و
دخول واتصال و انفصال است۔ اہل تحقیق دربیان کیفیت روح دو فرقہ اند گروہے
برآنند کہ روح دراصل یکے است کہ آں را روح کل مے خوانند۔ گاہے ازآں تعبیر
بحقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے کنند وگاہے عقل اول وتعین اول وقلم
اعلیٰ مے گویند وطریق صدور ارواح جزئیہ ازآں ایں چنیں است کہ ہرگاہ جسم انسانی تسویہ یافت

کہ تعبیر ازاں بولایت صغری مے کنند۔ و اصل لطائف خمسہ عالم خلق انوار ظلال اسماء اند۔ لہٰذا اصل
لطائف امر اصل لطائف خلق شدند۔ ت۔ کہ ان کو ولایت صغری سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور
لطائف خمسہ عالم خلق کے اصول ان اسماء الٰہی کے ظلال کے انوار ہیں۔ (ظلال اسماء عالم امر
کے اصول ہیں۔ اور انوار ظلال اسماء عالم خلق کے اصول ہیں) اسی لئے لطائف خلق کے اصول
بھی لطائف امر ہی کے اصول ہیں۔ (صرف ظل اور انوار ظل کا فرق لطیف ہے۔ م۔ بدانکہ
آدمی راسہ روح است۔ نباتی وحیوانی وانسانی کہ عبارت از نفس ناطقہ است۔ وعلاقہ او
با جسم وراء خروج و دخول و اتصال و انفصال است۔ ت۔ واضح ہو کہ آدمی کے تین روح ہیں۔
اول نباتی۔ (پیدائش و نشو ونما کا) دوسرا حیوانی (خورد ونوش و تناسل وغیرہ معاون ذرائع حیات)
تیسرا انسانی جو کہ نفس ناطقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے (معاون اظہار ما فی الضمیر و تعلیم و تعلم و ذریعہ ادراکات
وجذبات و احساسات و حصول کمالات ارتقاء انسانی) اور اس کا تعلق جسم کے ساتھ خروج و
دخول و اتصال و انفصال سے علاوہ ہے۔ م۔ اہل تحقیق دربیان کیفیت روح دو فرقہ اند گروہے
برآنند کہ روح دراصل یکے است کہ آں را روح کل مے خوانند۔ وگاہے ازاں تعبیر بحقیقت
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے کنند۔ وگاہے عقل اول وتعین اول وقلم اعلیٰ مے گویند۔
ت۔ اور اہل تحقیق روح کی کیفیت بیان کرنے میں دو فرقہ ہیں۔ ایک فرقہ کا یہ مسلک ہے کہ روح
دراصل ایک ہی ہے۔ جس کو روح کل کہا جاتا ہے اور کبھی اس سے تعبیر بحقیقت محمدیہ کرتے ہیں۔ اور کبھی عقل اول

Marfat.com

عکس روح کل برایں جسم افتاد بواسطۂ آں آثار حیات در بدن پیدا مے شود چنانچہ جسم صیقلی بمقابلہ آفتاب روشن مے باشد و تقابل چونکہ شرط انعکاس است پس موت عبارت از رفع آں تقابل خواہد بود والیہ اشار المولوی المعنوی قدس سرہٗ

مفترق شد آفتاب جانہا ‏ ‏ در درون روزن ابدانہا
چوں نظر در قرص داری خود یکی است ‏ ‏ آنکہ شد محجوب ابدان در شکی است
تفرقہ در روح حیوانی بود ‏ ‏ نفس واحد روح انسانی بود

و تعین اول (جسے ہم اعلیٰ کہا کرتے ہیں) ہم دطریق صدور ارواح جزئیہ از آں ایں چنیں است کہ
ہرگاہ جسم انسانی تسویہ یافت۔ عکس روح کل بر ایں جسم افتاد۔ بواسطۂ آں آثار حیات در بدن پیدا میشود۔
چنانچہ جسم صیقلی بمقابلہ آفتاب روشن می باشد۔ و تقابل چونکہ شرط انعکاس است۔ پس
موت عبارت از رفع آں تقابل خواہد بود۔ والیہ اشار المولوی المعنوی قدس سرہٗ
مفترق شد آفتاب جانہا ٭ اندرون روزن ابدانہا ٭ چوں نظر در قرص داری خود یکی است ٭ آنکہ شد محجوب ابدان در شکی است
تفرقہ در روح حیوانی بود ٭ نفس واحد روح انسانی بود ٭۔ اور ارواح جزئیہ کا صدور اس سے بدیں طور

ہے کہ جب جسم انسانی تیار ہوا۔ تو (روح کل ظہور میں) روح کل کا عکس اس جسم پر واقع ہونے پر اس کے واسطے سے بدن میں زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں (از قسم حرکت و نشوونما و تدبیر بدن و استعداد) جس طرح کہ جسم صیقل شدہ آفتاب کے تقابل سے چمکتا ہے اور چونکہ انعکاس کے لیے تقابل شرط ہے۔ پس اس تقابل کا رفع موت سے تعبیر ہوگی۔ (روح کل کے فیضان انعکاس نہ ہونے سے نفس حیوانی تدبیر بدن کی استعداد سے محروم ہو کر خارج ہو جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔ مولوی معنوی قدس سرہٗ نے اسی معنیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے (فرماتے ہیں) جانوں (ارواح جزئیہ) کا آفتاب (حقیقت محمدی یا روح کل) اجسام کے روشندانوں میں منعکس ہو کر متفرق ہوگیا (تو بظاہر کثرت ارواح کا منظر جلوہ گر ہوتا ہے مگر در حقیقت) قرص آفتاب کی طرف نظر ہے (لیکن) ابدان متفرقہ کے (دریچوں میں کثرت انعکاس) دیکھنے کا محجوب (تفرقہ سے کثرت کے) شک میں ہے (درخت پر سورج کے انعکاس سے درخت کے سایہ میں دھوپ کی ٹکڑیاں متفرق نظر آتی ہیں سورج کی وحدت منقسم نہیں ہوتی)

Marfat.com

گفت حق رَش علیہم نُورہ — مفترق ہرگز نہ گردد نُورِ او
روح انسانی کہ نفس واحد است — روح حیوانی سفالِ جامد است
عقل جز از رمزِ ایں آگاہ نیست — واقفِ ایں سر بجز اللہ نیست

وفرقہ برآنند کہ ہر یکے از ارواحِ جزئیہ بغیر انعکاس لطافت ذاتیہ مے دارند۔
بدان کہ محققانِ کامل کہ کشف ایشان مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است برانند۔

م گفت حق[1] رَش علیہم نورہ ؛ مفترق ہرگز نہ گردد نُورِ او ؛ روح انسانی کہ نفس[2] واحد است ؛ روحِ حیوانی سفالِ جامد است عقل جز از رمزِ ایں آگاہ نیست ؛ واقف ایں سر بجز اللہ نیست ۔ ت ۔ (اگر تفرقہ تو روح حیوانی میں ہوتا ہے کہ حیوانات کے افعال و اطوار میں یکسانیت نہیں ہے۔ چھوٹے قسم کے حیوانات سے لے کر بڑے قسم کے حیوانات تک مشاہدہ کر لو۔ ہر ایک قسم کے اوضاع و اطوار و افعال جدا جدا ہیں) روح انسانی نفس واحد ہے (عادات کے اختلاف پر بھی اوضاع و اطوار میں یکسانیت ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالیٰ نے ان پر اپنا نور[3] چھڑکا (فیضان انعکاس فرمایا) تو حق کا نور ہرگز منفرق (پراگندہ) نہیں ہو سکتا ہے۔ انسانی روح مثل نفس واحد کے ہے اور حیوانی روح سفال جامد (بلا استعداد ادراک و بغیر مکلف کہ اس پر فیضان نور حق نہیں ہے) جزوی عقل اس رمز سے واقف نہیں ہے اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی اس راز کا واقف نہیں ہے۔ (قال اللہ تعالیٰ۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً)

م ۔ وفرقہ برانند کہ ہر یکے از ارواح جزئیہ بغیر انعکاس لطافت ذاتیہ میدارند ۔ بداں کہ محققان کامل کہ کشف ایشان مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است برانند ۔ ت ۔ اور ایک فرقہ کا یہ مشرب ہے کہ ہر ایک ارواح جزئیہ میں سے بغیر (امداد) انعکاس کے (مستقل طور پر) لطافت ذاتیہ رکھتے ہیں ۔ واضح ہو کہ محققین کامل جنکا علمی

---

[1] مثنوی کے ایک نسخہ میں لفظ چونکہ حق واقع ہے۔ اس بناء پر مطلب ظاہر ہے ۔ اور ایک نسخہ میں گفت۔ حق رش آہ واقع ہے اس بناء پر فاعل گفت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں ۔ حق مبتدا رش علیہم جملہ خبر واقع ہوگی۔ اور یہ اشارہ ہے ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ فرش علیھم من نورہ ۔ الحدیث کی طرف ۔۱۲ مترجم ۔ [2] کنفس واحدہ اشارہ ہے ۔ آیت ھوالذی انشأکم من نفس واحدۃ کی طرف ۱۲ مترجم ۔ [3] اس نور کے فیضان انعکاس سے انسان میں علم و ادراک و خلافت کی استعداد کا افاضہ ہے ۱۲ مترجم ۔

Marfat.com

که روح را دو بدن است۔ عنصری و مثالی در نشاء دنیا ببدن عنصری تعلق دارد و بعد فنائ این بدن بآن مثالی لطیف و در حشر باز ببدن عنصری تعلق خواہد گرفت و ہمہ را معلوم است۔ کہ بدن عنصری در خواب معطل مے شود و آن بدن دیگر است کہ در خواب دیدہ مے شود۔ دریں حالت روح تدبیر ہر دو بدن میکند و اما بدن عنصری فاسد شود و روح در عالم مثال سیر میکند عجائب عالم ملکوت را روح کمل اولیاء در حیات انسلاخ ازین بدن عنصری میتواند کرد کہ آن را انتزاع و انخلاع میخوانند و این موت اختیاری است کہ بریاضت حاصل میشود۔

کشف صحیح مشکوٰۃ نبوت سے حاصل ہے۔ اس مسلک پر ہیں۔ م۔ کہ روح را دو بدن است۔ عنصری و مثالی۔ در نشاء دنیا ببدن عنصری تعلق دارد۔ و بعد فنا این بدن بآں مثالی لطیف۔ و در حشر باز ببدن عنصری تعلق خواہد گرفت۔ و ہمہ را معلوم است کہ بدن عنصری در خواب معطل میشود۔ و آں بدن دیگر است کہ در خواب دیدہ میشود۔ و دریں حالت روح تدبیر ہر دو بدن میکند۔ و الا بدن عنصری فاسد شود۔

ت۔ کہ روح کا تعلق دو بدنوں سے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ عنصری بدن (محسوس جسم) ہے اور دوسرا بدن مثالی (برزخی) دنیاوی نمود و بود میں عنصری محسوس بدن سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس بدن عنصری (یہ موت کے واقع ہونے) سے فاسد (ناقابل انعکاس) ہونے کے بعد اس بدن مثالی لطیف (برزخی) سے متعلق ہوتا ہے اور حشر میں پھر اسی عنصری بدن (بعد نشاء ثانیہ) متعلق ہوگا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ نیند کی حالت میں عنصری بدن معطل رہتا ہے۔ اور جو بدن خواب میں نظر آیا کرتا ہے۔ وہ دوسرا مثالی بدن ہے۔ اور اس نیند کی حالت میں روح ہر دو بدن (مثالی و عنصری) کی تدبیر کرتا ہے۔ ورنہ بدن عنصری (تعلق محض سے) فاسد ہو جائے

م۔ روح در عالم مثال سیر میکند عجائب ملکوت را۔ ت۔ عالم مثال میں روح کو عجائبات ملکوت کی سیر حاصل ہوتی ہے۔ م۔ روح کمل اولیاء در حیات انسلاخ ازین بدن عنصری مے تواند کرد۔ کہ آنرا انتزاع و انخلاع مے خوانند۔ و این موت اختیاری است کہ بریاضت حاصل مے شود۔ ت۔ اولیاء کاملین کی روح حیات دنیا میں اس بدن عنصری سے بہ اختیار خود جدا ہو سکتی ہے۔ اس حالت کو اصطلاح تصوف میں انتزاع و انخلاع بھی کہتے ہیں۔ اور یہ انسلاخ از قسم موت اختیاری ہے۔ جو کہ ریاضات سے حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

واختلاف است درینکہ آفرینش ارواح قبل از تخلیق اجسام است یا بعد آن گروہے بسوئے اول رفتہ اند دلیل شان قولہ تعالےٰ هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین الخ وگروہے بجانب ثانی میلے دارند دلیل او شان قولہ تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربكم قالوا بلی الخ وقولہ علیہ السلام عن عمرو بن عیینة مرفوعا ان الله خلق ارواح العباد قبل العباد بالفی عام فما تعارف منها ائتلف وما تناکر اختلف وہمیں طرف رفتہ اند اہل کشف وشہود مولوی معنوی قدس سرہ میفرمایند

م۔ واختلاف است دریں کہ آفرینش ارواح بعد از تخلیق اجسام است یا قبل آں۔ گروہے بسوئے اول رفتہ اند۔ دلیل شان قولہ تعالیٰ هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین۔ وگروہے بجانب ثانی میلے دارند دلیل او شان قولہ تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربكم قالوا بلی آہ وقولہ علیہ السلام عن عمرو ابن عیینة مرفوعا ان الله خلق ارواح العباد قبل العباد بالفی عام فما تعارف منها ائتلف وما تناکر اختلف وہمیں طرف رفتہ اند اہل کشف وشہود۔ مولوی معنوی قدس سرہ میفرمایند۔

ف۔ اس امر میں اختلاف ہے۔ کہ ارواح کی آفرینش اجسام کی تخلیق سے بعد ہے یا اس سے پہلے ایک فرقہ تکوین ارواح کا بعد از تخلیق اجسام کے قائل ہے۔ ان کی دلیل قول باری تعالےٰ هل اتی علی الانسان الایہ اور ولقد خلقنا الانسان الایہ اور ایک گروہ کا میلان ورجحان دوسرے مسلک کی طرف ہے۔ ان کی دلیل قول باری تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم الایہ اور حدیث مرفوع کہ اللہ تعالےٰ نے ارواح عباد کو دو ہزار سال عباد سے پہلے پیدا کیا۔ پھر (دنیا میں آکر) جن کا باہمی سابقہ تعارف ہوتا ہے۔ وہ آپس میں الفت کرتے ہیں اور بصورت تناکر (عدم تعارف سابقہ) ایک دوسرے سے بیگانہ رہتے ہیں۔ اہل کشف وشہود کا یہی مسلک ہے۔ مولوی معنوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

طوطی کاید ز وحی آواز او | پیش ز آغاز وجود آغاز او
اندرون تست آں طوطی نہاں | عکس او تو دیدۂ براین و آں
میبرد شادیت را تو شاد ازو | مے پذیری ظلم را تو داد ازو
ایکہ جاں را بہر تن تو سوختی | سوختی جاں را و تن افروختی

باید دانست کہ نزد اہل تحقیق روح و نفس و قلب متحد بالذات اند و متفاوت بالاعتبار و الیہ اشار المولوی المعنوی قدس سرہٗ۔ مثنوی

ایں تفاوت عقلہا را نیکداں | در مراتب از زمیں تا آسماں
ہست عقلے ہمچو قرص آفتاب | ہست عقلے کمتر از ذرہ شہاب
ہست عقلے چوں چراغ سرخوشی | ہست عقلے چوں ستارہ آتشی
اے خنک آنکس کہ عقلش نر بود | نفس زشتش مادہ و مضطر بود
وائے آں عقلے کہ او مادہ بود | نفس زشتش نر و آمادہ بود

وہ طوطی جس کی آواز وحی سے آتی ہے۔ اس کا آغاز وجود (تن) کے آغاز سے پہلے ہے۔ وہ طوطی تیرے اندر میں پوشیدہ ہے۔ اس کا عکس تو نے نیز و عمر جزئیات پہ دیکھا ہے وہ تیری شادی کو لے جا رہا ہے اور تو اس سے خوش ہے۔ ظلم کو تو اس سے انصاف جانتا ہے۔ تو نے جان کو تن کے لئے جلایا اور جان کو جلا کر تن کو چمکایا۔ جاننا چاہیئے۔ کہ اہل تحقیق کے نزدیک روح نفس و قلب فی ذاتہ تو ایک ہی چیز ہیں۔ لیکن اعتبار و تعبیرات میں جدا جدا ہیں۔ مولوی معنوی قدس سرہٗ نے اسی معنی کی طرف مثنوی میں اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس امر کو خوب سمجھ لو۔ کہ عقول انسانی کے مراتب و مدارج میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بعض عقول تو قرص آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ اور بعض ذرہ شہاب سے بھی کمتر۔ بعض عقول چراغ کی طرح ٹمٹماتے ہیں اور بعض آگ کے شراروں کی طرح چمکتے ہیں۔ خوش نصیب وہ شخص ہے۔ جس کا عقل مذکر (غالب) ہو اور نفس بصورت مادہ اور عاجز ہو۔ بدنصیب وہ شخص کہ جسکا عقل مادہ (مغلوب) اور نفس بصورت مذکر اور آمادہ (تیار) ہو۔

Marfat.com

لاجرم مغلوب باشد عقل او — جز سوئے خسراں نباشد نقل او
عقل دو عقل است اول مکسبی — کہ در آموزی بحرف مکتبی
از کتاب و اوستاد و ذکر و فکر — از معانی وز علوم زبد و بکر
عقل تو افزوں شود از دیگراں — لیک تو باشی ز حفظ او گراں
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت — لوح محفوظ است کو زاں درگذشت
عقل دیگر بخشش یزداں بود — چشمۂ آں درمیان جاں بود
چوں ز سینہ آب دانش جوش کرد — نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
گر رہ نبعش شود بستہ چہ غم — کو ہمے جوشد ز خانہ دمبدم
عقل تحصیلی مثال جوہا — کاں رود در خانہ ہا از کوہہا
راہ آبش بستہ شد شد بے نوا — تشنہ ماند و زار با صد ابتلاء
اندرون خویشتن جو چشمہ را — تا رہی از منت ہر ناسزا

خواہ مخواہ اسکا عقل مغلوب ہوگا۔ اور شومئی نفس اسکو خسران کی طرف دھکیلیگی۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ عقل دو قسم ہے۔ ایک قسم عقل کسبی جو کہ مدارس میں بذریعہ تعلیم حاصل ہوتا ہے۔ کتابوں کے مطالعہ اور استاد کی امداد اور ہمدرسوں کے ساتھ بحث و تکرار سے عمدہ و لطیف معانی اور علوم نادرہ کی تحصیل سے اخذ کیا جاتا ہے۔ ایسے طور پر اکتساب میں تیرا عقل دوسروں سے تو بڑھ جائیگا۔ لیکن تو اسکے حفظ و یادداشت میں گراں بار ہوگا۔ اسکے دور و گشت (تکرار و انضباط) میں تو لوح حافظ ہوگا۔ لوح محفوظ وہ ہے جو کہ ان جھمیلوں سے بالاتر ہے۔ عقل کی دوسری قسم عطائے ربانی ہے جسکا چشمہ جان کے اندر ہے جب (صاحب علم لدنی) کے سینہ سے اسکے عقل نے پانی کیطرح جوش مارا تو وہ پانی نہ خراب ہوتا ہے نہ پرانا نہ زرد۔ اسکی راہ منبع (پہاڑی چشمہ) اگر بند بھی ہو جائے تو غم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ گھر (سینۂ عارف) سے دمبدم جوش مارتا ہے عقل تحصیلی (کسبی) مثل نہر کے ہے جو کہ پہاڑوں سے اتر کر اسکا پانی گھروں میں آتا ہے۔ اگر اسکے پانی کی راہ (پہاڑی چشمہ) بند ہو جائے تو لوگ بے سروسامان ہو جاتے ہیں اور پیاسے و لاچار اور سینکڑوں ابتلاؤں آزمائش (حصول آب کیلئے باہمی نزاع وغیرہ) میں پڑ جاتے ہیں۔ اے عاقل! اپنے اندر کے چشمۂ ودیعت ربانی کی تلاش میں جد و جہد کر تاکہ ہر نا اہل و ناکس کی ...

Marfat.com

وصل ۔ او سبحانہ و تعالیٰ وجود را بر سہ عالم منقسم فرمودہ و منشاء تقسیم تو ہستی چوں از میان برخیزی پس وجود واحد است عالم دنیا و برزخ و آخرت یعنی ملک و ملکوت و جبروت جسم از عالم ملک و نفس از عالم ملکوت و روح از عالم جبروت پس انسان را از مجموع عوالم ثلثہ آفرید در عالم دنیا حکم بر ظاہرش ہست و نفس و روح مخفی و روح باقی است بقدر عمر شخص بعدہ ازیں عالم او را نقل کنند بعالم برزخ تا روز حشر بعد قیامت ہمہ ارواح را از عالم برزخ بطرف عالم آخرت نقل خواہند نمود فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر

م ۔ وصل ۔ او سبحانہ و تعالیٰ وجود را بر سہ عالم منقسم فرمودہ ۔ و منشاء تقسیم تو ہستی ۔ چوں از میان برخیزی ۔ پس وجود واحد است ۔ عالم دنیا و برزخ و آخرت ۔ یعنی ملک و ملکوت و جبروت جسم از عالم ملک و نفس از عالم ملکوت و روح از عالم جبروت ۔ پس انسان را از مجموع عوالم ثلثہ آفرید ۔ ت ۔ اوسبحانہ و تعالیٰ شانہ نے وجود (ظلی) کو تین قسموں پر منقسم فرمایا ہے اور (ہاں اے تعین) منشاء تقسیم تیری ہستی (تعین) ہے جب تو (اے مخاطب) اپنی ہستی (تعین سے قطع نظر کر کے خودی موہومہ) کو درمیان سے اٹھا دے[1] ۔ تو (حقیقتاً) وجود صرف ایک ہی ہے (والملک لمن غلب) وہ تین قسم یہ ہیں ۔ ایک تو عالم دنیا یعنی عالم ملک دار اسباب و ابتلاء دوسرا برزخ یعنی عالم ملکوت و مثالی تیسرا آخرت یعنی عالم جبروت و سلب اختیارات مجازی ۔ جسم عالم ملک (مادی اسباب) سے ہے ۔ اور نفس عالم ملکوت و مثال سے ہے اور روح عالم جبروت (عالم امر) پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجموعہ تین عوالم سے پیدا کیا ۔ م ۔ در عالم دنیا حکم بر ظاہرش ہست و نفس و روح مخفی ۔ و روح باقی است بقدر عمر شخص بعدہٗ ازیں عالم او را نقل کنند بعالم برزخ تا روز حشر ۔ بعد قیامت ہمہ ارواح را از عالم برزخ بطرف عالم آخرت نقل خواہند نمود ۔ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر ۔ ت ۔ عالم دنیا (متعلق بالاسباب) میں انسان کے ظاہر (جسم مادی) پر حکم ہوتا ہے نفس و روح مخفی ہیں اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ بقدر عمر شخص کے باقی رہتا ہے ۔ اس کے بعد اس کو اس عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل کریں گے (بجز برائے جزا و سزا ابتلائے دنیاوی پر) کوئی تو جنت میں ہوگا اور کوئی نار میں ۔

---

[1] پردے کو تعین کے در دل سے اٹھا دے   کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا   (غالب دہلوی)

Marfat.com

پس برائے نقل از دنیا موت را بواسطہ عزرائیل علیہ السلام موکل فرمود دریں نقل تبدیلی جسم مثالی از جسم عنصری میشود۔ بلی قادرین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون مجز است از ہمیں نشاۃ برزخیہ و برزخ بر دو قسم است یکے آنکہ ہمہ ارواح بعد خلقت ازلیہ دراں موجود اند و بعد آفرینش جسم نقل کردہ متعلق بجسم مے شود۔ تا حیات دنیا۔ و دوم آنکہ ارواح بعد نقل از دار دنیا دراں عالم فراہم میشوند الی یوم النشور

م۔ پس برائے نقل از دنیا موت را بواسطہ عزرائیل علیہ السلام موکل فرمود۔ دریں نقل تبدیل جسم مثالی از جسم عنصری مے شود۔ بلی قادرین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون مجز است از ہمیں نشاۃ برزخیہ۔ ف۔ اور دنیا سے منتقل کرنے کے لئے موت کو بواسطہ عزرائیل علیہ السلام مؤکل فرمایا۔ اس نقل و حرکت میں جسم عنصری (مادی) سے جسم مثالی (برزخی) میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ بلی قادرین الایۃ (ہاں ہم قادر ہیں۔ کہ تمہارے عنصری اجسام کو مثالی برزخی ابدان میں تبدیل کر کے تمہیں ایسے ابدان میں پھر اٹھا دیں۔ جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ انتہیٰ) اسی پیدائش برزخیہ سے خبر دے رہا ہے۔ م۔ برزخ بر دو قسم است۔ یکے آنکہ ہمہ ارواح بعد خلقت ازلیہ دراں موجود اند۔ و بعد آفرینش جسم نقل کردہ متعلق بجسم میشوند تا حیات دنیا۔ دوم آنکہ ارواح بعد نقل از دار دنیا دراں عالم فراہم مے شوند الی یوم النشور۔ ف۔ برزخ دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ سب ارواح خلقت ازلیہ کے بعد (اجسام میں آنے سے پہلے) اس میں موجود ہیں (جو کہ عالم قدس سے تعبیر ہے۔) اور پیدائش و تکمیل جسم کے بعد برزخ سے منتقل ہو کر دنیاوی زندگی کی میعاد مقرر تک جسم عنصری کے ساتھ متعلق رہتے ہیں۔ دوسرا قسم وہ ہے کہ ارواح دار دنیا سے انتقال کے بعد اس عالم برزخیہ میں یوم النشور ...

سلہ لطیفہ عالم امر یعنی روح کو عالم خلق کے اسباب مادی (جسم) سے برزخ مثالی (نفس ناطقہ) کی سرایت سے متعلق (چسپاں) کیا تو اس اعتدال مزاج سے میعاد مقررہ تک ابتغاءً لمرضات اللہ ابتلائے خلافت ارضی کی استعداد ظاہر ہوتی ہے۔ جب میعاد مقررہ ختم ہو گئی تو سرایت (نفس ناطقہ) کے خروج سے موت واقع ہوتی ہے۔ روح کا تعلق منقطع و عالم اسباب کے مادی عوارض و تشریعی احکام مرتفع۔ ہاں منعم علیہم کے اجسام لطیفہ اپنے ارواح نفسیہ سے اسی طرح بلکہ علی وجہ الکمال بوجہ ارتفاع حجابات عادیہ و عوائق اسباب مادیہ کے مستفیض رہتے ہیں لقولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ مترجم

Marfat.com

وازاں عالم نقل بعالم آخرت خواہند کرد نہ بطرف دنیا و دریں برزخ ثانی بہشت و دوزخ اند سوائے بہشت و دوزخ کہ در عالم آخرت قرار گاہ دائمی خواہد بود بخلاف برزخیہ کہ اورا نہایتے است مادامت السموات والارض و بعد فنا زمین و آسمان ہمہ ارواح را از جنت و نار برزخیہ بعالم آخرت نقل خواہند کنانید قولہ تعالیٰ فاما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک واما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا زفیر و شہیق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک مخبر از ہمیں جنت و نار برزخیہ است نہ اُخرویہ۔ علماء ظاہر چونکہ از کشف ایں معنی بے خبر اند۔

م۔ وازاں عالم نقل بعالم آخرت خواہند کرد نہ بطرف دنیا۔ و دریں برزخ ثانی بہشت و دوزخ اند سوائے بہشت و دوزخ کہ در عالم آخرت قرار گاہ دائمی خواہد بود۔ بخلاف برزخیہ کہ اورا نہایتے است مادامت السموات والارض۔ و بعد فناء زمین و آسمان ہمہ ارواح را از جنت و نار برزخیہ بعالم آخرت نقل خواہند کنانید۔ قولہ تعالیٰ فاما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک۔ واما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا زفیر و شہیق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک۔ مخبر از ہمیں جنت و نار برزخیہ است نہ اُخرویہ[1] علماء ظاہر از کشف ایں معنی بے خبر اند۔ ت۔ اس دوسری برزخ میں بھی جنت و دوزخ ہیں سوائے اس جنت و نار کے کہ عالم آخرت میں دائمی قرار گاہ ہونگے۔ بخلاف (جنت و نار) برزخیہ کے کہ ان کی انتہا مادامت السموات والارض (زمین و آسمان کی بقاء) تک ہے۔ اور بعد فناء زمین و آسمان کے سب ارواح جنت و نار برزخیہ سے عالم آخرت کی طرف منتقل کرائیں گے۔ قولہ تعالیٰ فاما الذین سعدوا الآیۃ اسی جنت و نار برزخیہ سے خبر دے رہی ہے۔ اخرویہ مراد نہیں ہے۔ علماء ظاہر چونکہ اس معنی سے بے خبر ہیں۔

---

[1] گوئم نظر بسیاق اعنی ذالک یوم مجموع لہ الناس و ذالک یوم مشہود۔ دال است بر جنت و نار اُخرویہ و تقیید بہ مادامت السموات والارض بعد انضمام الا ما شاء ربک منافی آں نیست۔ ۱۲ منہ (حضرت سیدنا مصنف قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آیت سابقہ یعنی ذالک یوم مجموع لہ الناس و ذالک یوم مشہود جنت و نار اُخرویہ پر دال ہے۔ اور مادامت السموات والارض کی تقیید و تعیین مدت بعد انضمام فقرہ الا ما شاء ربک اس دلالت کے منافی نہیں ہے ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

لہذا ہر جاکہ ذکر جنت و نار در قرآن مجید آمدہ محمول برا خرویہ نمودہ اند شیخ اکبر و اتباع او در ایں معنے منفرد ند و حق ہمیں معلوم مے شود زیرا کہ اختلاف احکام و آثار دلیل است بر اختلاف آنہا چنانچہ تقیید بما دامت السمٰوات والارض دلالت مے کند۔ بر عدم خلود[1] و لفظ خالدین فیہا من غیر تقیید دال است بر خلود وکذا قولہ تعالیٰ ولھم رزقھم فیہا بکرۃ وعشیا وکذا النار یعرضون علیہا غدوًا و عشیا۔ دال است بر بودن صبح و شام وقولہ تعالیٰ لا یرون فیہا شمسا و لا زمھریرا دال است بر خلاف آں وہمچنیں قصہ آدم وحوا علیہما السلام کہ اول بحکم یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ سکونت در جنت گرفتہ بود و بحکم فاخرجھما مما کانا فیہ

م۔ لہذا ہر جاکہ ذکر جنت و نار در قرآن مجید آمدہ محمول برا خرویہ نمودہ اند۔ ت۔ اس لئے قرآن مجید میں جہاں بھی جنت و نار کا ذکر آیا ہے۔ انھوں نے اس کو جنت و نار اخرویہ پر محمول کیا ہے۔ م شیخ اکبر واتباع او دریں معنی منفرد اند و حق ہمیں معلوم مے شود۔ زیرآنکہ اختلاف احکام و آثار دلیل است براختلاف آنہا۔ چنانچہ تقیید بہ مادامت السمٰوات والارض دلالت مے کند بر عدم خلود۔ ولفظ خالدین فیہا من غیر تقیید دال است بر خلود و کذا قولہ تعالیٰ۔ ولھم رزقھم فیہا بکرۃ وعشیا وکذا قولہ تعالیٰ النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا۔ دال است بر بودن صبح و شام۔ و قولہ تعالیٰ لا یرون فیہا شمسا ولا زمھریرا۔ دال است بر خلاف آں۔ وہم چنیں قصۂ آدم وحوا علیہما السلام کہ اول بحکم یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ سکونت در جنت گرفتہ بودند و بحکم قولہ تعالیٰ فاخرجھما مما کانا فیہ۔ ت۔ جنت و نار برزخیہ کا وجدان حضرت الشیخ اور ان کے اتباع کی ذاتی رائے ہے اور حق بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ احکام و آثار کا اختلاف جنت و نار کے اختلاف اقسام پر دال ہے۔ جیسا کہ مادامت السمٰوات کی قید عدم خلود پہ دال ہے۔ اور لفظ خالدین فیہا بغیر قید کے خلود پر دال ہے۔ اور ایسا ہی قولہ تعالیٰ ورزقھم فیہا آہ (جنت میں ان کو صبح و شام رزق ملتا ہے) اور ایسا ہی قولہ تعالیٰ النار یعرضون علیہا آہ (صبح شام دوزخ پر پیش کئے جاتے ہیں) ان آیات سے صبح و شام کے ثبوت پر دلالت ہے اور قولہ تعالیٰ لا یرون فیہا شمسا آہ (جنت میں دھوپ اور سردی نہ دیکھینگے) اس کے خلاف

---

[1] اے فی بعض الوجوہ المحتملۃ فی قولہ تعالیٰ الا ما شاء ربک۔ فتدبر۔ ۱۲ منہ۔

Marfat.com

اخراج واقع گردید وکذا قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین وکذا قولہ فاکلا منہا فبدت لھما سواٰتھما دلالت کند بر ایں کہ ایں ہمہ معاملات در جنت اخرویہ نبودہ زیرا کہ در شان او آمدہ اکلھا دائم لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ وبعد دخول آں خروج نیست وما ھم عنہا بمخرجین وشیطان درآں داخل شدن نمے تواند۔ وحرام است بر دیگرے قبل دخول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحدیث خلقت آدم وحوا علیہما السلام کہ مروی است از ابن مسعود وابن عباس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین وحدیث القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران۔

پر دال ہے۔ اور ایسا ہی آدم وحوا علیہما السلام کا قصہ کہ اول الحکم یا آدم اسکن الآیۃ جنت میں سکونت ملی اور بمقتضائے فاخرجہما الآیۃ۔ م۔ اخراج واقع گردید۔ وکذا قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین۔ وکذا قولہ تعالیٰ فاکلا منہا فبدت لھما سواٰتھما۔ دلالت کند بر اینکہ ایں ہمہ حالات در جنت اخرویہ نبود۔ زیرانکہ در شان او آمدہ اکلھا دائم لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ وبعد دخول آں خروج نیست۔ وما ھم عنہا بمخرجین۔ وشیطان دراں داخل شدن نمے تواند۔ وحرام است بر دیگرے قبل دخول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وحدیث خلقت آدم وحوا علیہما السلام کہ مروی است از ابن مسعود وابن عباس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ وحدیث القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران۔ ف۔ اخراج واقع ہوا۔ اور ایسا ہی قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ اور ایسا ہی فاکلا منہا آہ اس پر دال ہیں کہ یہ سب معاملات جنت اُخرویہ میں واقع نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس کی شان میں وارد ہے۔ کہ جنت کا کھانا دائمی ہوگا۔ نہ بند ہوگا اور نہ کسی قسم کی رکاوٹ واقع ہوگی اور جنت اُخرویہ میں دخول کے بعد خروج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اور شیطان جنت اُخرویہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جنت اُخرویہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی اور شخص کا داخلہ ممنوع ہے اور حدیث پیدائش آدم وحوا علیہما السلام کہ ابن مسعود وابن عباس وغیرہم سے مروی ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور نیز یہ حدیث کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا

Marfat.com

نیز دلالت می کند بر جنت و نار برزخیہ واللہ اعلم و علمہ اتم وصل نزد قوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم محقق آن است کہ بیت ؎

قرب اورا وصال مے گویند ؎ وصل اورا محال مے گویند

و معنی مشاہدۂ ذات و تجلی ذات ذہول سالک است و بیخبری از غیر حق سبحانہ لاندرکہ الابصار ولا تمثلہ الافکار بیت ؎

ہر زمانہ روئے جاناں در حجابے دیگر است ؎ چوں کشائی یک نقابے پس حجابے دیگر است

کاملے فرمود۔ بیت

تو مباش اصلاً کمال این است وبس ؎ رو در وگم شو وصال این ست وبس

م۔ دلالت مے کند بر جنت و نار برزخیہ واللہ اعلم و علمہ اتم۔ ت۔ جنت و نار برزخیہ پر بھی دال ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔ م۔ وصل۔ نزد قوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محقق آنست کہ بیت

قرب اورا وصال میگویند ؎ وصل اورا محال مے گویند۔ و معنی مشاہدہ ذات و تجلی ذات

ذہول سالک است و بیخبری از غیر حق سبحانہ لاندرکہ الابصار ولا تمثلہ الافکار بیت ؎

ہر زمانہ روئے جاناں در حجابے دیگر است ؎ چوں کشائی یک حجابے پس نقابے دیگر است

کاملے فرمودہ بیت۔ تو مباش اصلاً کمال این است وبس ؎ رو در وگم شو وصال این ست وبس

ت۔ قوم (حضرات صوفیائے کرام) کے نزدیک محقق ثابت یہ امر ہے کہ (ذات حق سبحانہ و تعالیٰ) تک وصال بمعنی رسائی تو ناممکن ہے قرب تعلق کو وصال سے تعبیر کیا جاتا ہے) بیت۔ قرب حق کو وصال کہتے ہیں ؎ وصل اس کا محال کہتے ہیں ؎ اور (عبارات قوم میں جو کہ) مشاہدۂ ذات و تجلائے ذات وارد ہے اس سے مراد غیر حق سبحانہ سے سالک کا ذہول اور بے خبری ہے۔ کیونکہ ذات تو آنکھوں کے ادراک اور قلبی افکار کی تمثیلات سے بالاتر ہے ہر زمان میں شئونات روئے جاناں اور ہی حجاب میں ہوتے ہیں مجاہدات سے ایک حجاب کا ارتفاع دوسرے نقاب کو پیش کرتا ہے۔ کسی کامل نے فرمایا ہے کہ تو اپنی ہستی موہومہ کو قطعاً مٹا دے اور خود بینی کا وہم دور کر دے بس اسی کا نام کمال طلب ہے۔ اور منازل سلوک و مشاہد عشق میں حجاب خود بینی کو فنا کر دے بس اسی استغراق کا نام وصال ہے۔ خودی کو مٹا دیے یہی ہے کمال ؎ تو خود کو فنا کر یہی ہے وصال

Marfat.com

بیان توحید افعالی

فناء سالک عبارت ازاں است کہ خارج شود از نسبت افعال بخود یعنی قبل ازیں افعال و حرکات و سکنات کہ بخود و دیگراں نسبت مے کرد ہمہ را بحق منسوب داند بحکم غلبۂ حال و مشاہدۂ آنکہ ظہور ہر فعل و کون را منبعے است از مستندات آلہیہ پس ناچار توحید فی الاضافۃ نقد وقت او گردد۔ آرے نسبت امور حسنہ بسوے اطلاق و سیئہ بجانب تنزل دریں مقام مشرب ارباب تحقیق و ہمم عالیہ است کہ قل کل من عند اللہ

بیان توحید افعالی۔ م۔ فنا سالک عبارت ازاں است کہ خارج شود از نسبت افعال بخود۔ یعنی قبل ازیں کہ نسبت افعال و حرکات و سکنات کہ بخود و دیگراں نسبت مے کرد۔ ہمہ بحق منسوب داند بحکم غلبۂ حال و مشاہدۂ آنکہ ظہور ہر فعل و کون را منبعے است از مستندات آلہیہ پس ناچار توحید فی الاضافۃ نقد وقت او گردد۔ آرسے نسبت امور حسنہ بسوئے اطلاق و سیئہ بجانب تنزل دریں مقام مشرب ارباب تحقیق و ہمم عالیہ است کہ قل کل من عند اللہ۔ ت۔ اصطلاح (اصطلاح قوم میں) فناء سالک اس معنی سے عبارت ہے کہ سالک (سالک توحید) افعال کی نسبت اپنی طرف کرنے سے خارج ہو۔ یعنی اس (منزل) سے پہلے جو افعال و حرکات و سکنات اپنی اور دوسروں کی طرف نسبت کیا کرتا تھا۔ سب کو حق کی طرف منسوب سمجھے۔ بوجہ غلبۂ حال کے اور نیز بوجہ مشاہدہ اس معنی کے کہ ہر فعل اور نتیجہ کا ظہور مستندات آلہیہ کے چشمہ سے ہوتا ہے (حقیقتاً افعال و نتائج کی تخلیق من جانب اللہ ہے) پس نظر بہ حقیقت ضرورۃً توحید فی الاضافۃ (افعال و نتائج کی تخلیق میں نظر بسوئے مستندات الٰہیہ) سالک کے نقد وقت ہو گی۔ ہاں (تفصیل میں) امور حسنہ کی نسبت اطلاق کی طرف اور امور سیئہ (برائیوں) کی نسبت تنزل (تعینات) کی جانب اس مقام (منزل) میں اصحاب تحقیق اور بلند ہمت عالی ظرف والوں کا مشرب ہے۔ (اور فرق مراتب کا لحاظ) کیونکہ مضمون۔ منطوق لازم الوثوق۔ یا رسول اللہ فرما دو۔ کہ سب خیر و شر کی تقدیر من جانب اللہ ہے۔

Marfat.com

وما اصابک من سیئة فمن نفسک ہر دو نصب العین ایشان است بلکہ در اضافت بسوئے اطلاق عنوان کلی حملی کہ مدلول کل من عند اللہ است مرعی میدارند واز نسبت تفصیلی اجتناب مے ورزند۔

بیان توحید صفاتی

وہمچنیں خارج شود از اضافت صفات بسوئے غیر یعنی صفات امکانیہ را تنزل ہماں صفات اطلاقیہ دانند۔ ونیز ذوات متعددہ متغایرہ بحسب الوہم را حقیقت واحدہ متعینہ بہر تعین اذعان مے نمایند نہ بطریق انحصار مطلق در مقید کہ غایت مطمح نظر ارباب معقول و فلاسفہ است۔ بلکہ او سبحانہ و تعالی را متعین بنفسہ بتعین غیر زاید مجامع للمتعینات مع حفظ الوحدانیتہ دانند۔

م وما اصابک من حسنة فمن اللہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک ہر دو نصب العین ایشان است بلکہ در اضافت بسوئے اطلاق عنوان کلی حملی۔ کہ مدلول کل من عند اللہ است مرعی میدارند۔ واز نسبت تفصیلی اجتناب مے ورزند۔ ت۔ اور حسنات (فیضان خیر من جانب اللہ ہے اور اصابۂ سیئات (رنج و شر) تمہارے ہی نفس کی شامت سے ہے یہ دونوں تصدیقات محققین کے پیش نظر ہیں۔ بلکہ اطلاق کی طرف اضافت میں کلی حملی کے عنوان کو کہ کل من عند اللہ (سب خیر و شر اللہ کی تقدیر سے ہے) کا مدلول ہے ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور نسبت تفصیلی سے پرہیز کرتے ہیں۔ م وہمچنیں خارج شود از اضافت صفات بسوئے غیر۔ یعنی صفات امکانیہ را تنزل ہماں صفات اطلاقیہ دانند۔ ت۔ اور ایسا ہی وہ سالک صفات کو غیر کی طرف نسبت کرنے سے خارج ہوتا ہے۔ صفات امکانیہ کو بھی صفات اطلاقیہ کا تنزل سمجھتا ہے (سالک کی نظر میں صفات اطلاقیہ ہی مشہود ہوتی ہیں وہ حقیقۃً افعال کو انہی کی طرف منسوب جانتا ہے) م۔ ونیز ذوات متعددہ متغایرہ بحسب الوہم را حقیقت واحدہ متعینہ بہر تعین اذعان مے نمایند۔ نہ بطریق انحصار مطلق در مقید کہ غایت مطمح نظر ارباب معقول و فلاسفہ است۔ ت۔ اور نیز تنزلاتی تغیرات و تعدد سے جو کہ ذاتہائے متعددہ کا نمود بسبب تعینات مختلفہ کے ہے۔ ان سب کو ایک ہی حقیقت متعین بہر تعین اذعان کرتا ہے۔ (وہ بھی) نہ بطریق انحصار مطلق در مقید ہیں۔ کیونکہ یہ تو اہل معقولات و فلاسفہ کا منتہائے نظر ہے۔

Marfat.com

وآں ہم لا علی طریق الحصر کمزعوم المتکلمین واهل الظواهر فان الحق الجمع
بین التنزیه والتشبیه عند القوم رضی الله تعالی عنهم بآنکہ مے فرمایند۔

ع۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

بیان توحید ذاتی

معرفت کاملان محقق و عارفان مدقق آن است کہ تغایر حقیقی و ذاتی منفی بود و تغایر صوری و اعتباری مثبت و احکام و آثار ہر یکے جاری باشند و تحقیق مذکور مصحح نیست برائے حمل او سبحانہ بر ممکن کہ گفتہ شود زید خدا است مثلاً چہ ایں عزیزاں حفظ مراتب را از ضروریات مے شمارند۔

م۔ بلکہ او سبحانہ و تعالی را متعین بنفسہ بتعین غیر زائد مجامع للتعینات مع حفظ الورائیة دانند و آں ہم لا علی طریق الحصر کمزعوم المتکلمین واهل الظواهر فان الحق الجمع بین التنزیه والتشبیه عند القوم رضی الله تعالے عنهم باآنکہ مے فرمایند گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔ ت۔ بلکہ او سبحانہ و تعالے کو متعین بذات خود ساتھ ایسے تعین کے جو کہ خارج اور زائد از ذات نہیں ہے۔ اور جامع کل تعینات بلحاظ حفظ ورائیت ذات (وراء الوراء عن ادراک الورٰی) کے جانتا ہے۔ اور پھر وہ بھی نہ بطریق حصر مطلق در حقیقت جیسا کہ متکلمین اور علماء اہل ظواہر کا مزعوم ہے۔ کیونکہ صوفیائے کرام رضی اللہ تعالے عنہم کا عندیہ حق جمع کرنا ہے درمیان تشبیہ و تنزیہ کے بمصداق قول کے کہ فرماتے ہیں کہ (اطوار وجود و شئونات صفات و احکام تنزلات میں) حفظ مراتب و اختلاف آثار کو ملحوظ نہ رکھنا زندیقیت ولادینی ہے (فان الاحکام یختلف باختلاف اطوار الوجوب والامکان۔ م۔ معرفت کاملان محقق و عارفان مدقق آنست کہ تغائر حقیقی و ذاتی منفی بود۔ و تغائر صوری و اعتباری مثبت۔ و احکام و آثار ہر یکے جاری باشد۔ و تحقیق مذکور مصحح نیست برائے او سبحانہ و تعالی بر ممکن۔ ت۔ کاملان محقق و عارفان مدقق کی معرفت یہ ہے کہ (مابین واجب و ممکن) کے حقیقتاً و بالذات کوئی تغائر نہیں ہے۔ اور بحسب صورت و اعتبار (بحسب اطلاق و تنزل) تغائر کا اثبات ہے۔ اور ہر ایک حقیقت و اعتبار (وجوب و امکان و اطلاق و تنزل) کے احکام و آثار علیحدہ علیحدہ جاری ہوتے ہیں۔ اور اس تحقیق سے او سبحانہ و تعالی کو ممکن پر حمل کرنیکا جواز ثابت نہیں ہے

بخلاف ناقصین کہ اصلاً تمائزے در مراتب الوہیۃ و عبدیت نمے کنند و احکام مختصہ حضرت الوہیۃ را مشترک مے فہمند و بناءً علی ہذا لیسجدون للممکن و تاویلات رکیکہ مفضیہ الی التحریف مے نمایند ضلوا و اضلوا کثیراً و نمیدانند کہ امتثال امر شارعؑ نزد صوفیہ صافیہ اہل وحدت وجود قدست اسرارہم مقدم است بر مشہودات بلکہ مشہود ایں عزیزان ہیچ جا مخالف کتاب و سنت واقع نہ شدہ ناقصاں بر طبق فہم خویش دو فرقہ شدند مخالفین و مکفرین دوئم تابعین ازجملہ کہ مشہود آں بزرگواران را

م۔ کہ گفتہ شود زید خدا است مثلاً۔ چہ ایں عزیزاں حفظ مراتب را از ضروریات مے شمارند۔ بخلاف ناقصین کہ اصلاً تمائزے در مراتب الوہیت و عبدیت نمے کنند و احکام مختصہ حضرت الوہیت را مشترک مے فہمند۔ و بناءً علی ہذا لیسجدون للممکن و تاویلات رکیکہ مفضیہ الی التحریف مے نمایند۔ ضلوا و اضلوا کثیرا۔ و نمیدانند کہ امتثال امر شارع نزد صوفیہ صافیہ اہل وحدت وجود قدست اسرارہم مقدم است بر مشہودات۔ بلکہ مشہود ایں عزیزان ہیچ جا مخالف کتاب و سنت واقع نہ شدہ۔ ت۔ مثلاً یوں کہا جاوے کہ زید خدا ہے۔ کیونکہ یہ بزرگوار (عارفین کاملین) حفظ مراتب وجودی و امکانی و حقیقت و اظلال کے احکام و آثار کو ضروریات (طریقت) سے گردانتے ہیں۔ بخلاف متصوفہ ناقصین کے۔ کہ مراتب الوہیت و عبدیت میں قطعاً امتیاز نہیں کرتے۔ اور احکام مختصہ حضرت الوہیت کو مشترکہ (بین الواجب والممکن) سمجھتے ہیں۔ اور اسی غلط فہمی کی بناء پر ممکنات کو سجدے کر گزرتے ہیں۔ اور (حیلۂ جواز کے لئے) تحریف و تفسیر کی طرف پہنچانے والی ضعیف تاویلیں (ہیرپھیر) کرتے ہیں۔ وہ خود گمراہ ہو کر بہتیرے متبعین کو لے ڈوبتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ حضرات صوفیہ صافیہ اہل وحدت وجود قدست اسرارہم کے نزدیک امتثال و اتباع امر شارعؑ مشہودات و مکاشفات پر مقدم ہے۔ بلکہ ان بزرگواروں کے مشہودات کہیں بھی کتاب و سنت کے مخالف واقع نہیں ہوتے۔

م۔ ناقصاں بر طبق فہم خویش دو فرقہ شدند۔ مخالفین و مکفرین۔ ت۔ ناقصین اپنے فہم ناقص کے اثرات سے دو متضاد فرقے ہو گئے ہیں۔ ایک فرقہ اہل حق کے مخالفین اور ان کی طرف نسبت تکفیر کا مرتکب۔

Marfat.com

منشا احکام من عند انفسہم قرار دادند چنانچہ عینیۃ اسبب جواز سجود برائے عظماء و مصحح حمل واجب بر ممکن فہمیدہ اند جائے انصاف است غور باید نمود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود افضلیۃ و اعرفیۃ جہت سجدہ سنگ ہائے کعبہ مکرمہ زادہا اللہ شرفا را قرار دادہ و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باوجود آں اعتقاد برخلاف اسوہ حسنہ منہجیہ نہ گزیدہ و ہکذا اتباع اوشاں و اتباع اتباع حتے کہ مقتدائے اہل وحدت وجود شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر در جلد ثالث فتوحات صفحہ ۲۰۸ سے فرمایند۔

م۔ دوم تابعین از جملہ کہ مشہودائ بزرگواراں را منشاء احکام من عند انفسہم قرار دادند۔ چنانچہ عینیت را سبب جواز سجود برائے عظماء و مصحح حمل واجب بر ممکن فہمیدہ اند۔ ف۔ دوسرا فرقہ جہلاء تابعین کا کہ جنہوں نے (کج فہمی کی بنا پر) ان بزرگواروں کے مشہودات کو اپنے خیالات فاسدہ سے منشاء احکام قرار دے لیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے عینیت وجود کو سبب جواز سجود کا بزرگواروں کے لئے اور واجب کو ممکن پر محمول کرنے کا مجوز و مصوب (یعنی جائز و صواب کرنے والا) سمجھ لیا ہے۔

م۔ جائے انصاف است غور باید نمود۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود افضلیۃ و اعرفیۃ جہت سجدہ سنگہا و کعبہ مکرمہ زادہا اللہ شرفا را قرار دادہ و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین باوجود اعتقاد برخلاف اسوہ حسنہ منہجیہ نگزیدہ و ہکذا اتباع اوشاں و اتباع اتباع حتیٰ کہ مقتدائے اہل وحدت وجود شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر در جلد ثالث فتوحات صفحہ ۲۰۸ سے فرمایند۔ ف۔ (اس غلط عقیدہ کے متعلق) جائے انصاف ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود (کل مخلوقات سے) افضل و اشرف ہونے کے کعبہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً کے پتھروں (دیواروں) کو جہت سجدہ قرار دیا ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے باوجود اس اعتقاد افضلیۃ کے برخلاف طریقۂ حسنہ نبویہ کے کوئی اور طریقہ اختیار نہیں کیا۔ اور ایسا ہی ان کے اتباع تابعین تبع تابعین نے بھی حتیٰ کہ قائلین وحدت وجود کے مقتدا حضرت الشیخ الاکبر قدس سرہٗ الاطہر فتوحات مکیہ کی جلد سوم صفحہ ۲۰۸ میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ولما ذا نهي في الشرع ان يسجد انسان لانسان فانه مثله من جميع وجوهه
والشئ لا يخضع لمثله ولهذا لما سئل صلى الله عليه وسلم في الرجل اذا
لقي الرجل اينحني له قال لا قيل له ايصافحه قال نعم۔ وبرصفحہ ۱۵۴
ازہماں جلد فرمود۔ ولهذا رحم الله عباده بما كلفهم وامرهم به
من السجود لآدم وللكعبة ولصخرة بيت المقدس لعلمه بما جعل
في عباده ان منهم من يسجد لمخلوقات عن غير امر الله فامر من امر
من ملائك والانسان بالسجود للمخلوقات وجعل ذالك عبادة يتقرب بها اليه سبحانه

م۔ ولما ذا نهي في الشرع ان يسجد انسان لانسان فانه مثله من جميع وجوهه
والشئ لا يخضع لمثله۔ ولهذا لما سئل النبي صلى الله عليه وآله وسلم في الرجل
اذا لقي الرجل اينحني له قال لا۔ قيل له ايصافحه قال نعم۔ ت۔ کہ شرع شریف
میں انسان کو دوسرے انسان کی طرف سجدہ کرنے سے اس لئے منع کیا گیا۔ کہ ہر انسان ہر وجہ
سے (بحیثیت انسانیت) دوسرے انسان کا مماثل ہوتا ہے۔ اور (فطرتاً) کوئی شئی اپنی مثل
کے آگے نہیں جھکتی۔ اور انتہائی عجز کا اظہار نہیں کرتی۔ لہٰذا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ بوقت ملاقات دوسرے آدمی کے لئے جھکنا چاہیئے یا نہ۔
تو آپؐ نے جھکنے سے منع فرمایا۔ پھر مصافحہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو آپؐ نے اجازت
دی۔ م۔ وبرصفحہ ۱۵۴ ازہماں جلد فرمود۔ ولهذا رحم الله عباده بما كلفهم و
امرهم به من السجود لآدم وللكعبة ولصخرة بيت المقدس لعلمه بما جعل
في عباده ان منهم من يسجد لمخلوقات من غير امر الله۔ ت۔ اور اسی جلد سوم
کے ص۱۵۴ میں فرمایا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بوجہ مکلف کرنے کے
رحم فرماکر ان کو آدم علیہ السلام (خلیفۃ اللہ فی الارض) اور (بیت اللہ فی الارض) کعبہ مکرمہ
اور (شعائر اللہ) صخرۂ بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ اپنے بندوں کی ذہنیت
کا رجحان جو کچھ اس نے بنایا ہے خود اسے معلوم ہے کہ ان میں بعض لوگ سوائے امر اللہ کے مخلوقات کو سجدہ کرینگے

Marfat.com

لیقل السوال یوم القیامۃ عن الساجدین لغیر اللہ عن غیر امر اللہ فلا یبقی للحق علیہم مطالبۃ الا بالامر فیقول من امرکم بذالک مایقول لھم لایجوز السجود لمخلوق فانہ قد شرع ذالک فی مخلوق خاص حساً وخیالاً کرؤیا یوسف علیہ السلام۔ و در صـ۱۹ـ۱ از ہماں جلد سمعت کلاما غریبا الھیا یقول من یسجد لغیر اللہ عن امر اللہ قربۃ الی اللہ طاعۃ للہ فقد سعد ونجا ومن سجد لغیر اللہ عن غیر امر اللہ قربۃ الی اللہ فقد شقی

م۔ فامر من امر من ملک وانسان بالسجود للمخلوقات وجعل ذالک عبادۃ یتقرب بھا الیہ سبحانہ لیقل السوال یوم القیامۃ عن الساجدین لغیر اللہ عن غیر امر اللہ فلا یبقی للحق علیہم مطالبۃ الا بالامر فیقول من امرکم بذالک۔ مایقول لھم لایجوز السجود لمخلوق فانہ قد شرع ذالک فی مخلوق خاص حساً وخیالاً کرؤیا یوسف علیہ السلام۔ ف۔ پس اس حکمت کی بناء پر ملائک وانسانوں کو (ترسیماً وترویجاً) مخلوقات کے لئے سجدہ کا حکم دے دیا۔ اور اس سجدۂ مخلوقات کو عبادت باعث تقرب الی اللہ سبحانہ قرار دیا۔ تاکہ جو لوگ غیر اللہ کو سوائے امر اللہ کے سجدہ کرگزرتے ہیں۔ ان سے روز قیامت میں بازپرس و مطالبہ کی اہمیت کم ہوجائے (کہ مرگ انبوہ جشنے دارد) پس اس دن حق سبحانہ وتعالیٰ کی جناب سے صرف امر بالسجود کا مطالبہ باقی رہ جائیگا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ کہ تم کو سجود لغیر اللہ کا امر کس نے دیا ہے۔ یہ نہ فرمائے گا۔ کہ مخلوق کے لئے سجدہ جائز نہیں۔ کیونکہ مخلوق خاص میں سجود از روئے حس (ظاہر مثلاً کعبہ مکرمہ کی طرف) اور خیالاً مثل رؤیا یوسف علیہ السلام کی (سورج چاند کے سجود میں) مشروع ہے

م۔ و در صـ۱۹ـ۱ از ہماں جلد فرمودہ۔ سمعت کلاماً غریباً الھیا یقول من سجد لغیر اللہ عن امر اللہ قربۃ الی اللہ طاعۃ للہ فقد سعد ونجا۔ ومن سجد لغیر اللہ عن غیر امر اللہ قربۃ الی اللہ فقد شقی۔ ف۔ اور اسی جلد سوم کے صـ۱۹ـ۱ میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک عجیبہ کلام الٰہی سنی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے امر سے غیر اللہ کو بغرض تقرب الی اللہ وطاعۃ للہ کے سجدہ کیا وہ سعید ہے اور نجات پائی۔ اور جس شخص نے سوائے امر اللہ کے غیر اللہ کو بغرض تقرب الی اللہ سجدہ کیا پس وہ شقی ہُوا۔

Marfat.com

فان الله يقول وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔ ثم قال بعيد ذالك فلذالك لا يصح السجود لغير الله الا عن امر الله قال الله تعالىٰ اسجدوا لآدم فالسجود لغير الله والعبادة لله فلا تكون لغير الله ابدًا فانه لا اعظم من الشرك وقد قال المشرك ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى فما عبدوا الشركاء لاعيانهم فما اغنى والا لكونهم عبيدهم فان الله لا يامر خلقه ولا يصح ان يامر الله خلقه بعبادة مخلوق ويصح ان يامرنا بالسجود فمن سجد عبادة لمخلوق عن امر الله او عن غير امر الله شقى۔

م. فان الله يقول ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا آ۔ ت۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تحقیق مساجد صرف اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

م. ثم قال بعيد ذالك۔ فلذالك لا يصح السجود لغير الله الا عن امر الله قال الله تعالىٰ اسجدوا لآدم فالسجود لغير الله والعبادة لله فلا تكون لغير الله ابدًا فانه لا اعظم من الشرك۔ وقد قال المشرك ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى فما عبدوا الشركاء لاعيانهم وما اغنى والا لكونهم عبيدهم فان الله لا يامر خلقه ولا يصح ان يامر الله خلقه بعبادة مخلوق ويصح ان يامرنا بالسجود فمن سجد عبادة لمخلوق عن امر الله او عن غير امر الله شقى ت۔ پھر تھوڑا سا اس کے بعد فرمایا۔ کہ اسی لئے سوائے امر اللہ کے غیر اللہ کو سجدہ درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس سجود تو لغیر اللہ ہے (لیکن امتثالاً للامر) عبادت تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ پس (بلحاظ امر اللہ) ایسا سجدہ لغیر اللہ کے حکم میں ہرگز نہ ہوگا کیونکہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ برا نہیں ہے اور ضرور مشرک تو کہتا ہے کہ ہم بتوں کی پوجا (عبادت) محض تقربا الی اللہ کرتے ہیں پس مشرکوں نے معبودان باطلہ کی عبادت ذاتی استحقاق کی بناء پر نہیں کی لیکن مشرک بوجہ عبادت لغیر اللہ کے ماخوذ ہیں (وجہ مواخذہ یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو امر عبادۃ مخلوق نہیں کرتا۔ اور (شان غیرت الوہیت سے) یہ صحیح بھی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو امر عبادۃ (دوسری) مخلوق کے کرے۔ ہاں یہ درست ہے کہ (کسی خاص حکمت کیلئے) امر بالسجود کرے۔ پس جس شخص نے مخلوق کی عبادت کیلئے سجدہ کیا خواہ وہ سجدہ بامر اللہ ہو یا بغیر امر اللہ پس وہ شخص (بوجہ عبادت مخلوق کے) شقی ہوا۔

Marfat.com

ومن سجد غیر عابد لمخلوق فان کان عن امر الله کان طاعة فیسعد وان سجد لمخلوق غیر عابد ایاه عن غیر امر الله کان رهبانیة ابتدعوها ثم قال بعید هذا فلابد من اخذ المشرك لتعدیه بالاسم غیر محله ولم یرد علیه امر بذلك ومن المحال ان یرد امر بالعبادة وان ورد امر بالسجود. اگر کوئی سجدہ مخلوق برائے عارف ذوالعین کہ صاحب مقام ما رأیت شیئاً الا ورأیت الله قبلہ باشد چونکہ در نظر شہود ش حق مرئی است نہ خلق چرا جائز نیست۔

م۔ ومن سجد غیر عابد لمخلوق فان کان عن امر الله کان طاعة فیسعد وان سجد لمخلوق غیر عابد ایاہ عن غیر امر الله کان رهبانیة ابتدعوها۔ ت۔ اور جس شخص نے بغیر ارادہ عبادت کے مخلوق کو سجدہ کیا۔ پس اگر وہ سجدہ بامر اللہ ہے تو طاعت (وامتثال امر) ہے۔ پس وہ شخص سعید ہے۔ اور اگر مخلوق کو بغیر ارادہ عبادت کے سوائے امر اللہ کے سجدہ کیا۔ تو وہ رہبانیت مبتدعہ ہے۔ جو کہ انہوں نے اپنی نفسانیت سے گھڑلی ہے۔

م۔ ثم قال بعید هذا۔ فلابد من اخذ المشرك لتعدیه بالاسم فی غیر محله وموضوعه۔ ولم یرد علیه امر بذلك۔ ومن المحال ان یرد امر بالعبادة وان ورد امر بالسجود۔ ت۔ پھر اس سے تھوڑا سا آگے فرمایا۔ کہ مشرک کو مواخذہ کرنا اسلئے لازم ہے کہ اس نے اسم معبود کو غیر محل وموضوع میں (بوجہ عبادت ممنوعہ لغیر اللہ کے کہ ما نعبدہم الایہ اقرار عبادت ہے) تعدی اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ درحالیکہ اسکو ایسے سجود (برائے عبادت) کا امر نہیں ہوا۔ اور اگرچہ امر بالسجود تو وارد ہوا ہے۔ مگر غیر کیلئے امر بسجود عبادت وارد ہونا محال ہے۔ م۔ اگر کوئی سجدہ مخلوق برائے عارف ذوالعین۔ کہ صاحب مقام "ما رأیت الله شیئاً الا ورأیت الله قبلہ" باشد۔ چونکہ در نظر شہود ش حق مرئی است نہ خلق۔ چرا جائز نیست۔ ت۔ اگر سوال پیدا ہو۔ کہ عارف ذوالعین (صاحب بصیرت معرفت) کو کہ اس مقام کا مالک ہے "ما رأیت شیئاً الا ورأیت الله قبلہ"۔ (ہر شے میں تیرا جلوہ یارب نظر آتا ہے) (اور اسکو اعیان مرایائے وجود حق واسماء وصفات نظر آتے ہیں) جبکہ اس کی نظر شہود حقیقت میں حق ہی نظر آتا ہے نہ خلق۔ تو سجدۂ مخلوق (بنظر بصیرت حق) کیوں ناجائز ہے۔

Marfat.com

گوئم لما عرفت از عدم ورود امر واجازت شارع حضرت شیخ مے فرمایند۔ فمن
رای الخلق ببصرہ فقد رای الحق ببصیرتہ ولیس لہ اذا رای ذالک
ان یسجد لہ حتی یامرہ ودر جائے دیگر مے فرمایند۔ وصاحب
مقام العبودیۃ یسری ذوقہ فی کل ما سوی اللہ انہ عبد ویری ان
کل ما سوی اللہ محل جریان تعریفات الحق لہ فیفتقر الی کل شیئ
فانہ ما یفتقر الا الی اللہ ولا یری ان شیئاً یفتقر الیہ فی نفسہ۔
وان افاد الناس علی یدیہ فھو فی نفسہ بمعزل۔

م۔ گوئم۔ لما عرفت از عدم ورود امر واجازت شارع۔ ت۔ جواب یہ ہے کہ ایسے سجدہ کے
لئے امر واجازت شارع وارد نہ ہونا مفہوم ہو چکا ہے۔ م۔ حضرت الشیخ مے فرمایند۔ فمن
رای الخلق ببصرہ فقد رای الحق ببصیرتہ ولیس لہ اذا رای ذالک ان
یسجد لہ حتی یامرہ۔ ت۔ حضرت الشیخ فرماتے ہیں۔ پس جس (عارف) نے خلق کو
بصر ظاہر سے دیکھا پس اس نے حجاب خلق میں بھی حق کو بصیرت باطنی (معرفت) سے مشاہدہ
کیا۔ ایسی بصیرت کی بنا پر بھی اس کے لئے خلق کو بغیر امر اللہ کے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔
م۔ وجائے دیگر مے فرمایند۔ وصاحب مقام العبودیۃ یسری ذوقہ فی کل ما سوی اللہ انہ عبد ویری
ان کل ما سوی اللہ محل جریان تعریفات لہ فیفتقر الی کل شئ فانہ لا یفتقر الا الی اللہ ولا یری ان
شیئاً یفتقر الیہ فی نفسہ وان افاد اللہ الناس علی یدیہ فھو فی نفسہ بمعزل۔ ت۔ ایک اور جگہ فرماتے
ہیں۔ کہ صاحب مقام عبودیت (سالک عابد) کا ذوق ہر ایک ما سوی اللہ میں بدیں طور جاری وساری ہوتا
کہ وہ (ما سوی اللہ) عبد ہے۔ اور عابد یہ دیکھتا ہے کہ اسکے لئے ہر چیز ما سوی اللہ محل تعریفات ومظاہر نمود
شہود حق ہے۔ پس وہ سالک (اس رؤیت تعریفات کے سبب) ہر شئی (محل تعریف) کیطرف محتاج ہے لیکن
وہ سالک درحقیقت (تعریفات مظاہر خود کو محض آئینہ شہود حق سمجھ کر) اللہ ہی کا محتاج ہے اور اسکے خیال میں یہ
وہم بھی نہیں آتا کہ فی نفسہ کسی چیز کی طرف احتیاج ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اسکے (منکر کے) ہاتھوں پر (بحکم ید اللہ فوق ایدیہم)
فائدہ دیتا ہے پس وہ سالک فی نفسہ (اپنی طرف سے بحکم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی) برطرف ہوتا ہے۔

Marfat.com

ویری ان کل اسم یسمی بہ شئی مما یعطیہ فائدۃ ان ذالک اسم اللہ غیر انہ لایطلقہ علیہ حکما شرعیا وادبا الٰہیا اقول۔ ازہمیں جا معنے قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات ومن فی الارض قطع نظر از تاویل بودن سجود برائے او سبحانہ فی الواقع نہ مشروعیت وجواز آں فہمیدہ باشی بدلیل قولہ تعالیٰ لاتسجدوا للشمس الخ قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فما ثم الاحق وما کان لیس مثل عذابا علی من اتی سخطا الا ان اللہ لما قسم الحق الی ما ھو مامور بہ ومنھی عنہ فاراد ان یفرق بین من اتی المامور بہ وبین

م۔ ویری ان کل اسم یسمی بہ شئی مما یعطیہ فائدۃ ان ذالک اسم اللہ غیر انہ لایطلقہ علیہ حکما شرعیا وادبا الٰہیا۔ ت۔ اور یہ جانتا ہے کہ ہر وہ اسم جس کے ساتھ کوئی شئی موسوم کی جاتی ہے۔ اس کا ادراک اس امر کا فیضان کرتا ہے کہ یہ اللہ ہی کا اسم ہے۔ البتہ اسم الٰہی کو کسی مخلوق پر بہ سبب لحاظ حکم شرعی (امتناعا) وادب الٰہی (ایجابا) اطلاق نہیں کرتا ہے۔ اقول ازہمیں جا معنی قولہ وللہ یسجد من فی السموات ومن فی الارض قطع نظر از تاویل بودن سجود برائے او سبحانہ فی الواقع نہ مشروعیت وجواز آں فہمیدہ باشی۔ بدلیل قولہ تعالیٰ لاتسجدوا للشمس آہ۔ قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فما ثم الاحق وما کان لیس مثل عذابا علی من اتی حقا الا ان اللہ تعالیٰ لما قسم الحق الی ما ھو مامور بہ ومنھی عنہ فاراد ان یفرق بین من اتی المامور بہ وبین من اتی بالمنھی عنہ فی تمیز الطائع من العاصی فیتمیز المذنب۔ ت (قال الشیخ السلطان السید الکریم مہر علیشاہ رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام) کہ اے محب طلب ناظر کتاب ہذا۔ تو نے ان تصریحات مشرحہ بالا سے قول باری تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات والارض (آسمان وزمین کے رہنے والے اللہ ہی کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ مَن کی تعمیم سے ہر قسم کے سجدہ کو شمول) کا معنی اس تاویل سے قطع نظر کہ (اگرچہ بظاہر کسی کیلئے سجدہ ہو لیکن) فی الواقع (بلحاظ حقیقت وجود ومنافقیت) او سبحانہ وتعالیٰ کیلئے واقع ہے عدم جواز ومنا مشروعیت اس سجدہ کا سمجھ لیا ہوگا۔ بہ دلیل (عدم جواز سجود) قول باری تعالیٰ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر آہ (مظاہر وجود تکوینی) کو سجدہ نہ کرو۔ بلکہ خالق (مکوّن) کو سجدہ کرو۔ حضرت الشیخ اکبر فرماتے ہیں پس ولاء (سجدہ مظاہر) میں حق ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حق ادا کرنیوالے کو سرمدی (دائمی) عذاب نہیں کرنا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے جبکہ حق کو مامور بہ اور منہی عنہ کی طرف تقسیم فرمایا۔ ص۱۵۵ پر دیکھو

Marfat.com

من اتی بالمنهی عنه لیتمیز الطائع من العاصی فتتمیز المراتب حاصل آنکه سجدهٔ
مخلوق بطریق عبادت شرک است و منهی عنه دائما بدلیل وقضی ربك ان لا تعبدوا
الا ایاه و شرط نیست در سجده عبادت آنکه ساجد در حق مسجود له اعتقاد صفات
واجبیه مثل خالقیة وغیره دارد بدلیل ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی
پس هر جا که غایة تذلل بظهور آید سجده عبادت متحقق گشت و بطریق تحیت در امت
مرحومه بدعت سیئه است نه در امم سالفه. پس استشهاد به اسجدوا لآدم وخروا له سجدا

بقیہ صفحہ سابق: پس اللہ تعالیٰ نے مامور بہ کے ادا کرنے والے اور منہی عنہ کے مرتکب میں (حکمت بالغہ سے
ابتلاءً) فرق ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تاکہ (مظاہر نمود و آثار تعینات میں) تابعدار نافرمان سے
جدا ہو کر مراتب تنزلات کا امتیاز ہو (اور شئونات صفات جمالی و جلالی کا ظہور بتفصیل مایشاء)

۴۔ حاصل آنکہ سجدۂ مخلوق بطریق عبادت شرک است و منہی عنہ دائما۔ بدلیل وقضی ربک ان لا
تعبدوا الا ایاہ۔ و شرط نیست در سجدہ عبادت آنکہ ساجد در حق مسجود لہ اعتقاد صفات واجبیہ مثل
خالقیت وغیرہ دارد۔ بدلیل ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔ پس ہر جا کہ غایت تذلل بظہور
آید سجدۂ عبادت متحقق گشت۔ و بطریق تحیت در امت مرحومہ بدعت سیئہ است نہ در امم
سالفہ۔ پس استشہاد بہ اسجدوا لآدم۔ وخروا لہ سجدا آگہی است بر غفلت از انکہ تنبیہی مثل حکایت الخ و حدیث لو امرت
ت۔ حاصل یہ کہ مخلوق کو سجدہ کرنا بطریق عبادت منہی عنہ دائمی ہے۔ بدلیل قولہ تعالیٰ وقضی ربک الآیۃ (اللہ تعالیٰ
کا فیصل شدہ حکم ہے کہ عبادت لغیر اللہ منع ہے) اور سجدۂ عبادت میں یہ شرط نہیں ہے کہ شخص ساجد مسجود لہ کے حق
میں صفات واجبیہ مثل خالقیت وغیرہ کا اعتقاد رکھے۔ بدلیل قولہ تعالیٰ (حکایۃ عن اعتقاد المشرکین)
ما نعبدھم الا لیقربونا الآیہ (یعنی مشرکین بتوں کی عبادت محض تقرب و ثواب کیا کرتے تھے نہ خالق سمجھ کر)
پس جہاں نہایت خضوع و خشوع و تذلل ظہور میں آئے۔ تو سجدۂ عبادت متحقق ہو گیا۔ اور سجدۂ مخلوق بطریق
تحیت امت مرحومہ (محمدیہ) میں بدعت سیئہ ہے نہ سابقہ امتوں میں۔ پس آیات اسجدوا لآدم الآیہ اور
خروا لہ سجدا سے سجدۂ مخلوق کے جواز کا استشہاد و استناد حدیث الخ مذکورہ سابقاً (یا الفاظ انبجی
لہ قال لا) اور حدیث لو امرت احدا یا سجود آہ کی امثال سے غفلت پر مبنی ہے۔

Marfat.com

مبنی است بر غفلت از آنکه شنیدی مثل حدیث انحناء وحدیث لوامرت الخ اگر گوئی مفاد حدیث لوامرت نفی امر است کہ مقتضے وجوب باشد نہ نفی جواز. گوئم مقصود صحابۂ کرام استیذان سجود است برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروقت ملاقات نہ استیجاب آں کما یدل علیہ السوق والنظائر وازیں قبیل است استدلال ساجدین برائے مشائخ ومزارات متبرکہ بما فی الکشاف السجود للہ علی سبیل العبادۃ ولغیرہ علی وجہ التکرمۃ وبقول ابی قتادۃ رض ان السجدۃ لہا طرفان طرفۃ التحیۃ وطرفۃ العبادۃ فالتحیۃ کانت لآدم والعبادۃ للہ تعالی. وبقول ابن عباس رض سجدۃ التحیۃ بمنزلۃ السلام.

م. اگر گوئی مفاد حدیث لوامرت نفی امر است کہ مقتضی وجوب باشد. نہ نفی جواز. گوئم مقصود صحابۂ کرام استیذان سجود است برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروقت ملاقات. نہ استیجاب آں. کما یدل علیہ السوق والنظائر. ت. اگر سوال وارد ہو. کہ حدیث لوامرت کا مفہوم نفی امر کی ہے. جو کہ وجوب کا مقتضی ہوتا ہے. نہ نفی جواز کی. (پس حدیث سے امر بالسجود تو ثابت نہیں لیکن جواز سجود بھی منع نہیں) تو جواب یہ ہے. کہ صحابہ کرام کا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوقت ملاقات سجود تعظیمی کا اذن چاہنا تھا نہ طلب وجوب سجدہ کی جیسا کہ سیاق حدیث ہذا اور دوسرے نظائر بھی استیذان سجود (تعظیمی) پر دال ہیں. یعنی سجود تعظیمی کا اذن چاہنا. م. وازیں قبیل است استدلال ساجدین برائے مشائخ ومزارات متبرکہ بما فی الکشاف السجود للہ علی سبیل العبادۃ ولغیرہ علی سبیل التکرمۃ. وبقول ابی قتادۃ رض ان السجدۃ لہا طرفان طرفۃ التحیۃ وطرفۃ العبادۃ فالتحیۃ کانت لآدم والعبادۃ للہ تعالی وبقول ابن عباس رض سجدۃ التحیۃ بمنزلۃ السلام. ت. مشائخ کرام اور مزارات متبرکہ کو سجدہ کرنے والوں کا استدلال تفسیر کشاف کی عبارت اور ابی قتادہ رض وابن عباس رض کے اقوال سے بھی اسی قسم کی غلط فہمی ہے. کشاف کی عبارت ہے کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے بطریق عبادت ہے اور غیر کے لئے برسبیل تعظیم. ابی قتادہ رض کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ سجود کی دو طرفیں ہیں ایک جہتہ تحیتہ کی اور دوسری عبادت کی. آدم علیہ السلام کے لئے سجود بطریق تحیۃ وسلام تھا. اور اللہ تعالیٰ کی عبادت. حضرت ابن عباس رض کی طرف یہ قول منسوب ہے. کہ سجدۂ تحیت بمنزلہ سلام کے ہے.

Marfat.com

چہ بر تقدیر صحت ما نسب الیہا مقصود ہر سہ از تنویع سجدہ دفع توہم جواز وقوع عبادت است برائے مخلوق از ظاہر اسجدوا لآدم نہ جواز سجدہ تحیۃ وقت ملاقات برائے امت مرحومہ وہمچنیں استدلال بروایت جامع صغیر خانی لاباس بوضع الخدین بید المشائخ چہ مقصود ازیں عبارت جواز نہادن رخسارہ است بر دست مشائخ و آنچہ در فتاوٰی تیسیر گفتہ السجدۃ اثنان سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ سجدۃ العبادۃ خاصۃ للہ وسجدۃ التحیۃ بدون اللہ بوجہ التکریم فی خمسۃ محال جائز

م۔ چہ بر تقدیر صحت ما نسب الیہا مقصود ہر سہ از تنویع سجدہ دفع توہم جواز وقوع عبادت است برائے مخلوق از ظاہر اسجدوا لآدم نہ جواز سجدۂ تحیت وقت ملاقات برائے امت مرحومہ۔ ت۔ وجہ عدم تمامیت استدلال یہ ہے۔ کہ اول توان اقوال کی نسبت ابی قتادہؓ اور ابن عباسؓ کی طرف مشتبہ غیر مستند ہے اور بر تقدیر صحت ہر سہ حضرات کا سجود کے اقسام تجویز کرنے میں مقصود یہ ہے۔ کہ اسجدوا لآدم کی ظاہر آیت سے جو سجدہ کا مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ اس مفہوم سے مخلوق کے لئے سجود بطریق عبادت کے دفع جواز توہم ہے نہ کہ امت مرحومہ کے لئے جواز سجدہ تحیت بوقت ملاقات (برخلاف امم سابقہ کے)

م۔ وہمچنیں استدلال بروایت جامع صغیر خانی۔ لاباس بوضع الخدین بید المشائخ۔ چہ مقصود ازیں عبارت جواز نہادن رخسارہ است بر دست مشائخ۔ ت۔ اور ایسا ہی استدلال بروایت جامع صغیر خانی کے کہ مشائخ کرام کے ہاتھوں پر رکھنا رخساروں کا بغرض تحیت وتکریم کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس عبارت سے مقصود جواز رکھنے رخساروں کا مشائخ کے ہاتھوں پر ہے (نہ سجدہ کرنا) م۔ وآنچہ در فتاوی تیسیر گفتہ۔ السجدۃ اثنان سجدۃ العبادۃ و سجدۃ التحیۃ۔ سجدۃ العبادۃ خاصۃ للہ وسجدۃ التحیۃ بدون اللہ بوجہ التکریم فی خمسۃ محال جائز۔ القوم للنبی۔ والمرید للشیخ۔ والرعیۃ للمالک والولد للوالدین والعبد للمولی فی کل حال یوعض انتہی ت۔ اور جو کہ فتاوی تیسیر میں بیان کیا ہے۔ کہ سجدہ دو قسم ہے سجدہ عبادت وسجدہ تحیۃ۔ سجدہ عبادت تو خالص اللہ تعالی کیلئے ہے۔ اور سجدۂ تحیۃ برائے غیر اللہ کے بوجہ تعظیم پانچ محل میں جائز ہے سجدہ قوم کا نبی کیلئے۔ مرید کا شیخ کیلئے۔ رعیت کا مالک کیلئے۔ اولاد کا والدین اور غلام کا مولی کیلئے ہر حال میں رخصت ہے انتہی

Marfat.com

الغوم للنبي والمريد للشيخ والرعية للمالك والولد للوالدين والعبد للمولى في كل حال يرخص انتهى. مخالف است از تحریر مذکور وکتب فقہ معتبرہ مثل درمختار وغیرہ وآنچہ در فتاوی سراجی گفتہ اذا سجد الانسان سجدۃ التحیۃ لا یکفر مفادش عدم کفر است نہ جواز وہمچنیں آنچہ در فتاوی خانی دان سجد الرجل الخ ودر کافی قال صدر الشهيد من سجد لغير الله الخ ودر کنز العباد از ظہیریہ اذا سجد الانسان الخ ودر کنز العباد ولو قبل رجل الارض بین یدی احد اہ مذکور است مفاد ہمہ عدم کفر است نہ جواز

م۔ مخالف است از تحقیق مذکور وکتب فقہ معتبرہ مثل درمختار[1] وغیرہ۔ ف (یہ عبارت تیسیر کی) تحقیق علمی اور کتب فقہ معتبرہ مثل درمختار وغیرہ کے مخالف ہے۔ م۔ وآنچہ در فتاوی سراجی گفتہ۔ اذا سجد الانسان سجدۃ التحیۃ لا یکفر۔ مفادش عدم کفر است نہ جواز۔ وہمچنیں آنچہ در فتاوی خانی وان سجد الرجل اہ ودر کافی قال صدر الشہید من سجد لغیر اللہ آہ ودر کنز العباد از ظہیریہ اذا سجد الانسان آہ ودر کنز العباد ولو قبل رجل الارض بین یدی احد آہ مذکور است۔ مفاد ہمہ عدم کفر است نہ جواز۔ ف۔ اور جو کہ فتاوی سراجی میں کہا ہے۔ کہ "جب کوئی شخص انسان کو سجدہ تحیت کرے تو کافر نہیں ہوتا۔" اس عبارت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سجدہ کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ سجدہ تحیت کا شرعی جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اور ایسا ہی جو کہ فتاوے خانی میں کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو سجدہ کرے آہ۔ اور کافی میں صدر الشہید کے حوالہ سے کہا ہے "جو شخص لغیر اللہ سجدہ کرے آہ۔" اور کنز العباد میں فتاوی ظہیریہ سے منقول ہے۔ اذا سجد الانسان آہ۔ اور کنز العباد میں "اگر کوئی شخص کسی آدمی کے آگے زمین کو بوسہ دے۔" مذکور ہے۔ ان سب روایات سے مراد عدم کفر ساجد کا ہے۔ نہ جواز شرعی سجدہ تحیت کا۔

---

[1] درمختار درباب حظر واباحت باید دید ۱۲ منہ۔

Marfat.com

وآنچہ در مشکوٰۃ وعن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم ورجلہ رواہ ابوداؤد۔ مفادش بوسہ دادن بہ دست و پا است نہ سجدہ وآں ہم بطریق سنت شائع نبود پس اقرب بالصواب آن مے نماید کہ کسے از ثقات و مقتدایان تقبیل مزارات متبرکہ ہم نہ نمایند تاکہ عوام کالانعام در ورطہ ضلال نیفتند چہ بہ سبب جہل فرق میان سجود و تقبیل کردہ نمے توانند۔

م۔ وآنچہ در مشکوٰۃ وعن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورجلہ رواہ ابوداؤد۔ مفادش بوسہ دادن بہ دست و پا است نہ سجدہ۔ وآں ہم بطریق سنت شائع نبود۔ ت۔ اور جو کہ مشکوٰۃ شریف میں زارع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ راوی وفد عبد القیس میں موجود تھا۔ کہتا ہے "جب ہم لوگ مدینہ شریف حاضر ہوئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اُتر کر (فرط محبت و تعظیم سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک و قدم شریف کو چومتے تھے۔" اس روایت کا مفاد یا حاصل ہاتھ پاؤں کا چومنا ہے نہ سجدہ کرنا۔ اور وہ بوسہ دینا بھی بطریق سنت سنیہ کے شائع (مروّج) نہ تھا۔ (بلکہ محض بطور اظہار محبت و تعظیم کے تھا)

م۔ پس اقرب بالصواب آں مے نماید۔ کہ کسے از ثقات، و مقتدایان تقبیل مزارات متبرکہ ہم نہ نماید۔ تاکہ عوام کالانعام در ورطہ ضلال نیفتند۔ چہ بہ سبب جہل فرق میان سجود و تقبیل کردن نمے توانند۔ ت۔ پس (تحقیق بالا کے پیش نظر) صواب کے زیادہ قریب یہی نظر آتا ہے۔ کہ اہل علم اور مقتدایان قوم میں سے کوئی شخص (احتیاطاً) مزارات متبرکہ کو بوسہ نہ دیوے تاکہ (دیکھا دیکھی) عوام کالانعام (بے سمجھ لوگ) گمراہی کے گرداب میں نہ پڑیں۔ کیونکہ جاہلیت کے باعث سجدہ اور بوسہ میں فرق نہیں کر سکتے اور قریب نظر سے بوسہ کو سجدہ سمجھ کر پیشانی رگڑنے کا ارتکاب نہ کریں۔

Marfat.com

جائے غور است تا چہ قدر شارع علیہ السلام اہتمام سد باب ایں امر در مرض وفات شریف فرمودہ حدیث لعن اللہ الیہود والنصاری الخ و لا تتخذوا قبری الخ شنیدہ باشی از تاویلات رکیکہ کہ مسلک یہود است اجتناب باید ورزید۔ و آنچہ در فتاوے تیسیر وغیرہ است بعد وضوح حق از کتاب و سنت و کتب معتبرہ فقہ قابل اعتماد نیست منہیات را ہم در حیز جواز مے آرد شاید ہمیں است وجہ تسمیہ بہ تیسیر چہ تیسیر و آسانی در ہمیں است کہ تقیید بحدے دون حدے نہ باشد عفی اللہ عنہ و عنا۔ و مفاد احادیث مذکورہ نہی از زیارات مزارات متبرکہ نیست۔

م۔ جائے غور است۔ چہ قدر شارع علیہ السلام اہتمام سد باب ایں امر در مرض وفات شریف فرمودہ۔ حدیث لعن اللہ الیہود والنصاری آہ۔ و لا تتخذوا قبری وثنا یعبد آہ۔ شنیدہ باشی۔ از تاویلات رکیکہ کہ مسلک یہود است اجتناب باید ورزید۔ ت۔ غور و سوچ کا مقام ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس امر (سجود وغیرہ) کی بندش و امتناع کا کتنا اہتمام مرض وفات شریف میں فرمایا ہے۔ حدیث لعن اللہ الیہود والنصاری آہ (اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت وارد کرے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا) اور حدیث لا تتخذوا قبری وثنا یعبد آہ (میری قبر کو پوجا پاٹ کا بت نہ بنا لینا) سنی ہوگی۔ سست اور بودی تاویلوں سے جو کہ یہود کا مسلک ہے پرہیز کرنا چاہیئے۔ م۔ و آنچہ در فتاوی تیسیر وغیرہ است بعد وضوح حق از کتاب و سنت و کتب معتبرہ فقہ قابل اعتماد نیست۔ منہیات را ہم در حیز جواز مے آید۔ شاید ہمیں وجہ است تسمیہ بہ تیسیر۔ چہ تیسیر و آسانی در ہمیں است کہ تقیید بحدے دون حدے نباشد۔ عفی اللہ عنہ و عنا۔ و مفاد احادیث مذکورہ نہی از زیارات مزارات متبرکہ نیست۔ ت۔ اور جو کہ فتاویٰ تیسیر میں از قسم اباحت و جواز سجود وغیرہ مذکور ہے۔ وہ عبارات مسطورہ کتاب و سنت اور کتب معتبرہ فقہ سے حق و صواب واضح ہونے کے بعد قابل اعتماد نہیں ہیں (صاحب فتاویٰ تیسیر) منہیات شرعیہ کو بھی جواز و اباحت کے محل میں لے آیا ہے۔ شاید فتاویٰ مذکور کی وجہ تسمیہ یہ تیسیر اسی وجہ سے ہے کہ سہولت و آسانی امور شرعیہ کی اسی میں ہے کہ کسی مقررہ حد پہ پابندی عاید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ صاحب فتاویٰ تیسیر اور ہم سب کی خطائیں معاف فرمائے۔ اور نیز احادیث مذکورہ کی حاصل مراد مزارات متبرکہ کی زیارت سے منع کرنا نہیں ہے۔

Marfat.com

بدلیل قولہ علیہ السلام کنت نھیتکم الخ بلکہ نہی از اتخاذ وثن وسجود برائے اوشان است

آمدیم بسر اصل سخن کہ بیان معرفت کاملان محقق بود ؎

گر بریزی بحر را در کوزۂ چند گنجد قسمت یکروزۂ

حضرت حق سبحانہ من وجہٍ ورای عالم است بآن معنے کہ نسبت موجودات با آنحضرت بہ حیثیت صوری چناں است کہ اگر دو صورت را از صور کونیہ اعتبار کنند ہر آئینہ آنحضرت سہ کنندۂ آں دو باشد وہکذا بدلیل قولہ تعالیٰ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم

م۔ بدلیل قولہ علیہ السلام کنت نھیتکم عن آہ۔ بلکہ نہی از اتخاذ وثن وسجود برائے اوشان است۔ ت۔ بدلیل (استحسان) قولہ علیہ السلام کنت نھینکم آہ (میں تم کو قبور کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا۔ ہاں۔ اب بعد وضوح توحید و رفع وہم بت پرستی) قبور کی زیارت کیا کرو۔ بلکہ حدیث کا مفاد (حاصل) قبروں کو بت بنا کر سجدہ کرنے سے منع فرمانے کا ہے۔ م۔ آمدیم بسر اصل سخن کہ بیان معرفت کاملان محقق بود ؎

گر بریزی بحر را در کوزۂ ؛ چند گنجد ؛ قسمت یکروزۂ ؛ ت۔ (مصنف محقق قدس سرہ فرماتے ہیں کہ) اب پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ مراد بیان کرنا طریقۂ معرفت کاملین اہل تحقیق کا ہے (اگرچہ یہاں تو یہ عالم ہے کہ) اگر تو دریا کے پانی کو پیالہ میں ڈالکر سمیٹنا چاہے تو (زیادہ سے زیادہ) صرف ایک دن (کی افطاری) کا نصیبہ ہی سما سکتا ہے۔ م۔ حضرت حق سبحانہ من وجہ ورائے عالم است۔ بآں معنی کہ نسبت موجودات بآں حضرت بہ حیثیت صوری چناں است۔ کہ اگر دو صورت را از صور کونیہ اعتبار کنند ہر آئینہ آں حضرت سہ کنندۂ آں دو باشد۔ وہکذا بدلیل قولہ تعالیٰ۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم۔ ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم

ف۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ من وجہ (ہویت ذاتیہ) عالم تکوین (امکان) سے جدا ہے (لیکن) بایں معنی کہ آں حضرت (ربوبیت) کے ساتھ نسبت موجودات (امکانی) کی بہ حیثیت صوری اس طرح ہے کہ اگر صورتہائے کونیہ میں سے دو صورتوں کو (امتیازاً) اعتبار کریں تو بالضرور آں حضرت (حق سبحانہ) ان دو صورتوں کے تین کرنے والے ہونگے۔ علیٰ ہذا القیاس بدلیل قولہ تعالیٰ ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم الایہ

Marfat.com

وکشف صریح وذوق صحیح اباء می کند از غیریت ذاتیہ فہو عین العالم وغیرہ ع

حیرت اندر حیرت است

پس او نشان نظر بمشاہدہ وحدت حقیقی واحدیت معنوی اہل جمع اند و نظر بملاحظہ غیریت اعتباری وتعدد صوری اہل فرق۔ نہ جمع شان حجاب فرق ایشان است و نہ فرق ایشان حجاب جمع مولوی معنوی قدس سرہٗ از ہمیں حیرت در شہود مے فرماید۔ بیت

گاہ خورشید وگہے دریا شوی ؎ گاہ کوہ قاف وگاہ عنقا شوی
تو نہ ایں باشی نہ آں در ذات خویش ؎ اے بروں از وہمہا وز بیش بیش
جائے دیگر فرمودہ حق منزہ از تن و من با تنم ؎ چوں چنیں گویم بباید کشتنم

م۔ وکشف صریح وذوق صحیح اباء می کند از غیریت ذاتیہ۔ فہو عین العالم وغیرہ۔ ع۔ حیرت اندر حیرت است۔

ف۔ اور کشف صریح وذوق صحیح غیریت ذاتیہ سے اباء (انکار) کرتا ہے۔ پس وہ حضرت ربوبیت (بلحاظ ظہور اسماء) عالم کا عین ہے۔ اور (بلحاظ ورائیت ذات) عالم تکوین وامکان کا غیر بھی ہے (شئون ذات وظہور صفات کے نمود میں) حیرت ہی حیرت ہے

م۔ پس او شان نظر بمشاہدہ وحدت حقیقی واحدیت معنوی اہل جمع اند۔ و نظر بملاحظہ غیریت اعتباری وتعدد صوری اہل فرق۔ نہ جمع شان حجاب فرق ایشاں است و نہ فرق ایشاں حجاب جمع۔ مولوی معنوی از ہمیں حیرت در شہود مے فرماید

بیت۔ گاہ خورشید وگہے دریا شوی ؎ گاہ کوہ قاف وگاہ عنقا شوی ؎ تو نہ ایں باشی نہ آں در ذات خویش ؎ اے بروں از وہمہا وز بیش بیش

جائے دیگر فرمودہ ؎ حق منزہ از تن و من با تنم ؎ چوں چنیں گویم بباید کشتنم ؎ ت۔ پس وہ حضرت حق سبحانہٗ نظر بمشاہدہٗ وحدت حقیقی واحدیت معنوی کے اہل جمع ہیں (عین العالم) اور نظر بملاحظہ غیریت اعتباری وتعدد صوری کے اہل فرق (غیرہ) نہ تو جمع ان کی حجاب فرق اعتباری (غیریت عالم) انکے ہے۔ اور نہ ہی فرق ان کا حجاب جمع حقیقی (عینیت عالم) مولوی معنوی قدس سرہٗ اسی مقام حیرت شہودیہ سے فرماتے ہیں۔ (اے خدا۔ ظہور تعینات میں) تو کبھی آفتاب میں جلوہ گر ہوتا ہے اور کبھی دریا میں (بپاہ بلندی وپستی توئی)۔ اور کبھی کوہ قاف (مجسم کا نمود) ہوتا ہے۔ اور کبھی عنقا (بے نشان)۔ ہاں۔ پھر تو اپنی ذات (کی وراء الورائیت) میں نہ یہ تعین ہوتا ہے نہ وہ۔ (بلکہ تعینات امکانی سے بالاتر ہے سبحانہٗ ہستی واجب الوجود ہے) اے وہ سبحانہ کہ ممکنات کے اوہام ناقصہ کی رسائی سے بالاتر اور وراء الورا ہے۔ ایک اور جگہ (حضرت جنید بغدادیؒ کی حکایت حال میں) فرماتے ہیں۔ حق تو جسم سے منزہ ہے اور میرا تعین جسمانی ہے اگر میں اپنے جسمانی تعین کو خدا کہوں تو مجھے بحکم شرع قتل

Marfat.com

مولانا نیاز احمد بریلوی قدس سرہ فرمودہ ؎ از خلق جدا ہستی و ہم در ہمہ ہائی ؛ وز جملہ مبرائی و در جملہ در آئی

جامی قدس سرہ السامی میفرماید ؎ نہ

نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور و نہ پری ؛ ایں ہمہ بر تو حجاب است تو چیزے دگری

ہیچ صورت نہ تواند کہ کند بند ترا ؛ در صور ظاہری اما نہ اسیر صوری

فلہ سبحانہ کمال ذاتی وراء کمال الاسماء لیس من شان البشر ادراکہ اکثر من انہ متحقق لہ تعالٰے

م۔ مولانا نیاز احمد بریلوی قدس سرہ فرمودہ ؎ از خلق جدا ہستی و ہم در ہمہ ہائی ؛ از جملہ مبرائی و در جملہ در آئی

جامی قدس سرہ السامی میفرماید ؎ نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور و نہ پری ؛ ایں ہمہ بر تو حجاب است تو چیزے دگری

ہیچ صورت نتواند کہ کند بند ترا ؛ در صور ظاہری اما نہ اسیر صوری ۔ ت۔ مولانا نیاز احمد بریلوی قدس سرہ نے فرمایا ہے

اے حق سبحانہ تو خلق (مکونات) سے جدا ہے۔ اور نیز سب میں موجود بھی ہے۔ تو تمام مخلوق (امکانی) سے مبرا ہے

(منزہ) ہے۔ اور تمام مخلوق (تعینات) میں تیرا ہی ظہور ہے (الملک لمن غلب تا میست زمن باقی) جامی قدس

سرہ فرماتے ہیں۔ اے دوست (محبوب سبحانہ) میں تجھ کو نہ تو (نمود ظہور میں) انسان کہہ سکتا ہوں اور نہ ہی (حسن و جمال

محبوب میں) حور نہ پری۔ یہ سب (تعینات ظہور) تجھ پہ حجاب (نمود) ہیں۔ تو خود (ذات سبحانہ) کوئی اور ہی (وراء الورا)

چیز ہے (تعین کی) کوئی صورت (تمثیلی) تیرے اطلاق و رائیت کو مقید و معین نہیں کر سکتی۔ ہاں تیرا شان ظہور

صفات شہود صور تہائے تعینات میں ہے لیکن تو (اپنی کمال ورائیت سے بذات خود) صور تعینات میں مقید

نہیں ہے۔ م۔ فلہ سبحانہ کمال ذاتی وراء کمال الاسماء لیس من شان البشر ادراکہ اکثر من انہ متحقق لہ تعالٰے ازلاً و

ابداً و ہو فی غایۃ التنزیہ عن التقیید بحیثیۃ دون حیثیۃ والانحصار فی جہۃ دون جہۃ بل لہ الاستیعاب فی کل الجہات

والاحاطۃ بکل الحیثیات لا یدرکہ الابصار۔ ت۔ پس اللہ تعالٰی مجدہ کیلئے کمال اسماء و صفات کے علاوہ کمال ذاتی

ثابت ہے۔ جو کہ بشر کی شان حدوث سے اس کمال کا ادراک اس حد سے زائد نہیں ہو سکتا۔ کہ "وہ کمال

ذاتی (وراء صفات متحققہ) حق سبحانہ و تعالٰی کیلئے ازلاً و ابداً (بطور وجوب ذاتی) متحقق و ثابت ہے۔

اور حق سبحانہ و تعالٰی کسی خاص حیثیت اعتباری (و صفاتی) میں تقیید اور کسی خاص جہت میں انحصار

سے غایت ہی منزہ ہے۔ بلکہ حق سبحانہ و تعالٰے کے لئے کل جہات کا استیعاب اور کل

حیثیات کا احاطہ ثابت ہے۔ جو کہ مدرک بالابصار (حواس ظاہری کا محسوس) نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

ازلاً وابداً وھو فی غایة التنزیه عن التقیید بحیثیة دون حیثیة والانحصار فی جهة دون جهة بل له الاستیعاب بکل الجهات والاحاطة بکل الحیثیات لاید رکه الابصار

پس حقیقت عالم نزد ایں عزیزاں ہماں حقیقت واحدہ متعینہ بہ تعین مجامع للتعینات است و ماہیات عبارت از ہمیں اعراض و تعینات اند چنانچہ ایں معنے از حدود شاں مبرہن میگردد۔ نمے بینی کہ ہر چند حقائق موجودات را تحدید کنند غیر از اعراض چیزے ظاہر نمے شود و مثلاً وقتے کہ گویند انسان حیوان ناطق است و حیوان جسمے است نامی متحرک بالارادہ و جسم جوہرے است موجود لافی موضوعٍ و موجود آں است کہ مراو را تحقق و حصول باشد دریں حدود ہر چہ مذکور شد

م۔ پس حقیقت عالم نزد ایں عزیزاں ہماں حقیقت واحدہ متعینہ بہ تعین مجامع للتعینات است۔ و ماہیات عبارت از ہمیں اعراض و تعینات اند۔ چنانچہ ایں معنے از حدود شاں مبرہن میگردد نمے بینی کہ ہر چند حقائق موجودات را تحدید کنند۔ غیر از اعراض چیزے ظاہر نمیشود۔ مثلاً وقتے کہ گویند۔ انسان حیوان ناطق است۔ و حیوان جسمے است نامی متحرک بالارادہ۔ و جسم جوہرے است موجود لافی موضوع۔ و موجود آں است کہ مراو را تحقق و حصول باشد۔ و ایں حدود ہر چہ مذکور شد از قبیل اعراض است۔

ت۔ پس عالم (تعینات) کی حقیقت ان بزرگوں (صوفیہ وجودیہ) کے نزدیک وہی حقیقت واحدہ (یگانہ) جو کہ متعین ہے بہ صفت ایسے تعین غالب کے کہ کل تعینات اعتباریہ کا جامع (کثرت کا مرجع) ہے اور ماہیات (حقائق اعتباریہ) انہی اعراض اور تعینات سے عبارت ہیں۔ چنانچہ یہ معنی مذکوران کی تعریفات (حقائق) سے مبرہن اور واضح ہوتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ہر چند حقائق موجودات کی تعریفات کی جاتی ہیں۔ تو سوائے اعراض (ورسومات) کے کوئی شے ظاہر نہیں ہوتی۔ مثلاً جب کہتے ہیں۔ کہ "انسان حیوان ناطق ہے۔" اور "حیوان ایک جسم نامی متحرک بالارادہ ہے۔" اور "جسم ایک جوہر ہے موجود لافی موضوع۔ (اپنے قیام کے لئے محل کا محتاج نہیں (بخلاف عرض (رنگ و بو۔ ذائقہ وغیرہ) جو کہ بغیر کسی محل کے ثابت نہیں ہو سکتی) موجود وہ ہے کہ جس کو تحقق (ثبوت) اور حصول ہو۔" ان تعریفات (مشہورہ) میں جو کچھ مذکور ہوا ہے وہ (نظر غائر اور فکر صحیح میں) سب اعراض کی قسم سے ہے۔

Marfat.com

ہمہ از قبیل اعراض است۔ بخلاف آں ذات مبہم کہ در ایں مفہومات ملحوظ است چہ معنے ناطق ذات لہ النطق و معنے نامی ذات لہ النمو۔ وہکذا پس ناچار ہماں ذات مبہم عین وجود صرف و ذات بحت است کہ قائم است بذاتِ خودش و مقوم است مرایں اعراض را۔ و او را باعتبار ہر تعینے نامی است و آثارے واحکامے۔ بیت

نام ونشانت نہ و دامن کشاں ❊ مے گذری بر ہمہ نام ونشاں

م۔ بخلاف آں ذات مبہم کہ دریں مفہومات ملحوظ است۔ چہ معنے ناطق ذات لہ النطق و معنی نامی ذات لہ النمو۔ وہکذا۔ پس ناچار ہماں ذات مبہم عین وجود صرف و ذات بحت است کہ قائم است بذاتِ خودش۔ و مُقوِّم است مرایں اعراض را۔ و او را باعتبار ہر تعینے نامے است و آثارے واحکامے

نام ونشانت نہ و دامن کشاں ❊ مے گذری بر ہمہ نام ونشاں[1]

ت۔ بخلاف اس ذات مبہم (مُعرّف) کے کہ ان مفہومات میں ملحوظ ہے کیونکہ ناطق کا معنی ذات من لہ النطق (بولنے والا شخص) اور نامی کا معنی۔ ذات لہ النمو (بڑھنے اور نشوونما والی شئے) اسی طرح سب مفہومات کو قیاس کیجئے۔ پس (اس تشریح سے ثابت ہُوا کہ) ضرورتاً وہی ذات مبہم (سبحانہ) عین وجود صرف اور ذات بحت (محض) ہے۔ جو کہ (حدود ماہیات سے بالاتر وراء الورا) بذات خود قائم ہے اور ان (ماہیات اعتباریہ) کی مقوّم (قوام اور حقیقت بنانے والی ہے) اور باعتبار ہر ایک تعین (مدارج) کے اس کا نام و عنوان علیحدہ اور آثار و اطوار مختلف اور احکام ظہور مستقل ہیں (درحقیقت) اے ذات سبحانہ تو نام و نشان (نمود تعینات) سے وراء الوراء ہے اور سب نام و نشانات و عنوانات (ظہورات) پر دامن کشاں (بطور غلبہ) تیرا ہی تسلط اور گذر ہے۔ کہ تعینات میں تیرا ہی ظہور ہے۔ (کل شئ ہالک الا وجہہ۔ یہ مشرب حضرات وجودیہ کا بیان ہُوا)

---

[1] الملک لمن غلبے نامے است زمن باقی ۱۲۔ (نام ونشان تعریفات و تعینات سے وراء الوراء ہستی جس کو احسن تکویم کے لئے لسان تکوین میں اخفی الضمائر (ھو) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وجود حقیقی اسی کا ہے متن و تو صرف نفسیاتی مظاہر کا بیان ہے۔ محض تعینات کا وجود ظلی ۱۲ مترجم

Marfat.com

مشرب صوفیہ شہودیہ در تکوین عالم

ونزد صوفیہ شہودیہ حقائق ممکنات عبارت از اعدام خاصہ منتہیہ بسوئے اعدام مطلقہ کہ اعیان ثابتہ است منصبغہ بعکوس اسماء و صفات خواہد بود پس عالم نمودی است بی بود لکن چونکہ بصنع خداوندی است لہٰذا منشاء است برائے احکام متمایزہ واقعیہ ازیں جا دانستے کہ صوفیہ کرام وجودیہ وشہودیہ ہر دو در واقعیتہ احکام متفق اند بہ طریقے کہ مخصوص بہر یکے است از دو فرقہ +

وصل در فنا و بیخودی بطریق من نیم ہمہ اوست

سبحانہ من جمیل لیس لوجہہ نقاب الا النور ولا لجمالہ حجاب الا الظہور

م۔ ونزد صوفیہ شہودیہ حقائق ممکنات عبارت از اعدام خاصہ منتہیہ بسوئے اعدام مطلقہ کہ اعیان ثابتہ است منصبغہ بعکوس اسماء وصفات خواہد بود۔ پس عالم نمود است بے بود۔ لیکن چونکہ بصنع خداوندی است لہٰذا منشاء است برائے احکام متمائزہ واقعیہ۔ ازیں جا دانستی کہ صوفیہ کرام وجودیہ وشہودیہ ہر دو در واقعیت احکام متفق اند بطریقے کہ مخصوص است بہر یکے از دو فرقہ۔ ت۔ اور صوفیہ شہودیہ کے نزدیک حقائق ممکنات (ظہورات تکوینیہ) عبارت ہیں اعدام خاصہ سے جو کہ منتہی ہیں طرف اعدام مطلقہ کے کہ وہ اعیان ثابتہ ہیں اور عکوس اسماء وصفات سے منصبغ (رنگین ومتجلی) ہو کر ظہور پایا۔ پس (انکے نزدیک حقیقت) عالم ایک نمود (محض) ہے بے بود (اور بے وجود) لیکن چونکہ خداوندی صنعت کاملہ سے مخلوق ہے۔ اس لئے احکام متمائزہ (مختلفہ) واقعیہ کا منشاء ہے (کہ جن پر دنیا وعقبی کے ثمرات مرتب ہیں) اس بیان سے معلوم ہوا۔ کہ صوفیائے کرام وجودیہ وشہودیہ دونوں فرقے اپنے اپنے طرز (نظریہ مشارب) سے واقعیت احکام (حقیقت ناثر ممکنات) میں متفق الرائے ہیں۔

وصل۔ (در فنا و بیخودی بطریق من نیم ہمہ اوست) ت۔ سبوح وہ ذات جمیل کہ اس کا نمود ہی اس کے چہرۂ ظہور کا نقاب ہے۔ اور اس کا غلبۂ ظہور ہی اس کے جمال حقیقت بطون کا حجاب ہے۔

Marfat.com

برادر اگر ترا ہزار سال حیات بخشند و طریق عبادت بانواعہا پیمائی ہر چند موجب نیل درجات و کشف و کرامات خواہد گشت۔ اما وصل محبوب ازلی و مشاہدہ شاہد لم یزلی بے سلوک طریق من نیم اوست و بغیر وصول بسر حد فنا، کہ ہمہ اشغال را بمثابہ مغز است از پوست نتوانی بچنگ آورد۔ **بیت**

ہیچ کس را تا نگردد او فنا ؛ نیست راہ در بارگاہِ کبریا

عارف جامیؒ مے فرماید ؎

از خودی بگسل جامی میزن در گمنامی ؛ کاندر تتق وحدت بیگانہ ترا یابم

ولنعم ما قیل ع

خویش را بیرون فگندم از حریم وصل دوست ؛ تا دریں خلوت سرای بیگانہ خود را یافتم

ت۔ اے منازل معرفت کے راہ رو بھائی اگر تجھے ہزار ہا سال کی زندگانی بخش دیں۔ اور (اپنی زندگی میں) تو ہر انواع و اقسام کی عبادتوں سے سلوک کا راستہ طے کرتا ہے۔ ہر چند کہ یہ (تیری جدوجہد نتائج میں) درجات عالیہ کے حصول کا موجب اور اثرات میں کشف و کرامات کا باعث ہوگی۔ لیکن (مقصد اصلی) محبوب ازلی کا قرب وصل اور شاہد لم یزلی کا مشاہدہ سوائے طریقہ سلوک "ہستی ذات (حقیقت) کے سامنے خودی موہوم اور حجاب تعین کو مٹانے اور بغیر وصول سرحد فناء (منشاء احکام و آثار وجود ظلی سے قطع نظر کرکے وجود حقیقی کو پیش نظر کرنے) کے" جو کہ سب اشغال سلوک طریقت کے لئے بمنزلہ چھلکا اُتار کر مغز برآوردہ کے ہے۔ حاصل نہیں کر سکتا۔ ؎ کسی شخص (طالب معرفت) کو جب تک وہ اپنی خودی موہومہ کو حقیقت غالبہ کے آگے فناء نہ کرے اور کالعدم قرار نہ دے۔ بارگاہ کبریاء (متعالی) میں راہ نہیں ملتا۔ عارف جامیؒ فرماتے ہیں ؎ اے جامی خودی موہومہ (نمود تعینات) کو توڑ کر اور کالعدم سمجھ کر گمنامی کا راہ اختیار کر۔ یا گمنامی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ کیونکہ سراپردۂ توحید میں تیرے تعین و تنزل کی ہستی موہوم بیگانہ ہے۔ کسی نے اچھا کہا ہے کہ ہم (طالبان حقیقت) نے حریم وصل دوست (منازل حقیقت میں کثرت کو ساتھ لے جانے سے) خودی موہومہ اور تعین مزعومہ کو باہر پھینک دیا ہے۔ کیونکہ اس خلوت سرائے وجود میں ہم نے اپنی خودی موہومہ (امکانی و تنزلاتی) کو بیگانہ (مانع وصول حقیقت) سمجھ لیا۔

Marfat.com

لہذا شاہبازان اوج وحدت کہ برزخ اند جامع مابین وجوب و امکان و مرأت اند واقع میان قِدم وحدثان از یک روئے مظہر اسرار لاہوتی اند واز روئے دیگر مجمع احکام ناسوتی دائما لسان حال او شاں بدیں مقالہ متکلم است وزبان جمعیت شان بدیں ترانہ مترنم از جامی علیہ الرحمۃ رباعیہ ؎

براوج کمال صبح صادق ماییم ❊ حل نکت وکشف دقائق ماییم
سرحق وخلق از دل ما بیرون نیست ❊ مجموعۂ مجموع حقائق ماییم

طالب صادق را از اول لاموجود الا اللہ آغاز انند و بسر حد نیستی و فنا میرسانند۔

اول ما آخر ہر منتہی ❊ زآخر ما جیب تمنا تہی

درحق ایشاں راست آید ؎ مدرسہ میں عاشقوں کے جسکی بسم اللہ ہو ❊ اس کا پہلا ہی سبق یار وفنا فی اللہ ہو۔

حکایت حال این بزرگان است۔

ف۔ اسی لئے شاہبازان (سالکان) اوج توحید کہ برزخ جامعہ (واسطہ بین الحق والخلق) ہیں درمیان وجوب و امکان کے۔ اور قدم وحدوث کے مابین آئینہ (حق نما) واقع ہیں۔ مدارج قرب حق کی وجہ سے اسرار لاہوتی کے مظہر ہیں۔ اور دوسری وجہ (تنزلات امکانی) سے احکام ناسوتی (انسان) کے مجمع ہیں۔ ان کی زبان حال (وارداتِ قلبی) اس قول کی متکلم ہے اور انکی کلام جمعیت (جامع اسرار حق) اس ترانہ کی مترنم۔ (گنگنانے والی) کہ جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ہم کمالات کی بلندی پر صبح صادق کا ظہور ہیں۔ نکات تخلیق کا حل کرنے والے اور اسرار حقیقت کی باریکیاں کھولنے والے (بیان کرنیوالے) ہم ہیں۔ حق اور خلق کا راز (توحید اور تخلیق کا بھید) ہمارے دلوں (قلوب مجلی) سے باہر نہیں ہے۔ سب حقائق (واقعیہ و اعتباریہ) کا مجموعہ (نمود) ہم ہیں۔ (یہ بزرگوار) ابتداء سلوک سے طالب صادق کو (لا الہ الا اللہ بمعنی) لاموجود الا اللہ (نفی وجود غیر کا سبق) شروع کراتے ہیں۔ اور انتہاء فناء ونیستی غیر کی سرحد (معرفت وجود حقیقی) تک پونچا دیتے ہیں۔ (مقولہ) "جہاں پہ دوسرے طرق سلوک کی انتہاء ہوتی ہے۔ وہاں سے ہماری ابتداء ہے اور ہماری انتہاء سے تو تمناء طلب (رسومات غیریت) کا قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے (مقام فنا و استغراق)"۔ انہی بزرگواروں کے حق میں درست آتا ہے اور (مولانا نیاز احمد صاحب بریلوی کے اشعار کا مفہوم کہ عشق حقیقی کی ابتدائی بسم اللہ مقام فنا فی اللہ (کمال طلب و استغراق) سے ہے۔ انہی بزرگوارونکی حکایت حال ہے۔

Marfat.com

این زمان جاں دامنم برتافتہ است ؎ بوئے پیراہان یوسف یافتہ است
گویا سیدی وسندی روحی وراحتی حضرت خواجہ شمس الدین رضی اللہ عنہ الآن دربیان
این راز وتلقین معنے کلمہ طیبہ متوجہ نشستہ اند ؏ ہست مجلس براں قرار کہ بود۔
و دلالت کلمہ طیبہ بر معنے مذکور بعد ملاحظ لزوم میان الٰہ و مفہوم مطلوب و محبوب و موجود
اذ کل ما تخذ آلہا لابدان یکون مطلوباً و محبوباً و موجوداً ظاہر است چہ لزوم بین بالمعنے
الاعم بعد استحضار مضمون خصوصاً پیش نظر خود کافی است اگرچہ در حضور مدلول و فہم
غیر کفایت نمی کند۔ گویا لا مطلوب الا اللہ و لا محبوب الا اللہ بطن است برائے
لا مستحق للعبادہ الا اللہ۔ چنانچہ لا موجود الا اللہ بطن است برائے لا محبوب الا اللہ

(حضور سیدنا وسندنا مجمع البحرین جامع بین الشریعۃ والطریقۃ ذوالمجد والتمکین سیادت ونجابت پناہ
حضرت الشیخ السلطان السید مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام فرماتے ہیں) اس وقت میری روح
بوئے پیراہن یوسف (آثار فیوضات محبوب مقتدا) سے بیتاب ہو رہی ہے۔ گویا سیدی سندی
میری روح اور روح کی تازگی وتکمیل حضرت خواجہ شیخ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ اب اس راز
(اسرار توحید) کے بیان اور معنی کلمہ طیبہ کی تلقین وتعلیم میں متوجہ تشریف فرما ہیں۔ اور مجلس گرامی (برزخی)
اسی قرار پر ہے جس طور پر کہ سابقاً (دنیاوی نمود حسی میں) ہوا کرتی تھی۔ اور کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ) کی دلالت
معنی مذکور (لا موجود الا اللہ) پر بعد ملاحظہ تلازم کے درمیان الٰہ اور مفہوم مطلوب ومحبوب وموجود کے ظاہر
ہے۔ کیونکہ الٰہ (معبود) کی شان سے مطلوب ومحبوب وموجود ہونا ظاہر ہے۔ وجہ ظہور مراد کی یہ ہے کہ لزوم
بین بالمعنی الاعم خصوصاً بعد استحضار (حضور ذہنی) مضمون (ملازمہ) کے پیش نظر خود مستدل متکلم کے لئے
تو کافی ہے۔ اگرچہ حضور مدلول اور فہم غیر میں کفایت نہیں کرتا۔[1] اور یہ ظہور مراد یا تو بطریق مطابقت ہوگی
کیونکہ ارادہ کے بعد مجاز ہوگا۔ اور میزانیین کی نزدیک معانی مجازیہ پہ دلالت مطابقۃ ہے اور یا بطریق التزام
جیساکہ متکلمین کے نزدیک۔ تو گویا لا مطلوب الا اللہ اور لا محبوب الا اللہ بطن ہے برائے مفہوم
لا مستحق للعبادۃ الا اللہ کے۔ جیساکہ لا موجود الا اللہ بطن ہے واسطے مفہوم لا محبوب الا اللہ کے۔

---

[1] یا بطریق مطابقت۔ چہ بعد ارادہ مجاز خواہد بود۔ ودلالۃ بر معانی مجازیہ مطابقۃ است عند المیزانیین یا بطریق التزام کما ہو عند غیرہم ۱۲ منہ

مخاطب تلقین اول اے لا مستحق الخ مشرکین عرب و مخاطب بثانی خواص بعد دخول در اسلام قل ان کان آباءکم الخ و مخاطب بثالث اخص خواص و ہم چنین بہ نظائر آں از اسرار چنانچہ حدیث مروی از ابی ہریرہ رض و اقوال سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ایں عجالہ گنجائش آنہا ندارد دال اند بریں معنے حضرت حق سبحانہ از روئے حقیقت و ذات مدرک و مفہوم و مشہود و معلوم ہیچ کس نتواند بود و لا یحیطون بہ علماً پایۂ رفعت ادراکش از طمح حواس و قمح قیاس متعالی است ہر چہ در عقل و فہم و وہم و حواس و قیاس گنجد ذات او سبحانہ ازاں منزہ و مقدس است چہ ایں ہمہ محدثات اند۔ اما از روئے ہستی پیداتر از ہمہ چیزہا است

ف ذات حق مشہود نیست و ہستی او پیداتر است

تلقین اول یعنی لا الہ الا اللہ بمعنی لا مستحق للعبادۃ کے مخاطب مشرکین عرب ہیں (کہ ان سے نفی عبادت غیر یعنی اصنام وغیرہ مطلوب ہے) اور دوسری تلقین (لا مطلوب الا اللہ و لا محبوب الا اللہ) کے مخاطب خواص مسلمین ہیں۔ (جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ذکر کلمہ طیبہ محض رضائے مولیٰ و محبت الٰہی کے لئے کرتے ہیں) آیۃ شریفہ قل ان کان آباءکم آہ ملاحظہ ہو (کہ اس آیت کا مضمون نفی محبت غیر اللہ پر دال ہے۔ خواہ نیل درجات ہی کیوں نہ ہو) اور تیسری تلقین (لا موجود الا اللہ) کے مخاطب اخص الخواص ہیں (کہ انکے مشاہدۂ حق بین میں غیر کا وجود ہی منتفی ہے) اور ایسا ہی (امتیاز مدارج خطاب بہ امتیاز عقول و رسائی ہمت مخاطبین کا معاملہ ہے) مضمون مذکورہ کے نظائر کے ساتھ اسرار (حکم قرآنی میں) سے جیسا کہ (احادیث و آثار میں) حدیث مروی ابوہریرہ رض سے اور اقوال سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ اس عجالۃ الوقت میں انکی گنجائش نہیں ہے۔ اسی معنی (فرق مراتب مخاطبین) پر دال ہیں۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از روئے حقیقت و ذات کے مدرک و مفہوم و مشہود و معلوم کسی کے نہیں ہو سکتے (ذات مقدس کسی کے ادراک و فہم و علم و مشاہدہ میں نہیں آ سکتی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ممکنات کا علم حق تعالیٰ کو احاطہ نہیں کر سکتا۔ اسکی رفعت ادراک کا پایہ حواس کے پیش نظر اور قیاس کے سر اٹھانے سے بالاتر ہے۔ جو کچھ عقل و فہم اور وہم و قیاس وغیرہ حادثات امکانی میں سماتا ہے۔ او تعالے سبحانہ کی ذات واجب اس سے منزہ تر اور مقدس ہے۔ لیکن از روئے ظہور ہستی سب اشیاء موجودات سے ظاہر تر ہے۔

Marfat.com

ولنعم ما قیل بیت

دانا کہ سخن بکنہ او بست ❖ برکنگرهٔ شعلہ تار مو بست

این مرحلہ گرچہ دل نشین است ہشدار کہ بادش آتشین است

فسبحان من ظاہر لا یخفی و خفیٍ لا یظہر ظاہر تر است کہ از غایت پیدائی پنہان است رکوز او در قلوب ملأ سافل چہ ادنی و اعلیٰ و دانا و نادان با وجود عدم تعقل و احساس دلیل است بر ظہور تام و ہستی کامل او را بیچارۂ دہری از ین بادہ دست حرماں در بغل و خاک بر سر موئے کشانش در محکمہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ بردہ بالزام اقرار وجود او سبحانہ من حیث لا یشعر خیرہ چشم نمودند۔ فانہ ورد لا تسبوا الدھر۔

کسی نے اچھا کہا ہے کہ جس دانشمند نے او تعالیٰ کی معرفت کنہ (ذات) میں کلام کی اس نے کنگرۂ عرش پر بال کی تار باندھی۔ یہ منزل (بیان کلام معرفت) اگرچہ دل پسند ہے مگر ہوش رکھنا کہ اسکی ہوا آتشین ہے۔ پس ذات سبحانہ وہ ظاہر تام کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور ایسا خفی باطن کہ ظاہر نہیں ہے (من حیث الوجود و غلبۂ صفات ظاہر ہے۔ و من حیث عدم ادراک و احاطۂ علوم نارسا امکانی باطن ہے) بلحاظ ظہور کمال اتنا ظاہر ہے کہ نہایت ظہور کے باعث پوشیدہ ہے۔ (ابصار و بصائر کا مدرک و معلوم نہیں ہو سکتا) ملأ سافل (زمین کے باسی۔ طبقۂ انسانی) کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ کیا دانا کیا نادان سب کے دلوں میں باوجود محسوس و معقول نہ ہونے کے۔ اس کا مرکوز (ثابت و راسخ) ہونا اسکے ظہور تام و ہستی کامل کی بین دلیل ہے۔ ہاں دہری (نیچری) بیچارہ اس شراب ناب (اقرار الوہیت) سے محرومی کا خالی ہاتھ بغل میں اور خاک مذلّت سر پر (معلم فطرت) اس کو پیشانی کے بالوں سے کھینچتے ہوئے محکمۂ "اینما تولوا فثم وجہ اللہ" میں لے جا کر اس سے اقرار حقیقت اس طرح کرا لیتا ہے کہ وہ اندھا ہو جاتا ہے اور اسکو اس اقرار الوہیت کا شعور ہی نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں وارد ہے۔ لا تسبوا الدہر آہ۔ دہر کو برا نہ کہو دہر بھی اللہ کی ید قدرت میں ہے

ؔ یعنی جدھر منہ کرو ادھر ہی خدا کی ذات ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کے بارہ میں جو مشرب وابستہ اختیار کرد۔

الوہیت کا اقرار لازم آتا ہے پھر دہری کو دہر کے اقرار سے خالق کا اقرار لازم آتا ہے۔ کہ دہر بھی ید قدرت میں ہے۔

Marfat.com

معرفت او سبحانہ من حیث التجرد از اسماء و صفات ممکن نیست مگر بوجہ اجمالی کہ وراء آنچہ متعین شدہ است امرے است کہ ظہور ہر متعین بدوست فلذالک ورد و یحذرکم اللہ نفسہ واللہ رؤف بالعباد۔ **فائدہ** صوفیہ موحدین و حکماء محققین متفق اند در نفی مجعولیت از اعیان ثابتہ و ماہیات بمعنے آنکہ عقل تجویز نے کند معنے جعل و تصییر را میان ماہیت و نفس خودش لعدم المغائرۃ و کلام شیخ محقق صدر الحق والدین القنوی و متابعان او دریں مقام ناظر بآن است کہ جعل را عبارت از افاضہ وجود عینی خارجی قرار دادہ شود چہ بر تقدیر گردانیدن مجعولیت عبارت از احتیاج بفاعل نفی آن راست نمی آید۔ زیرا کہ احتیاج بفاعل از لوازم ماہیات ممکنہ است خواہ در وجود علمی خواہ در وجود عینی و چونکہ ایں تخصیص و تقیید تکلف است و راجع باصطلاح پس صواب دریں مقام ہماں است کہ اولاً شنیدی۔

او تعالٰے سبحانہ کی معرفت ذات بہ حیثیت تجرد از اسماء و صفات (من حیث ہی) کے ممکن نہیں۔ مگر بوجہ اجمالی کے بایں طور کہ جو کچھ متعین ہو چکا ہے۔ اس کے ماوراء ایک امر ہے کہ ہر متعین کا ظہور اسی سے ہے۔ اسی لئے وارد ہے کہ اللہ تعالٰے تم (سرمایہ داران وما اوتیتم من العلم الا قلیلا) کو اپنی ذات بحت کی معرفت کے درپے ہونے سے ڈراتا ہے۔ اور یہ ڈرانا بہ تقاضائے رافت و رحمت ربانی ہے۔

صوفیائے موحدین اور حکمائے محققین (فلاسفہ اسلام) اعیان ثابتہ (صور علمیہ حق) اور ماہیات (حقائق) سے نفی مجعولیت (تصییر) میں متحد الخیال ہیں۔ بایں معنی کہ ماہیت اور خود اس کے نفس میں بوجہ عدم مغائرت کے معنی جعل و تاثیر (تصییر) کو عقل تجویز نہیں کرتا۔ اور شیخ صدر الدین قونوی (تلمیذ حضرت الشیخ الاکبر) اور اس کے تابعین کی کلام اس مقام (نفی مجعولیت) میں اس طرف ناظر (بصیرت پذیر) ہے کہ جعل (منفی) سے مراد افاضہ وجود عینی خارجی قرار دیا جائے (نہ احتیاج بفاعل ہر صدور ذاتہ) کیونکہ مجعولیت سے اگر عبارت احتیاج بفاعل ہو۔ تو جعل کی نفی درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ احتیاج بفاعل ماہیات ممکنہ کے لوازمات میں سے ہے۔ خواہ وجود علمی (اعیان ثابتہ) میں ہو۔ خواہ وجود عینی (ماہیات) میں۔ (مصنف رضی اللہ عنہ وعلیٰ اسلافہ الکرام فرماتے ہیں کہ) چونکہ یہ تخصیص (معنی جعل میں) اور تقیید (بافاضہ وجود عینی) تکلف ہے۔ اور راجع باصطلاح (ولا مشاحۃ فی الاصطلاح) پس اس مقام میں صواب دید وہی ہے۔ جو کہ پہلے بیان ہو چکا۔ (اور محققین کی تحقیق ہے)۔

Marfat.com

ف ۔ الاعیان ماشمت رائحۃ الوجود یعنے اعیان ثابتہ کہ صور علمیہ حق اند و بطون و خفا لازم ذاتی اوشان است بوئے از وجود خارجی بمشام اوشان نرسیدہ یعنی آنچہ ظاہر مے شود۔ احکام و آثار ایں اعیان است کہ بوجود یا در وجود حق ظاہر مے شوند۔ ذات ایں اعیان۔

ف ۔ اعیان را دو اعتبار است۔ اول آنکہ اعیان مرایائے وجود حق و اسماء و صفات است۔ دوم آنکہ وجود حق مرآۃ آں اعیان است۔ پس بر مقتضائے اعتبار اول غیر از وجود حق سبحانہ کہ متعدد است بہ تعدد احکام ہیچ مشہود نیست و با اعتبار دوم غیر از اعیان و وجود حق متجلی نیست مگر از وراء تتق عارف غیب را باعتبار مقام اول ذوالعین و ثانی ذوالعقل و ہر دو ذوالعین و ذوالعقل مے خوانند۔

(صوفیان کرام کا قول ہے کہ) اعیان نے وجود کی بُو بھی نہیں پائی۔ یعنی اعیان ثابتہ جو کہ صور علمیہ حق ہیں۔ اور بطون و پوشیدگی ان کی ذات و ماہیت کو لازم ہے۔ وجود عینی خارجی کی بُو بھی انکے مشام (ناک) تک نہیں پہنچی۔ یعنی جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہے ان اعیان کے احکام و آثار ہیں۔ "کہ (بصورت اعیان کے مرآت وجود حق آئینہ حق نما اعتبار ہونے کے) وجود حق کیساتھ یا بوجود وجود حق کے مرآت اعیان "آئینہ جہاں نما" ہونیکے) وجود حق میں ظاہر ہوتے ہیں۔" نہ ذات ان اعیان) کے اعیان ثابتہ کے لئے دو اعتبار ہیں اول یہ کہ اعیان مرآیائے (آئینہا) وجود حق سبحانہ و اسماء و صفات ہیں۔ دوم یہ کہ وجود حق سبحانہ مرآت (آئینہ) ان اعیان کا ہے۔ پس اعتبار اول کے مقتضی پر سوائے وجود حق کے۔ "کہ وہی متعدد ہے بہ ظہور تعدد احکام و آثار۔" کوئی چیز مشہود نہیں ہے۔ اور باعتبار دوم کے سوائے اندمثل) اعیان کے (کچھ مشہود نہیں) اور وجود حق سبحانہ متجلی نہیں ہے مگر تتق (حجابہائے) غیب سے۔ عارف کو باعتبار حصول مقام اول (اعیان آئینہائے وجود حق) کے ذوالعین (صاحب بصر و نظر) اور باعتبار مقام ثانی (وجود حق مرآۃ اعیان) کے ذوالعقل (صاحب بصیرت) اور باعتبار حصول ہر دو مقامات کے ذوالعین و ذوالعقل کہتے ہیں۔

۱؎ یعنی اعیان و صور علمیہ کا تمثل بصورت کائنات عکوس اسماء و صفات و ظہور وجود حق آئینہ ہے ظہور وجود کے لئے۔ اور چونکہ اعیان کے لئے وجود خارجی نہیں لہٰذا اعیان وجود حق سے ہی متجلی ہیں۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

ف۔ گاہے ظاہر وجود را مے گویند در مقابلہ باطن وجود کہ مرتبہ لاتعین وتجرد است از مظاہر فحینئذٍ ظاہر وجود عبارت از مراتب تعینات کلیہ وجزئیہ ووجوبیہ وامکانیہ خواہد بود۔ وگاہے ظاہر وجود بمقابلہ باطن وجود کہ عبارت از صور علمیہ اعیان ثابتہ است اطلاق مے نمایند وحینئذٍ مراد بوے حیثیت عالمیت حضرت وجود است چہ حیثیت معلومیت کہ صور علمیہ واعیان ثابتہ است باطن وپوشیدہ است در ذات عالم وذات عالم نسبت بآن ظاہر این معنے را در نفس خود ببین بعد تمہید ہذا خواہی دانست۔ وقتیکہ گویند وجوب صفت ظاہر وجود است۔ کہ مراد بآں معنے ثانی است نہ معنے اول

گاہے ظاہر وجود کو باطن وجود "جوکہ مرتبۂ لاتعین ومظاہر سے تجرد کا ہے" کے مقابلہ میں اطلاق کرتے ہیں۔ پس اس تقدیر پہ ظاہر وجود عبارت مراتب تعینات کلیہ وجزئیہ ووجوبیہ وامکانیہ سے ہوگا۔ اور گاہے ظاہر وجود کو بمقابلۂ باطن وجود کے۔ "جوکہ عبارت صور علمیہ حق یعنی اعیان ثابتہ سے ہے" بولتے ہیں۔ اس وقت مراد ظاہر وجود سے حیثیت عالمیت حضرت وجود کی ہے۔ کیونکہ حیثیت معلومیت کی "کہ صور علمیۂ حق واعیان ثابتہ ہیں۔ باطن اور ذات عالم میں پوشیدہ ہے۔ اور عالم (حضرت وجود) نسبت بر اعیان ثابتہ کے ظاہر ہے۔ اس معنے کو اپنے نفس میں[1] ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ اس تمہید کے بعد معلوم ہوگا۔ کہ جب کہتے ہیں۔ کہ "وجوب ظاہر وجود کی صفت ہے" تو مراد اس سے معنی ثانی (حیثیت عالمیت) ہے نہ معنی اول (مراتب تعینات)

---

[1] انسان کسی امر کے کرنے یا بولنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اول اس امر کی صورت بطور خیال انسان کے ذہن میں وارد ہوتی ہے۔ پھر خارج میں اس کی شکل ظاہر ہوتی ہے۔ نہ بعینہٖ وہ خیال۔ لیکن انسان میں تو اس کی حیثیت محض خیال کی رہتی ہے۔ اور ذات حق میں عین ثابت۔ مولٰں سہ

آں خیالاتے کہ دام اولیاء است ❊ عکس ماہرویان بستان خداست (مولانا قدم) قلم
(اعیان ثابتہ)

ف۔ قضا عبارت است از حکم الٰہی کلی بر اعیان موجودات باحکام جاریہ بر ایشان و قدر عبارت است از تفصیل آں حکم و تخصیص آں باوقات و ازمانیکہ استعدادات ایشان اقتضاء وقوع مے کنند در آن و سر قدر آں است کہ ممکن نیست ہر عینے را از اعیان ثابتہ در فیض مقدس مگر ہماں عطیہ کہ در فیض اقدس یافتہ است و سر سر قدر آں است کہ ممکن نیست کہ حق سبحانہ متغیر گرداند اعیان ثابتہ را کہ نسب و شئون ذاتیہ حق اند پس علم تابع معلوم است بآں معنے کہ مر علم ازلی را ہیچ اثرے نیست در معلوم باثبات امرے کہ مر او را ثابت نبودہ باشد یا بہ نفی امرے کہ ثابت بودہ باشد بلکہ تعلق علم بوے براں وجہ است کہ آں معلوم فی حد ذاتہ براں است و علم را در وے ہیچ گونہ تاثیرے و سرائیتے نے۔

قضاء الٰہی عبارت ہے حکم الٰہی کلی سے جو کہ اعیان موجودات پر احکام جاریہ سے وارد ہوتا ہے (جو احکام موجودات کی ذاتوں پر جاری ہوتے ہیں۔ ان کے نفاذ کا نام قضاء الٰہی ہے) اور قدر عبارت ہے اس حکم الٰہی کلی کی تفصیل اور تخصیص ان اوقات و زمانوں کے ساتھ کہ موجودات کی استعدادیں ان اوقات (معینہ) میں وقوع کا اقتضا کرتی ہیں (موجودات کی استعدادیں حکم کلی الٰہی سے جن اوقات کے تخصیص وقوع کا تقاضا کرتی ہیں انکی تفصیل کا نام قدر ہے) اور سر قدر (تقسیم استعدادات) یہ ہے کہ فیض مقدس (کی تقسیم) میں ہر عین کو اعیان میں سے ممکن الحصول نہیں مگر وہی عطیہ جو کہ فیض اقدس[1] میں اسکے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اور سر سر قدر (علت تقسیم استعدادات) یہ ہے کہ ممکن الوقوع نہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ متغیر کرے اعیان ثابتہ کو کہ نسب اور شئون ذاتیہ حق کے ہیں پس (معلوم ہوا) کہ علم تابع معلوم کے ہے۔ اس معنے سے کہ علم ازلی کو معلوم (کائنات) میں "ایسے امر کے ثابت کرنے کا کہ (فیض مقدس میں) اس (معلوم) کے لئے ثابت نہ ہو۔ یا ایسے امر کی نفی کرنے میں جو کہ (معلوم کیلئے) ثابت ہو چکا ہو" کچھ اثر نہیں۔ بلکہ علم حق کا تعلق معلوم سے اس وجہ پر ہے۔ کہ وہ معلوم (مکون) فی نفسہ اس حالت پر واقع ہے اور علم[2] کو اس معلوم میں کسی قسم کی تاثیر و سرایت (تغیر کی) نہیں ہے۔

---

[1] فیض اقدس میں تفویض و تعیین استعدادات اور فیض مقدس میں تقسیم عطایا علی حسب الاستعدادات المفوضہ۔ ۱۲ مترجم

[2] اس بیان سے امکان کذب کا بطلان بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ وجوب حق و علم بالصدق کے منافی و مغائر ہے۔ باقی ص ۱۷۶ پر

ازیں جا دفع اعتراض مشہور کہ مے گویند کہ کفر ابوجہل چونکہ معلوم باری عز اسمہ است تکلیف بہ نقیض او تکلیف بہ محال است معلوم نمودی نعم نظر بفیض اقدس عند ارباب العقول باقی خواہد ماند۔ ف ۔ امداد حق سبحانہ و تعالیٰ باعیان موجودات در ہر نفسے تجلی واحد است کہ عارض مے شود۔ مراورا بحسب قوابل و مراتب تعینات متعددہ و نعوت و صفات و اسماء متکثرہ نہ آنکہ آں تجلی فی نفسہ متعدد است و آں تجلی نیست مگر وجودی۔ اگر طرفۃ العین ایں امداد انقطاع یابد عالم بعدم اصلی خود باز گردد و تفاوتے کہ در ماہیات بتقدم و تاخر در قبول وجود واقع است بہ سبب تفاوت استعداد ایشان است پس ہر ماہیتے کہ تام الاستعداد است در قبول فیض اقدام و اسرع است۔

اس بیان سے اعتراض مشہور "کہ کفر ابوجہل (کفار) چونکہ باری عز اسمہ کو معلوم ہے۔ (تو پھر) اس کی نقیض (اسلام) سے تکلیف دینا۔ (مامور کرنا از قسم) تکلیف بہ محال ہے" کا دفعیہ معلوم ہو گیا۔ ہاں نظر بہ فیض اقدس (عطائے استعداد) ارباب عقول کے نزدیک باقی رہ جائے گا۔ اعیان (ذوات) موجودات کو حق تعالیٰ کی امداد (ابقائے عالم) ہر نفس و آن میں تجلی واحد ہے۔ کہ اعیان موجودات کو بلحاظ قابلیات و مراتب تعینات متعددہ کے اور مطابق نعوت و صفات و اسماء متکثرہ کے تجلائے وحدانی عارض ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ تجلی فی نفسہ متعدد ہو (بلکہ متجلائے متکثرہ پہ تجلائے واحد کا عکس نورانیت ہے) اور وہ تجلی وجودی (افاضۂ وجود) ہے۔ اگر بمقدار آنکھ جھپکنے (ایک سیکنڈ) کے یہ (فیضان) امداد منقطع ہو تو عالم (کائنات) اپنے عدم اصلی کو لوٹ جائے۔ (پس جبکہ اعیان موجودات پہ تجلی تو واحد ہی ہے۔ اور فیضان میں بھی یکسانیت ہے) پھر وہ فرق جو کہ ماہیات کے وجود کو قبول کرنے میں تقدیم و تاخیر کے طور پر واقع ہے بہ سبب فرق مراتب استعدادات ماہیات کے ہے۔ پس جس ماہیت کی استعداد تام اور کامل ہے۔ وہ قبول فیض (وجود و انوار و اسرار) میں سب سے پہلے اور جلد تر و متجلی تر ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۵ ؎ ۱۔ وصفاتہ لا تتغیر و لا تتغایر ۱۲ مترجم ؎ ۲ ایسے ہی قدرت و ارادہ کو بھی صفات حق میں تاثیر دو سرایت تغیر کی نہیں ہے کہ صفاتہ سواسیۃ فی التعلق بذاتہ الواجب ۱۲ مترجم

Marfat.com

چوں قلم اعلیٰ کہ مسمٰی است بعقل اول و ہر ماہیتے کہ بپایۂ انحطاط است خواہ بیک واسطہ یا وسائط مؤخر است در قبول فیض توضیح ایں راز ورود آتش بر لفظ دکبریت و حطب یابس و حطب اخضر دریاب بر آدر پیش ازیں فہمیدہ باشی کہ بیان علل مناسبہ و مبائنہ در فیض مقدس میتواں کرد۔ اما در فیض اقدس متعذر است زیرا کہ از اسرار الٰہیہ است۔ ف بحر را حقیقتے بجز آب کثیر نیست اما چوں آں حقیقت متعین شود بصورت امواج موج خوانند و بشکل حباب حبابش گویند۔ و ہم چنیں چوں متصاعد شود بخار باشد و بعد تراکم ابر شود و بسبب تقاطر باراں گردد۔ و او بعد از اجتماع و قبل از وصول بہ بحر سیل مے باشد و بعد وصول بہ بحر بحر۔ پس نیست ایں جا مگر امرے واحد مسمٰی باسامی متعددہ

جیسا کہ قلم اعلیٰ جو کہ عقل اول (کی نورانیت) سے مسمّٰی ہے۔ اور جو ماہیت کہ پایۂ انحطاط (کم درجہ) میں ہے خواہ یک واسطہ یا وسائط کثیرہ سے (صفوت متاخرہ میں) ہے۔ وہ قبول فیض میں مؤخر ہے۔ اس راز کی وضاحت مٹی کے تیل اور گندھک پر اور خشک لکڑی و تر لکڑی پر آگ کے پڑنے (یا ڈالنے) سے دیکھ اور سمجھ لیجیئے۔ (باقی رہا استعدادات کے فرق اور منشاء فرق کا سوال) تو اے برادر (طالب علم طریقت و سالک مسالک حقیقت) اس سے پہلے (بیان سر سر قدر میں) تو نے سمجھ لیا ہو گا۔ کہ علتہائے مناسبہ (مقتضیہ) اور مبائنہ (مضادہ) کا بیان فیض مقدس (مظاہر تقسیم استعدادات) میں تو کیا جا سکتا ہے لیکن فیض اقدس (منشاء فیضان استعدادات) میں متعذر ہے۔ کیونکہ (فیض اقدس محض) اسرار الٰہیہ سے ہے۔ دریا کی حقیقت (نمود) بجز آب کثیر کے نہیں۔ لیکن وہ حقیقت آبی جب بصورت امواج (لہروں) کے متعین ہو۔ اس کو موج (دریائی) کہتے ہیں۔ اور حباب (بلبلوں) کی شکلیں نمودار ہوں تو بلبلا کہتے ہیں۔ اور ایسا ہی جب (دریا کا پانی حرارت آفتاب و حبس ہوا سے) اوپر کو متصاعد (بصورت ذرات) ہوتا ہے۔ تو بخار بنتا ہے۔ اور (فضائے سماوی کی برودت) میں اجتماع بخارات سے بادل کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ اور (معصرات میں سے) بوجہ تقاطر (متواتر قطرے گرنے سے) بارش۔ اور وہ بارش (زمین پر) مجتمع ہو کر دریا میں ملنے سے پہلے (ندی نالوں میں) سیل رواں ہوتا ہے۔ اور پھر دریا میں ملکر دریا ہو جاتا ہے۔ پس یہاں (بیان توحید میں) درحقیقت ایک ہی چیز ہے جو کہ (مختلف تعینات و تعوت تنزلات میں) اسمائے متعددہ سے موسوم ہے ؎ صورت از بیصورتی آمد بروں ٭ باز شد انا الیہ راجعون ٭ (رومی)

Marfat.com

ہم چنیں حقیقت حق سبحانہ نزد ایں بزرگوارں نیست مگر وجود مطلق کہ بواسطہ تقیید بمقیدات مسمی میگردد باسامی مختلفہ اعنے عقل و نفس و فلک واجرام وطبائع وموالید الی غیر ذالک ہماں وجود مطلق از حضرت احدیت بواحدیت واز واحدیت بحضرت ربوبیت باز بحضرت کونیہ داناں بحضرت جامعہ انسانیہ تنزل فرمودہ چوں جاہل نظر کند بصورت موج وحباب وبخار وابر وسیل گوید کہ بحر کجا است ہمے داند کہ بحر نیست الاآب مطلق کہ بصور ایں مقیدات برآمدہ است وہم چنیں چوں نظر کند بمراتب عقول ونفوس وافلاک وغیر ذالک میگوید دین الحق واز ین کہ ایں ہمہ مظاہر اوبند بے خبر برادر ایں ہمہ تمثیلات برائے توضیح است وتنزل غیر معقول ومحسوس بمنزلہ آن والا آنجا کہ نہ کل است ونہ جزو نہ انحصار در مقیدات بل الآن کما کان۔

ایسا ہی ان بزرگواران کے نزدیک حق سبحانہ وتعالیٰ کی حقیقت (ظاہرہ) محض وجود مطلق ہے جو بواسطہ تقیید کے مقیدات (تعینات) متعددہ کے ساتھ مسمی باسمائے مختلفہ یعنی عقل و نفس و فلک واجرام وطبائع وموالید وغیر ذالک کے ہوتا ہے۔ اسی وجود مطلق نے[1] حضرت احدیت سے واحدیت اور واحدیت سے حضرت ربوبیت کی طرف پھر حضرت ربوبیت سے حضرت کونیہ کی طرف اور حضرت کونیہ سے حضرت جامع انسانیہ کی طرف تنزل و تعین فرمایا۔ حقائق ومعارف اشیاء کو نہ جاننے والا موج وحباب وابر وسیل کی صورتوں سے (بہیئت کذائی) دریا کو نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ دریا کہاں ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں کہ دریا کی حقیقت تو صرف آب مطلق ہے جو کہ ان مقیدات (موج وابر وسیل وغیرہ) کی صورتوں میں ظاہر ہے اور ایسا ہی جب مراتب (تعینات) عقول و نفوس وافلاک وغیرہ کو تو دیکھ لیتا ہے (مگر حق کی طلب میں) کہتا ہے کہ حق (خدا) کہاں ہے اور اس معنی سے بے خبر ہے کہ یہ سب تعینات اسی کے مظاہر ہیں۔ اے برادر (متلاشی معرفت حق) یہ سب تمثیلیں (مراتب توحید کے بیان کی واضح کرنے کیلئے ہیں (جن میں) غیر معقول وغیر محسوس کو (بغرض تفہیم) بمنزلہ معقول ومحسوس فرض کیا گیا ہے (کہ انسانی علم حسی تمثیلات کا معتاد ہے) ورنہ وہاں "(وراء الوراء میں) کہ نہ کل ہے نہ جزء نہ انحصار در مقیدات و (مفہومات) بلکہ اب بھی (بعد تخلیق مناظر کائنات وتعین نظائر تنزلات اپنی وراثیت ذات وکمال صفات میں) ویسا ہی ہے جیسا کہ (نمود تعین

---

[1] حضرت قدسی کی غزل کا مطلع ہے۔ آستنیں بررخ کشیدی ہمچو مکار آمدی۔ اس بیان کا آئینہ ہے۔ سیدنا صاحب الوصال قدس سرہ مصنف کتاب ہذا فرماتے ہیں ؎ بہار دسے جیویں پھلاں نھیں حق توں سنساہ کنوں۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

ایں تمثیلات و تحدیدات کجا۔ بیت

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں ❊ کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

ف۔ برادر ذکر ایں مضامین مستنبطہ از اصحاب توحید و ارباب مواجید برائے تنبیہ و تشویق است نہ موجب تحصیل کمال چہ معارف ایشان ذوقی و کشفی اند... نہ نقلی و تقلیدی یا عقلی و برہانی۔ پس محض بقیل و قال آویختن و بساط مجاہدہ و مشقت در نوشتن دلیل جہالت است وحرمان و بطالت و خسران از گفتن بزبان تا یافتن بوجدان تفاوت بسیار است طالب را باید کہ کمر ہمت و اجتہاد در بندد و در پے تحصیل مطلوب کوشد طریقش آنکہ جامی علیہ الرحمۃ مے فرماید

بیت در مسند فقر چوں بہ بینی شاہے ❊ ز اسرار حقیقت بیقین آگاہے

گر نقش کنی بلوح دل صورت او ❊ زاں نقش بہ نقشبند یابی راہے

یہ تعریفیں و تمثیلیں کہاں سے عنقا کسی کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ اپنا دام اٹھالو۔ کیونکہ یہاں تو ہمیشہ شکاری کا ہاتھ خالی ہی رہتا ہے۔ برادر سلوک معرفت ان مضامین (لطیفہ و معارف نفیسہ) کا ذکر جو کہ اصحاب توحید وارباب وجدانیات (ذوقی) کے کلمات طیبات سے اخذ واستنباط کئے گئے ہیں۔ برائے تنبیہ (غافلین) اور شوق و ترغیب (طالبین حق) کے ہیں۔ نہ موجب تحصیل کمالات کے کیونکہ ان بزرگواروں (عارفین) کے معارف ذوقی اور کشفی ہوتے ہیں۔ نہ نقلی و تقلیدی یا عقلی واستدلالی (کہ محض انکا ادراک ہی باعث تکمیل و سرمایہ حصول ہو) پس محض (زبانی) قیل و قال کے درپے ہونا اور (عملی) مجاہدہ و مشقت کا بساط لپیٹ لینا (معرفت حق سبحانہ سے) جہالت اور (مدارج ارتقاء سے) محرومی (ادعائے معرفت) کا جھوٹ اور (فریب نفس) زیاں کار وخسران کی علامت ہے۔ صرف زبانی گفتگو اور (بالمقابل) وجدان قلب سے دریافت میں بڑا فرق ہے۔ طالب صادق کو لازم ہے کہ کمر ہمت و اجتہاد کو مضبوط باندھ کر تحصیل مطلوب کے درپے ہونے میں کوشش کرے جسکا طریقہ (مستند عارف جامی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں۔ کہ "فقر الی اللہ کے مسند (تخت تمکین) پر اسے طالب صادق اگر تجھے کوئی ایسا بادشاہ (اہل اللہ) نظر آئے کہ وہ (عارف باللہ) اسرار حقیقت سے حق الیقین کیساتھ واقف ہو۔ تو پھر خوش نصیبی سے) اگر صحیفہ دل (محبت منزل) پر اس (آئینہ حق نما) کی صورت (حقائق آگاہ) منقوش کرلے تو (یقیناً) تجھے اس نقش صورت حق (شیخ کامل) سے نقاش حقیقی تک (قرب وصل) کی راہ مل جائے گی۔

Marfat.com

ف۔ طریق توجہ حضرات قادریہ وچشتیہ وجودیہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ ترتیب این نسبت چنان است کہ طالب اولاً صورت شیخے کہ این نسبت ازو یافتہ باشد مثل برقع بپوشد تا آں زمان کہ اثر کیفیت بے خودی وکیفیت معہودہ پدید آید۔ پس ملازم آں کیفیت بودہ باآن صورت وخیال کہ آئینہ روح مطلق است متوجہ بقلب حقیقی کہ عبارت است از حقیقت جامع انسانی گردد و او اگرچہ از حلول فی جزء دون جزء منزہ است اما او را از میان اجزاء جسم با این قطعہ لحم صنوبری تعلق ونسبتے است کہ باغیرش نے وحواس وفکر وخیال ہمہ را گذاشتہ بہ در دل نشیند ومراقب من نیم او ست گردد۔ برادر دریں راہ اودیہ ومہالک بے شمار اند لہذا بے بدرقۂ توفیق ورفیق شفیق بجائے نفع ضرر ووصل حرمان وخسران عائد میگردد۔

طریقہ توجہ (باطنی) حضرات قادریہ وچشتیہ وجودیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس نسبت شریفہ کی ترتیب اس طرح پر ہے۔ کہ اول طالب صادق اس شیخ کی صورت متبرکہ (جس سے یہ نسبت شریفہ حاصل کی ہے) "اپنے وجود پر مثل برقع کے احاطہ کیا ہوا تصور کرے (اور اپنے وجود کو کالعدم سمجھے) حتیٰ کہ بیخودی اور کیفیت معہودہ (استغراق) کا اثر ظاہر ہو۔ پس اس کیفیت کو لازم پکڑے ہوئے اس صورت شیخ) اور خیال (صورت) کی معاونت سے جو کہ آئینہ روح مطلق ہے "قلب حقیقی" کہ حقیقت جامع انسانی سے عبارت ہے) کی طرف متوجہ ہو۔ اور وہ (مطلوب حقیقی مرجع ضمیر غائب) اگرچہ کسی خاص جزء میں حلول سے منزہ ہے لیکن اس کو اجزائے جسم انسانی (سرمایہ دار معرفت) میں سے گوشت کے اس صنوبری ٹکڑے (دل معرفت منزل) کے ساتھ وہ نسبت ہے۔ کہ دوسری اجزاء سے نہیں ہے۔ حواس (بدنی کے احساسات) وفکر وخیال (ذہنی کے تخیلات) سب کو معطل کر کے (طالب صادق) درِ دل پر متوجہ اور مستقیم رہے۔ اور (اعتقاداً) "من نیم او ست" (یہ میرا تعین ونمود اپنے وجود سے قطعاً قائم نہیں۔ بلکہ اسی وجود حقیقی کا ظل ہے اور محض تعبیر مظاہر کا عنوان ہے جس کی کوئی ہستی نہیں ہے رہ الملک لمن غلب نایست زمن باقی) کا مراقبہ (دھیان) کرے۔ کہ (لا موجود الا اللہ) اے برادر سالک طریقت۔ اس راہ (سلوک معرفت) میں بیشمار پرخطر وہلاکت آفرین گھاٹیاں ہیں اسلئے سوائے بدرقۂ توفیق ربانی اور رفیق شفیق (مرشد کامل ومہربان) کے بجائے نفع (وصول) کے ضرر خذلان اور بجائے وصل وکامیابی کے محرومی وزیانکاری عائد ہوتی ہے۔

Marfat.com

چہ دریںجا امتیاز میان تجلی کہ بر تعین حقیقۃ جبرائیلیہ و حقیقۃ محمدیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کہ اول القاء سور قرآنیہ میفرماید و ثانی مخاطب بآن باشد و ہم چنیں میان تجلی کہ وجود سالک بعینہ مظہر حقیقۃ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام شدہ در ترنم لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ درآید یا رفع اشتباہ میان تجلی ملکی کہ نازل است بر سالک و تعین ملکی کہ نزول فرمودہ بود بر نبی از انبیاء سابقہ و بسبب تشابہ آن دو تعین دعوٰی عینیۃ آن نبی نماید بغیر از مدد سابقہ عنایت ازلیہ کہ اکثر و اغلب از صورت پیر ظہور مینماید دشوار است و متعسر ۔ طالب را باید کہ اولاً نفی وجود موہوم بتکرار نفی و اثبات و مداومت بر دوازدہ تسبیح معمولہ خواجگان نماید بعد ازاں دست بمراقبہ زند کہ المجاہدۃ ثم المشاہدۃ الا در حق بعضے از اہل سعادت کہ جذب مقدم است بر سلوک نصیب او شان است

کیونکہ اس راہ (مشکل اطوار) میں (فیوضات ظہور واردات اور ورود تجلیات سے ناواقف کے لئے) امتیاز درمیان تجلی نوری کے جو کہ تعین حقیقت جبرائیلیہ و حقیقت محمدیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام پر کہ اول (حقیقت جبرائیلیہ) القائے سور قرآنیہ (کا فیضان) کرتی ہے ۔ اور ثانی (حقیقت محمدیہ مخاطب (بکلام اللہ) ہوتی ہے اور ایسا ہی امتیاز درمیان تجلی (ظہوری) کے کہ سالک کا وجود بعینہ مظہر حقیقت محمدیہ ہو کر "لا الٰہ الا اللہ چشتی (سالک) رسول اللہ" کے ترنم میں آتا ہے ۔ یا (سالک کے مشاہدہ میں) رفع اشتباہ کا درمیان تجلی ملکی کے (کہ قلب) سالک پر نازل ہے ۔ اور تعین ملکی کہ انبیاء سابقہ میں سے کسی نبی پر اس فرشتہ نے نزول فرمایا ہو (اور بمناسبت قلب سالک کے اس نبی کے قلب سے سالک پر تجلی ملکی وارد ہوا ہو) اور بسبب باہمی مشابہت ان دونوں تعین (تجلی ملکی و تعین ملکی) کے سالک (قریب مشاہدہ سے) دعوٰی عینیت (بروزی) اس نبی کا کرتا ہے ۔ تو بغیر مدد سابقہ عنایت ازلی کے ۔ کہ اکثر و اغلب احوال میں (وہ مدد ازلیہ) شیخ کامل کی صورت لطیفہ سے ظہور کرتی ہے ۔ طالب صادق کو لازم ہے کہ اولاً (بارادہ و خیال) نفی وجود موہوم کی کلمہ نفی و اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کے تکرار سے اور بارہ[12] تسبیح (بارہ سو[1200]) معمولہ خواجگان پر مداومت کرے (جن کی تفصیل باشرائط کشکول کلیمی میں ملاحظہ فرمائیں) بعد ازاں مراقبہ شروع کرے ۔ کیونکہ مشاہدہ ربوبیت مجاہدہ و مشقت سے حاصل ہوتا ہے ۔ ہاں بعض اہل سعادت کے حق میں کہ انکے نصیب خوش نصیبی میں جذب (کشش ایزدی) سلوک پر مقدم ہے ۔

Marfat.com

المشاہدۃ ثم المجاہدۃ راست آید و شک نیست کہ بعد ملاحظہ من نیم او ست ذوقی پدید آید و نسبت عزیزان قوت گیرد۔ باید کہ آں زمان بحقیقت بے خودی متوجہ باشد و درپئ آں بود و فکر در حقائق اشیاء و توجہ بدو شان بلکہ فکر در اسماء و صفات حق ہم نباید کرد۔ و ورزش ایں نسبت بنوعی باید کرد کہ دائما حاضر بودہ گوشۂ چشم دل را در ہمہ کار و ہمہ جائے در ملاحظہ ہمیں معنے دارد تا کہ بسر حد وادی حیرت رساند و ترا از تو باز رہاند۔ بعد ایں ورزش انشاء اللہ کار بجائے خواہد رسید کہ حقیقت جامعہ خود را در ہمہ موجودات مشاہدہ خواہی نمود و خود را در ہمہ خواہی دید۔ و ہمہ موجودات را اجزاء خود خواہی دانست و مصداق ع جز و درویش است جملہ نیک و بد، خواہی گردید۔ برادر چند روز مشقتے باید گرفت۔

اول مشاہدہ پھر مجاہدہ درست آتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ بہر حال بعد ملاحظہ "من نیم اوست" (اپنے تعین کو درمیان سے نفی کر کے وجود حقیقی کے غلبہ کا تصور کرنے) کے ذوق بیخودی ظاہر ہوتی ہے اور بزرگواروں کی نسبت عالیہ قوت پکڑتی ہے۔ لازم ہے کہ اس وقت سالک حقیقت بیخودی کی طرف متوجہ رہے۔ اور اسی کے درپے ہو۔ یہاں تک کہ حقائق اشیاء (باقی موجودات کونیہ) کی طرف فکر اور ان کی طرف توجہ بلکہ اسماء و صفات حق میں بھی فکر نہ کرنا چاہیئے۔ (تاکہ توجہ کثرت میں پراگندہ نہو) اور اس نسبت لطیفہ کی ورزش اس طرح کرنی چاہیئے۔ کہ ہمیشہ حضور قلب سے متوجہ ہو کر گوشۂ چشم دل کو ہر کام اور ہر جگہ میں اسی معنی کے ملاحظہ میں رکھے۔ تاکہ (یہ ورزش) وادی حیرت (ظہور شؤنات حق میں سلب خودی) کی سرحد تک پہنچا دے۔ (سہ دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار؛ میدار نہفتہ چشم دل جانب یار) اور تیرے تعین کو خودی موہوم سے آزاد کر دے۔ اس ورزش عملی کے بعد انشاء اللہ کام کا اثر اس حد تک جا پہنچیگا کہ سب موجودات میں (سالک عارف) اپنی حقیقت جامع انسانیہ کو (بغلبۂ انوار اسماء) مشاہدہ کریگا۔ اور اپنے آپ کو (بغلبۂ اسماء ربوبیت) سب اشیاء (مکونات) میں دیکھے گا۔ اور سب موجودات (تنزلات) کو اپنی (حقیقت جامع انسانیہ) کے اجزاء سمجھیگا۔ اور اس معنی کے سمجھنے کا مصداق ہو جائیگا۔ کہ "تمام مظاہر خیر و شر درویش کے اجزاء (نمود) ہیں"۔ بھائی چند روز (اس حقیقت کے حصول کیلئے) مشقت ک

۱؎ یعنی کثرت مجاہدہ و تزکیہ نفس و روح و ذکر و فکر سے ذاکر کا وجود ظلی ذات حق میں فنا ہونے سے غلبۂ صفات حق کا مشاہدہ ہوگا فاذکرونی اذکرکم۔ اور اسماء جلالی و جمالی کا ظہور ذاکر کے نمود سے مشہود ہوگا۔ کہ الملک لمن غلب نامیست زمن باقی۔ ۱۲ مترجم

وخود را مصروف ایں اندیشہ باید ساخت یعنی حقیقت واحدہ در تعین علمی متعین بتعینات متکثرہ وہکذا در تعین عینی متمیزہ بتمیزات کثیرہ روحیہ وبرزخیہ وشہادتیہ جلوہ گر است واناینتے کہ از تو سر بر زند از حق است بلکہ در تمام عالم یک انا گوئی است کہ انانیت او از ہمہ جا جلوہ گر است ہماں یک ذات است کہ اولاً تجلی علمی نمودہ بار دیگر بصورت علمہائے جہاں شد وہکذا سمع وبصر وقدرت وارادہ وسائر صفات ۔ چوں بدیں مقام رسیدی کہ خود را ندیدی آسودہ شدی دنیا وآخرت وفنا وبقاء وخیر وشر ووجود وعدم وکفر واسلام وموت وحیات در عقب ماند بساط زمان ومکان نوردیدہ شد ترقی ایں نسبت بکثرت ورزش وقلت منام وطعام وسکوت منوط است صاحب دولتے است کہ ایں چہار مذکور او را میسر آید برادر اگر بعمر ابدی در حفظ ایں نسبت سعی کنی ہنوز حق آں ادا کردہ نباشی ۔

اور خود کو اس اندیشہ میں مصروف رکھنا چاہیئے ۔ یعنی حقیقت واحدہ (وجود مطلق) علمی تعین میں تعینات متکثرہ سے متعین ۔ اور ایسا ہی عینی تعین میں متمیزہ بہ تمیزات (مراتب) کثیرہ (ظہورات شتی) روحیہ وبرزخیہ وشہادتیہ جلوہ گر ہے ۔ اور جو انانیت (تعبیر خودی) کہ سالک سے ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ حق ہی سے ہے ۔ بلکہ عالم تعینات میں ایک ہی اَنَا کہنے والا (متکلم حقیقی) ہے کہ اسی کی انانیت (خودی) ہر جا (خدائی) سے جلوہ گر ہے ۔ وہی ایک ذات ہے ۔ کہ اولاً (اعیان ثابتہ میں) تجلی علمی فرما کر دوبارہ (تنزل تکوین میں) بصورت علمہائے جہاں (تعینات) ظہور فرمایا ۔ اور ایسا ہی (تجلی علمی کی طرح) سمع وبصر وقدرت وارادہ وسائر صفات (کا مکونات میں ظہور ہے) ۔ اے طالب حق ! جب تو (توفیق ازلی سے مجاہدہ ومشقت کے بعد پیر کامل ومکمل کی دستیاری ومعاونت میں) اس منزل مقصود پر پہنچ چکا ۔ کہ اپنایت (خودی) کو گم پایا (اور کثرت کا بوجھ سر سے اتار ڈالا ۔ اور آستین جھاڑ کر تعلقات نمود کے جھمیلوں سے آزاد ہوا ۔ تو بس اب آسودہ (آسانی واطمینان سے) ہو گیا (سب تعلقات) دنیا وآخرت (واندیشہ ہائے) فنا وبقا، وخیر وشر (وعوارض) وجود وعدم (وتاثرات کفر واسلام ولوازم) موت وحیات (غرضیکہ) سب (جھمیلے عاشق کی پرواز سے ہار کر) پیچھے رہ گئے (حتیٰ کہ زمان ومکان (کی حدود وجہات) کا بساط لپیٹ گیا (اور شان استغناء کامل کا ظہور ہوا) اس نسبت عالیہ کی ترقی ورزش عمل کی کثرت ۔ اور غذا ونوم کی قلت اور (فضولیات سے) خاموشی پر موقوف ہے ۔ وہ شخص بہت ہی بڑی دولت ابدی کا مالک ہے ۔ جس کو یہ چاروں امور میسر ہوں ۔ برادر ! اگر تو نے عمر ابدی میں اس نسبت عالیہ کے حفظ ونگہداشت میں کوشش کی ۔ تب بھی اس کا حق ادا نہ ہو سکے گا ۔

Marfat.com

"عزیم لایقضی دینہ" در شان اوست باید کہ پاس نفی یا اسم ذات بہمیں ملاحظہ کنی تا کہ عمل بریت از درون شو آشنا و از بردن بیگانہ وش ✤ اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہان راست آید۔ برادر آنچہ نوشتہ شد از معارف اہل ذوق و مواجید است ایں خاکبوس کوئے مقیمان شہر آباد نیستی و حیرت را بغیر از نقل بالمعنے بلکہ باللفظ نصیبے نے۔ مثنوی سے

حرف درویشاں بدزدو مرد دون ✤ تا بخواند بر سلیمے آن فسون

کار مردان روشنی و گرمی است ✤ کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

گویا در شان ایں سرگشتہ جہل و نادانی است الحال کہ سن عمرش قریب چہل رسیدہ از کفر آباد ہستی موہوم قدمے بر نزدہ الٰہی بحرمت قوم لایشقی جلیسہم او را بمعہ احباب موجبات حب و لقاء و عفو و رضا و فنا نصیب گردان وصل وسلم علی سیدنا ابی القاسم وآلہ وصحبہ ✤

"یہ وہ قرض خواہ ہے کہ جس کا قرضہ (عمر بھر) ادا نہیں ہو سکتا"۔ لازم ہے کہ پاس ذکر نفی و اثبات (کلمہ توحید) یا اسم ذات اسی ملاحظہ سے کرتا رہے۔ کہ اس مضمون پر عمل درست ہو سکے۔

سے ظاہر میں رہ بیگانہ خو باطن میں آشنا ✤ دنیا میں کم ہیں ایسے عشاق خوش نفاء

اے دینی بھائی! جو کچھ رسالہ ہذا میں لکھا گیا۔ اہل ذوق و مواجید کے معارف سے ہے۔ اس خاک بوس کوئے مقیماں شہر آباد نیستی و حیرت کو سوائے نقل بالمعنی بلکہ لفظ کے کچھ نصیب نہیں ہے۔ مثنوی کا مضمون گویا اس سرگشتہ جہل و نادانی کے شان میں ہے۔

فی الحال کہ عمر (شریف) چالیس سال کے قریب پہنچ چکی ہے۔ کفر آباد ہستی موہوم سے ایک قدم باہر نہیں رکھا۔

الٰہی! بحرمت اس قوم (عارفین) کے کہ جن کا حضوری بے نصیب نہیں رہتا اس کو (رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام) بمعہ احباب کے موجبات حب ولقاء وعفو ورضاء وفناء نصیب فرما۔ آمین۔ وصل وسلم علی سیدنا ابی القاسم وآلہ وصحبہ۔

آمین یارب العٰلمین ط (وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمدؐ)

Marfat.com

وصل در بیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرستادہ شدہ است بسوئے ہمہ بنی آدم بلکہ ہمہ مخلوق وہو ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تا اینجا منفق علیہ است وما بعد آن تا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اختلاف کثیر دارد۔ ومادر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمنہ است بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز دوشنبہ از شہر ربیع الاول از سالیکہ واقع فیل دراں بود۔ وبعضے بتاریخ دوم۔ بعضے سیوم وبعضے دوازدہم وبعضے غیر ازیں نیز گفتہ اند ودر حرکت آمد شب میلاد شریف کوشک کسریٰ تا آنکہ شنیدہ شد آواز وے واقع داز اں چہاردہ کنگرہ ومرد آتش فارس ونہ مردہ بود پیش ازاں بہزار سال

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب بنی آدم بلکہ سب مخلوق کی طرف مرسل ہیں۔ شجرہ نسب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک تو متفق علیہ ہے۔ اوپر سے آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے۔ والدہ بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ ہیں۔ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم سوموار ماہ ربیع الاول عام الفیل میں بعض کے نزدیک دوسری بعض کے نزدیک تیسری بعض کے نزدیک بارہویں تاریخ اور بعض نے اس کے سوا بھی کہا ہے۔ شب میلاد شریف میں کسریٰ کے محل حرکت میں آیا تاکہ اس کی آواز سنا گیا۔ اور اس سے چودہ کنگرے گر پڑے۔ ہزار سال کی جلتی ہوئی آتش فارس ان کی بجھ گئی۔ اس سے پہلے ہزار سال سے بکانا جلتی رہی۔

Marfat.com

وخشک شد چشمۂ سادہ وشیر داد اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلیمہ بنت ابی ذویب وشگافتند سینہ اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزد حلیمہ وپر کردند آں را بدانش وایمان بعد ازاں کہ بیروں آوردند نصیب شیطان را از آنجا ونیز شیر داد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثُوَیبہ کنیزک ابی لہب ودر کنار داشت آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمِّ اَیمَن حبشیہ کہ نامش بَرَکہ است وآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ایمن را میراث یافتہ بودند از پدر خود عبد اللہ پس چوں کلاں شدند آں را آزاد ساختند ودر نکاح زید بن حارثہ دادند ووفات یافت عبد اللہ والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شکم والدہ خود بودند۔ وبعضے گفتہ اند طفل دو ماہ بودند وبعضے گفتہ اند ہفت ماہ وبعضے بست وہشت ماہ۔ ودر سن چہار سالگی وفات یافت والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبعض گفتہ اند طفل شش سالہ۔ وبود متکفل پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جد او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد المطلب ووفات یافت

اور چشمہ سادہ خشک ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب نے دودھ پلایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک حضرت حلیمہ کی حوالگی کے زمانہ میں ملائکہ نے شگافت کیا۔ اور شیطان کا حصہ وہاں سے نکال کر دانش وایمان سے پر کر دیا۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثویبہ کنیز ابی لہب نے دودھ پلایا اور گود میں اٹھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام ایمن حبشیہ نے جس کا نام بَرَکہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اپنے والد عبد اللہ سے میراث میں ملیں۔ پس جب آپ جوان ہوئے اس کو آزاد کر کے زید بن حارثہ کے نکاح میں دیدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی اپنی والدہ شریفہ کے شکم میں تھے کہ آپ کے والد بزرگوار عبد اللہ فوت ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ آپؐ طفل دو ماہ تھے۔ بعض نے کہا سات ماہ کے اور بعض نے کہا کہ دو سال اور چار ماہ کے تھے۔ آپ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ متبرکہ فوت ہوئیں۔ اور بعض نے کہا کہ چھ سال کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے متکفل آپ کے دادا عبد المطلب ہوئے۔ جب

Marfat.com

عبدالمطلب چوں عمر شریف بہشت سال و دو ماہ و دہ روز رسید پس ابوطالب متکفل پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد۔ چوں رسید عمر شریف بدوازدہ سال و دو ماہ و دہ روز بیروں آمدند ہمراہ عم خود ابوطالب بجانب شام پس چوں بشہر بُصری رسیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بحیرا راہب دید و شناخت بعلامتے کہ مے دانست پس پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد و گرفت دست مبارک را و گفت ایں رسول رب العلمین است خواہد فرستاد ایں را خدائیتعالے تا رحمت باشد جہانیاں را ہر آئنہ وقتیکہ شما آمدید نہ ماند ہیچ سنگے و نہ درختے مگر کہ بسجدہ اُفتاد و سنگ و درخت سجدہ نمے کند مگر پیغمبر را و ہر آئنہ مے یابم صفت او در کتابہائے خود و گفت ابوطالب را اگر مے بری او را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب شام البتہ خواہند کشت او را یہود۔ پس ابوطالب آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باز بمکہ فرستاد۔ بعدہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار دوم بشام آمدند با میسرہ غلام خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کی عمر شریف آٹھ سال دو ماہ دس روز کی ہوئی تو عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اس کے بعد آپ کے چچا ابوطالب متکفل ہوئے۔ جب عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس روز کی ہوئی تو آپ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ سفر شام کو نکلے۔ پس جب شہر بُصرٰی میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحیرا راہب نے دیکھ کر اپنی معلومہ علامت سے پہچان لیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر ہاتھ مبارک کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہ رسول رب العلمین ہیں۔ ان کو خدائیتعالے رحمت للعالمین بناکر مرسل فرمائیگا۔ جب تم لوگ آئے تو کوئی درخت اور پتھر نہ رہا کہ جس نے سجدہ نہ کیا ہو اور پتھر و درخت سوائے نبی کے دوسرے کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور تحقیق میں ان کی صفت اپنی آسمانی کتابوں میں پاتا ہوں۔ پھر ابوطالب کو کہا۔ اگر آپ ان کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک شام کی طرف لیجائیں تو یہود ضرر کے درپے ہونگے۔ پس ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر مکہ شریف واپس کر دیا۔ بعدہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ دوبارہ ملک شام کو بغرض تجارت براے

Marfat.com

در تجارتے کہ برائے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بود پیش از آمدن او در عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ وچوں داخل شدند در شام فرود آمدند زیر سایہ درختے نزد صومعۂ راہبے پس گفت آں راہب کہ فرو د نیامدہ است زیر ایں درخت ہیچکہ مگر پیغمبر۔ وے گفت میسرہ کہ چوں نیم روز مے شد و گرمی بہ نہایت میرسید فرود مے آمدند دو فرشتہ و بر آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سایہ مے کردند۔ وچوں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رجوع فرمودند ازاں سفر در نکاح آوردند خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد را دراں حال عمر شریف بست و پنج سال و دو ماہ و دہ روز بود و غیر ایں نیز روایت کردہ اند۔ وچوں رسید عمر شریف بسی و پنج سال حاضر شدند عمارت کعبہ را و نہادند حجر اسود را بدست شریف خود۔ وچوں رسید صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ چہل سال و یک روز خدا تعالےٰ نبوت را بروے نازل فرمود و جبریل را در غار حرا بروے فرستاد۔ پس گفت اقرء یعنی بخواں۔ فرمودند نیستم من خوانندہ فرمود۔ پس تنگ گرفت مرا جبرائیل تا آنکہ بہ نہایت رسید مشقت از من بعد ازاں بگذاشت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبل از عقد نکاح تشریف لے گئے۔ جب حدود شام میں داخل ہوئے۔ تو ایک راہب کے صومعہ کے نزدیک ایک درخت کے سایہ میں نزول فرمایا پس اس راہب نے کہا۔ کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے کسی وقت اور کوئی شخص نہیں اترا۔ میسرہ راوی کہتا ہے کہ جب دوپہر ہوتے تھے اور گرمی سخت ہوتی تھی دو فرشتے اُتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سایہ کرتے اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سفر سے مراجعت فرمائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد کو نکاح میں لے آئے۔ اس سال عمر شریف آپکی پچیس سال دو ماہ دہ روز تھی۔ بعضوں نے اس کے سوا بھی روایت کی ہے۔ اور جب عمر شریف پینتیس سال کی ہوئی۔ عمارت کعبہ مکرمہ کو حاضر ہوئے اور حجر اسود کو اپنے ہاتھ شریف سے رکھا۔ جب چالیس برس ایک روز کی عمر کو صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہنچے۔ تو خدا تعالےٰ نے آپ پر نبوت نازل فرمائی۔ اور جبرئیلؑ کو غار حرا میں آپ پر ارسال فرمایا۔ وحی جبریل نے کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہُوا نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ پس تنگ پکڑا مجھ کو جبرائیل نے تاآنکہ مجھے نہایت تکلیف ہوئی۔ بعد ازاں چھوڑ کر پھر کہا

Marfat.com

پس گفت اقرا یعنی بخواں باز گفتند بسیم خواننده بعد ازاں مرا تنگ در برگرفت و در نوبت سوئم گفت اقرأ باسم ربک الذی خلق تا مالم یعلم و ابتدائے نبوت بود۔ در بعض اقوال روز دوشنبہ ہشتم ماہ ربیع الاول بعد ازاں بہ بانگ بلند اظہار کردند حکم خدائیتعالی را و رسانیدند پیغام او را و دریغ نداشتند در خیر خواہی قوم اہل مکہ از فرط بیدانشی بایذا برخاستند و محاصرہ کردند او را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شعب۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت فرمودند در آنجا در محاصرہ مدتے کم از سہ سال و اہل بیت نیز در محاصرہ ماندند سبحان اللہ ؎

در اغیار زدیوار سنگ یار مے آید ٭ بلائے درد منداں از در و دیوار مے آید

بعد ازاں بیروں آمدند از محاصرہ و در آن وقت عمر شریف چہل و نہ سال بود بعد ازاں بہ ہشت ماہ و بست و یک روز وفات یافت ابوطالب و وفات یافت خدیجہؓ بعد ابی طالب بسہ روز و در خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن نصیبین مشرف

اقراء یعنی پڑھو۔ آپ نے پھر فرمایا۔ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اسکے بعد مجھے جبریل نے اپنی بغل میں تنگ پکڑ لیا۔ اور تیسری بار کہا۔ اقراء باسم ربک آہ مالم یعلم تک۔ بعض اقوال میں نبوت کی ابتداء روز سوموار آٹھویں ماہ ربیع الاول میں تھی۔ اس کے بعد بلند آواز سے خدائیتعالی کا حکم ظاہر کیا۔ اور اس کا پیغام پہنچایا۔ اور قوم کی خیر خواہی میں دریغ نہیں کیا۔ اہل مکہ نہایت جہالت سے ایذا کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال سے کچھ کم مدت وہاں مقیم رہے۔ اور اہل بیت نبوی بھی آپکے ساتھ محصور رہے۔ سبحان اللہ! دروازہ سے تو اغیار اور دیوار سے یار کیجانب پھر آتے ہیں۔ دردمندوں کو در و دیوار سے بلائیں آتی ہیں۔ جب محاصرہ سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت عمر شریف انچاس ۴۹ سال کی تھی۔ بعدہٗ آٹھ ماہ ایک روز بعد حضرت ابوطالب نے وفات پائی۔ تین دن بعد حضرت خدیجہؓ فوت ہوئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پنجاہ ۵۰ سال تین ماہ کی ہوئی اسوقت نصیبین کے جن حاضر خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

Marfat.com

باسلام شدند۔ در وقتیکہ رسیدہ بود عمر شریف بہ پنجاہ سال وسہ ماہ۔ وخدائے تعالےٰ مخصوص فرمود اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعراج وعمر شریف دراں وقت پنجاہ ویک سال ونہ ماہ بود۔ نخست از مابین زمزم ومقام ابراہیمؑ برداشتہ بسوئے بیت المقدس بردند بعد ازاں براق حاضر کردند۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار شدند برآن بعد ازاں برداشتہ شدند بسوئے آسمانہا و فرض گردانیدہ شد نماز پنجگانہ وچوں عمر شریف بہ پنجاہ وسہ سال رسید ہجرت کردند از مکہ بسوئے مدینہ روز دوشنبہ ہشتم ربیع الاول و داخل شدند در مدینہ روز دوشنبہ و آنجا اقامت نمودہ دہ سال تمام بعد ازاں متوفی شدند درآں بقعہ مبارکہ و در تاریخہا مذکورہ علماء را اختلاف است کہ در کتب مطولہ تواں یافت و بود غزوات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریں مدت بست وپنج وبقولے بست وہفت وکارزار کردند ازاں جملہ در ہفت غزوہ بدر واحد وخندق وبنی قریظہ وبنی المصطلق وخیبر وطائف وبقولے در وادی القریٰ وغابہ و

جب عمر شریف ۵۱ سال نو ماہ کی ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج سے مخصوص فرمایا۔ اول زمزم اور مقام ابراہیم کے مابین سے اُٹھا کر بیت المقدس تک لے گئے۔ بعدہٗ براق حاضر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف اُٹھائے گئے۔ وہاں پنجوقتہ نماز فرض کی گئی۔ ترپن ۵۳ سال کی عمر میں آپ نے بروز سوموار آٹھویں ربیع الاول مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ شریف میں بروز سوموار داخل ہوئے۔ اور وہاں پورے دس سال اقامت فرمائی۔ بعدہٗ اسی بقعہ مبارک میں متوفی (ومدفون) ہوئے۔

مذکورہ تاریخوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ جو کتب مطولہ میں مذکور ہے۔ اس مدت (دس سال) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات پچیس ۲۵۔ اور ایک قول میں ستائیس ۲۷ ہیں۔ از انجملہ سات غزوہ میں آپ نے جنگ کی۔ بدر۔ احد۔ خندق۔ بنی قریظہ۔ بنی المصطلق۔ خیبر۔ طائف۔ ایک قول میں وادی قریٰ۔ غابہ۔ اور

Marfat.com

بنی نضیر و بودند بعوث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب بہ پنجاہ و بعث عبارتست از آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکرے بجانبے فرستند وخود بنفس نفیس دراں لشکر نباشند وحج گذاردند بعد فرضیت یکبار و قبل ازان دوبار و بیرون آمدند از خانہ مبارک در حجۃ الوداع در روز دوشنبہ بعد ازان کہ شانہ کردند و روغن خوشبو در بدن مالیدند۔ پس فرود آمدند بذی الحلیفہ و آنجا شب گذرانیدند و فرمودند امشب کسی آمد از جانب پروردگار من وگفت نماز کن درایں وادی مبارک وبگو عمرۃ فی حجۃ حاصل معنی ایں کلمہ آن است نیت حج و عمرہ ہر دو کن و ایں را در فقہ قران مے گویند پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام ہر دو بستند و داخل شدند در مکہ معظمہ روز یکشنبہ وقت صبح از جانب کداء و طواف کردند برائے قدوم۔ پس پوبہ پوبہ رفتند۔ دریں طواف سہ بار و باآہستگی رفتند چہار بار بعد ازان بیرون آمدند بسوئے صفا و سوارہ میدویدند در وسط وادی بعد ازاں امر کردند کسانے را کہ ہمراہ خود ہدی نیاوردہ بودند بآنکہ

بنی نضیر میں بھی جنگ کی۔ بعوث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پنجاہ کے قریب تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جانب لشکر روانہ فرماویں اور خود بنفس نفیس اس میں شریک نہ ہوں تو اس کو بعث کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد فرضیت ایک بار اور قبل فرضیت دوبار حج ادا فرمایا۔ حجۃ الوداع میں گھر مبارک سے یوم سوموار کنگھی کر کے بدن مبارک میں روغن خوشبو مل کر باہر تشریف لائے۔ ذی الحلیفہ میں نزول اجلال فرما کر وہاں رات گذاری اور فرمایا۔ کہ آج رات کو میرے رب کی طرف سے فرشتہ آیا اور کہا کہ اس وادی مبارک میں نماز پڑھو۔ اور کہو عمرۃ فی حجۃ۔ اس کلمہ کا حاصل معنی یہ کہ حج و عمرہ ہر دو کی نیت کرو۔ فقہ میں اسکو قران کہتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو کا احرام باندھا۔ یوم یکشنبہ وقت صبح جانب کداء سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اور طواف قدوم کیا۔ تین دفعہ اس طواف میں پوبہ چال پر چلے اور چار دفعہ معتاد رفتار سے۔ بعد ازاں صفا کی طرف نکلے اور سوار ہو کر وسط وادی میں دوڑے۔ بعد ازاں جو لوگ اپنے ہمراہ ہدیہ نہیں لائے تھے۔ ان کو امر فرمایا۔ کہ

Marfat.com

فسخ کنند نیت حج را و عمرہ تمام کنند و فرود آمدند بجانب بالائے جحون پس روز ترویہ در رسید و آں تاریخ ہشتم است از ماہ ذی الحجہ متوجہ شدند بسوئے منٰے۔ پس آں جا نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء خواندند و شب آنجا ماندند و نماز صبح گذاردند۔ چوں آفتاب طلوع کرد۔ رواں شدند بسوئے عرفہ و پیش از رسیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعرفہ خیمہ برائے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در وادی نمرہ کہ طرف وادی عرفات است زدہ بودند۔ پس در آں خیمہ فرود آمدند تا وقتیکہ آفتاب از وسط آسمان زائل شد انگہ خطبہ فرمودند و نماز ظہر و عصر باجماعت جمع کردند بیک اذان و دو اقامت۔ بعد ازاں رواں شدند بسوئے موقف کہ وسط وادی عرفات است و آنجا پیوستہ دعا و تہلیل مے گفتند۔ تا آنکہ غروب شد آفتاب۔ بعد ازاں رواں شدند بسوئے مزدلفہ بعد غروب و آنجا شب گذرانیدند و نماز صبح گذاردند۔ بعد ازاں وقوف کردند در مشعر الحرام تا آنکہ روشن شد وقت بعد ازاں رواں شدند پیش از طلوع آفتاب بسوئے منٰے

حج کی نیت توڑدیں اور عمرہ تمام کریں۔ بالائے جحون کی طرف آئے۔ پس یوم ترویہ آٹھویں ذوالحجہ کا دن آگیا۔ منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں چار نمازیں ادا کیں۔ ظہر و عصر و مغرب و عشاء رات وہیں گذاری۔ صبح کی نماز پڑھی۔ جب آفتاب طلوع ہوا۔ عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے وادی نمرہ میں کہ وادی عرفات کے ایک طرف کا حصہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا ہوا تھا۔ اس خیمہ میں نزول فرمایا۔ زوال آفتاب کے بعد خطبہ فرمایا۔ ظہر و عصر کی نماز ایک اذان و دو اقامت سے جمع کی۔ بعد ازاں وادی عرفات میں موقف کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں لگاتار دعاؤ تسبیح میں غروب آفتاب تک شاغل رہے۔ پھر مزدلفہ کی طرف بعد غروب آفتاب روانہ ہوئے۔ وہاں رات گذاری۔ صبح کی نماز ادا فرما کر مشعر الحرام میں روشنی وقت تک وقوف فرمایا۔ بعد ازاں طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

پس انداختند در جمرۃ العقبہ ہفت سنگریزہ و در ہریکے از ایام تشریق مے انداختند پیادہ بر سہ جمرہ را ہفت ہفت سنگریزہ ابتداء مے کردند با آن جمرہ کہ متصل خیف است و خیف زمین نشیب را گویند و مراد اینجا جائے است کہ مسجد منیٰ دران واقع است۔ بعدازان جمرہ میانہ بعدازان بجمرہ عقبہ و دراز میکردند دعا را نزدیک جمرہ اولیٰ و ثانیہ و آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحر کردند در اول روز از ایام منیٰ و روان شدند بسوئے کعبہ و طواف کردند ہفت شوط یعنی دورہ بعدازان بسقایہ آمدند و آں جائے است کہ آب زمزم درآں جمع مے کنند۔ پس از انجا آب خواستند و تناول فرمودند۔ بعد ازان بمنیٰ رجوع کردند و چوں روز سوئم شد از ایام تشریق کوچ کردند و بمحصب فرود آمدند و از آنجا امر فرمودند عائشہ را رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہ از تنعیم احرام بستہ عمرہ تمام کنند و بعد ازاں او فرمودند لشکر را بکوچ کردن و طواف وداع کردند و متوجہ شدند بسوئے مدینہ اما عمرہ ہائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس چہاردہ بودند۔ ہمہ در ماہ ذیقعدہ۔

جمرہ عقبہ میں سات سنگریزے پھینکے۔ ایام تشریق میں پیادہ پا رمی جمرہ فرماتے رہے ہر تین جمرہ کو سات سات سنگریزہ۔ خیف کے جمرہ سے ابتداء فرماتے۔ خیف زمین نشیب کو کہتے ہیں یہاں وہ جگہ مراد ہے۔ جہاں منیٰ کی مسجد واقع ہے۔ اس کے بعد جمرہ میانہ اس کے بعد جمرہ عقبہ۔ جمرہ اول و ثانی کے نزدیک لمبی دعائیں پڑھتے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول روز ایام منیٰ میں سے قربانی فرما کر کعبہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سات شوط یعنی دورہ طواف فرمایا۔ بعدازاں سقایہ میں تشریف لائے۔ سقایہ وہ جگہ ہے۔ جہاں زمزم کا پانی جمع کرتے ہیں۔ پس وہاں سے پانی طلب فرما کر نوش فرمایا۔ بعد ازاں منیٰ کی طرف رجوع فرمایا۔ ایام تشریق کے تیسرے روز کوچ کر کے محصب میں نازل ہوئے وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو امر فرمایا کہ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ تمام کرے۔ بعدازاں لشکر کو کوچ کا امر فرمایا۔ اور طواف وداع کیا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چودہ عمرے تھے جو سب ماہ ذیقعدہ میں ہوئے۔

Marfat.com

حُلیہ شریف

و بودند آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد۔ سفید رنگ آمیختہ بسرخی و درمیان ہر دو شانہ مبارک قدرے بُعد بود و میرسیدند موئے مبارک بہ نرمۂ گوش وگاہے مابین نرمہ وکتف وگاہے بر کتف ونرسیدہ بودند در سر وریش مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در حد پیری بست موئے سفید۔ و بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس روشن کہ مے درخشید چہرہ مبارک مانند ماہ شب چہار دہم۔ اگر خاموش میبودند ظاہر مے گشت مہابت وعظمت واگر تکلم مے فرمود ظاہر مے شد لطف ونازکی اگر کسے از دور مے دید ادراک مے کرد جمال ونازکی واز نزدیک ملاحت وشیرینی حدیث مروی از عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ "انا املح واخی یوسف صبیح" ازیں معنے خبر مے دہد بیت:۔

شاہد آں نیست کہ موئے ومیانے دارد ٭ بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد۔ سرخی لئے سفید رنگ تھے۔ ہر دو شانہ مبارک میں قدرے فاصلہ تھا۔ بال مبارک نرمۂ گوش تک گاہے مابین نرمہ وشانہ وگاہے شانہ تک پہنچتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر وریش مبارک میں بڑھاپے میں سفید بال بیس تک نہ پہنچے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بہت روشن تھا۔ کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگاتا۔ اگر خاموش ہوتے ہیبت و عظمت الٰہی ظاہر ہوتی۔ اور اگر کلام فرماتے تو لطف ونزاکت (بشری) نمودار ہوتی۔ دور سے دیکھنے والا جمال ونزاکت کو ادراک کرتا۔ اور نزدیک سے ملاحت وشیرینی۔ حدیث مروی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔" میں ملیح ہوں اور بھائی یوسف صبیح ہیں" اسی معنے کی خبر دیتی ہے۔ معشوقیت صرف باریک بال یا پتلی کمر سے نہیں ہوتی۔ اس ... صورت کا غلام ہونا چاہیئے کہ جس میں آن ہو۔

Marfat.com

ہے۔ تیری کس کس آن پر کوئی مرے۔ اللھم صل وسلم علیہ وآلہ قد رحسنہ وجمالہ۔ وبود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ پیشانی دراز وباریک ابرو غیر متصل بلند بینی نرم رخسارہ کشادہ دہان روشن وکشادہ دندان۔ اللھم صل وسلم علے اقنی الانف وازج الحاجبین ومفلوج الاسنان وبود میان دو شانہ مبارک مہر نبوت ومے گفت راوی کہ ندیدہ ام پیش ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونہ بعد آں مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وفرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام من محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم است واحمد وماحی کہ بسبب من نابود مے کند خدائے تعالےٰ کفر را وحاشر کہ پیش از ہمہ محشور خواہم شد۔ وعاقب کہ بعد من ہیچ نبی نہ خواہد شد ودر روایت دیگر مقفی ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ ونبی الملحمہ نیز آمدہ۔ حق سبحانہ وتعالےٰ او را مسمی نمود بہ بشیر ونذیر ورؤف ورحیم ورحمۃ للعالمین ومحمد واحمد وطٰہٰ ویٰسٓ ومزمل ومدثر

(یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری کس کس آن پر کوئی مرے۔ اللھم صل وسلم علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ پیشانی دراز وباریک ابرو غیر متصل۔ بلند بینی، نرم رخسارہ۔ کشادہ دہان۔ روشن وکشادہ دندان مبارک تھے۔ اللھم صل وسلم علی اقنی الانف وازج الحاجبین ومفلوج الاسنان اور ہر دو شانہ مبارک کے درمیان مہر نبوت تھی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واحمد وماحی ہے کہ میرے سبب سے اللہ تعالےٰ کفر کو محو کرتا (مٹاتا) ہے۔ اور (میرا نام) حاشر ہے۔ کہ سب سے پہلے محشور ہونگا۔ اور عاقب کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں مقفی ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ ونبی الملحمہ بھی آیا ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے آپ کو بشیر ونذیر ورؤف ورحیم ورحمۃ للعالمین محمد واحمد وطٰہٰ ویٰسٓ ومزمل ومدثر

Marfat.com

وعبداللہ و عبد و منذر و اسماء دیگر نیز اند و ایں اسماء بیان صفات آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم است و پرسیدہ شد عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا از خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ گفت کان خلقہ القرآن یعنے در ہمہ احوال چہ لطف وچہ غضب حسب فرمودۂ حق سبحانہ و تعالےٰ عمل مے فرمودند و از کسے انتقام برائے نفس نفیس خود نمے گرفتند۔ لیکن وقتیکہ ضائع کردہ مے شد حقے از حقوق اللہ وللہ در البوصیری حیث قال ؎

فھو الذی تم معناہ وصورتہ ۔۔ ثم اصطفاہ حبیباً باری النسم

و ہیچکس تاب خشم نمے آورد وقتے کہ بخشم مے آمدند۔ و بود صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم شجاع ترین مردم و سخی ترین و کریم ترین و ہرگز نہ بود کہ سوال کردہ شود از وے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چیزے پس فرمودہ باشد نہ ہم۔ ؎

اکرم بخلق نبی زانہ خلق ۔۔ بالحسن مشتمل بالبشر متسم

کالزہر فی ترف والبدر فی شرف ۔۔ والبحر فی کرم والدہر فی ہمم

وعبد اللہ و عبد و منذر ان اسمائے سے مسمّٰی فرمایا۔ ان کے علاوہ اور اسماء بھی ہیں۔ یہ اسماء آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفات کا بیان ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپکے خلق کریم کے بارہ میں دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن ہے یعنی ہر حال لطف و غضب میں فرمودۂ حق سبحانہ و تعالےٰ کے مطابق عمل فرماتے۔ اور کسی سے اپنے نفس نفیس کے لئے انتقام نہ لیتے۔ لیکن جب حقوق اللہ سے کوئی حق ضائع کیا جاتا (تو اس کا انتقام لیتے) علامہ بوصیری (صاحب بردہ) نے کیا خوب کہا:۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات کریم معنیً وصورۃً کامل ہے۔ مزید براں آپکو اللہ تعالےٰ خالق مخلوقات نے اپنا محبوب برگزیدہ فرمایا۔ اور کوئی شخص جب آپکو غصہ آتا تو تاب نہ لا سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شجاع ترین کریم ترین سخی ترین مخلوقات تھے کبھی ایسا موقع ہرگز نہیں ہوا کہ کسی نے سوال کیا ہو اور آپنے رد فرمایا ہو۔ نبی کریم کے خلق کریم کو خلق عظیم نے مزین کیا ہوا تھا۔ مشتمل بر حسن بشرہ سے متسم تھے۔ طرف باغ میں پھول کی طرح۔ بلندی میں بدر کیطرح کرم میں بحر کیطرح ہمت میں دہر کی طرح تھے (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

Marfat.com

و شب نمے ماند درخانہ مبارک دینارے و نہ درہمے و اگر باقی مے ماند چیزے و نمے یافتند گیرندہ و بناگاہ شب شدی ہرگز بخانہ مطہر نمے آمدند تا آنکہ بری الذمہ شوند و برسانند آں را بمستحقان و ہرگز نمے گرفتند از مال بیت المال مگر قوت یک سالہ اہل خود ارزاں تر جنسے مثل خرما و جو۔ بعد ازاں ایثار مے کردند دیگراں را از قوت اہل خود تا آنکہ خود محتاج مے شدند۔ احیاناً بقوت پیش از گذشتن سال۔ و بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راست گو ترین مردم در سخن گفتن و وفا کنندہ ترین ایشان در عہد و نرم ترین ایشان در خصلت و نیکو ترین ایشان در صحبت و حلیم ترین مردم و باحیا تر از دختر ناکدخدا کہ در پردہ مے باشد و فرو اندازندۂ نظر بر زمین و بود نظر شریف بسوئے زمین زیادہ تر از نظر بسوئے آسمان و اکثر دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بگوشہ چشم بود۔ و بود صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تواضع کنندہ ترین مردم قبول میفرمودند دعوت داعی غنی باشد یا فقیر آزاد باشد یا بندہ و شفیق ترین مردم بر مخلوق کج مے ساختند آوند را برائے گربہ۔ پس بر نمے داشتند تا وقتیکہ سیراب شود۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں رات تک درہم دینار کچھ باقی نہ رہتا۔ اگر کوئی چیز باقی رہ گئی ہو۔ اور لینے والا کوئی نہ ملا۔ اور ناگاہ رات آگئی تو گھر مبارک میں داخل نہ ہوتے جبتک کہ وہ چیز مستحقوں کو پہنچا کر خود بری الذمہ نہ ہو لیتے۔ بیت المال سے ہرگز نہ لیتے مگر قوت ایک سالہ اپنے اہل و عیال کیلئے۔ وہ بھی ارزاں تر جنس مثل جو و خرما سے۔ پھر بھی اہل و عیال کی قوت زخوراک میں سے دوسروں پر ایثار فرماتے۔ تاکہ گاہے گاہے خود بھی سال گذرنے سے پہلے ہی قوت کے محتاج ہو جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کہنے میں سب آدمیوں سے سچے سب سے زیادہ وفادار وعدہ میں۔ خصلت میں سب سے نرم مجلس میں سب سے اچھے اور سب لوگوں سے حلیم تر پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ نظر مبارک زمین پر ڈالتے۔ بہ نسبت آسمان کے زمین پر نظر مبارک زیادہ رہتی۔ آپ کا دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ متواضع تھے۔ کوئی دعوت کرتا غنی ہو یا فقیر آزاد ہو یا غلام قبول فرما لیتے۔ مخلوق پر شفیق ترین مردمان تھے بلی کیلئے برتن ٹیڑھا فرماتے اور غایت شفقت سے نہ اٹھاتے جبتک کہ وہ سیراب نہ ہو لیتی۔

از غایت شفقت۔ و بودند عفیف ترین مردم و بسیار تر بہر مردم در گرامی داشتن یاران خود و دراز نمے کردند پائے مبارک خود را میان ایشان و جائے را فراخ مے ساختند چوں تنگ مے شد از اژدحام و زانوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش تر نمے شد از زانوئے ہمنشین خود ہر کہ صحبت کردے محب شدے بغایت و ہر کہ ناگاہ دیدے ہیبت خوردے و در وقت سخن گفتن بودند رفیقان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش شدہ برائے استماع کلام شریف و شتاب کردندے بعد صدور امر شریف و سے کرد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء بہ سلام باہر کہ ملاقات مے نمود و تزین و تجمل میکرد برائے ملاقات یاران خود یعنے بلباس و شانہ و مثل آں و تفقد حال یاراں مے فرمودند عیادت مریض و دعا برائے کسیکہ در سفر رفتہ باشد میفرمود۔ و در حق مردہ استرجاع بعد ازاں دعا مے فرستادند و تشریف مے بردند بسوئے کسے کہ معلوم مے کردند آزردگی او و بیرون مے آمدند بسوئے باغہائے یاران خود و مے خوردند ضیافت ایشان را و مدارا و دلاسا میفرمودند

آپ عفیف ترین مردم تھے۔ اپنے یاروں کی بہ نسبت لوگوں کے بہت زیادہ عزت فرماتے۔ اپنے پاؤں مبارک ان میں لمبے نہ فرماتے۔ جب ہجوم سے جگہ تنگ ہوتی (تو آپ زیادہ سمٹ کر) جگہ فراخ فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوئے مبارک اپنے ہمنشین کے زانو سے آگے نہ بڑھتے۔ جو کوئی مجلس کرتا زیادہ محب ہو جاتا۔ جو کوئی ناگاہ دیکھتا ہیبت زدہ ہو جاتا۔ آپ کی کلام کرنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق استماع کلام شریف کے لئے خاموش رہتے۔ امر شریف کے صدور کے بعد امتثال امر میں جلدی کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے ساتھ ملاقات کرتے ابتداء بہ سلام فرماتے۔ یاروں کی ملاقات کے لئے لباس کنگھی وغیرہ سے سنوارت فرماتے۔ بیمار پرسی اور مسافر کیلئے دعائے مغفرت فرماتے۔ اگر کوئی آزردہ ہوتا تو خود اس کے پاس تشریف لے جاتے۔ اپنے یاروں کے باغوں میں تشریف لے جاتے۔ اور ان کی ضیافت تناول فرماتے۔ اشراف قوم کے (غریب بھی) ساتھ مدارات اور دلاسا فرماتے۔

Marfat.com

بادل اشرافت قوم را و گرامی مے داشتند اہل فضل را و از کسے کشادہ پیشانی و تازہ روئی را دریغ نمے داشتند۔ و قبول مے فرمودند عذر عذر آرندہ و نمی گذاشتند صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے را کہ در راہ پس پشت مبارک۔ روند۔ و مے فرمودند بگذارید پشت مرا برائے فرشتگان و ہیچ کس را در وقت سواری پیادہ رفتن نمے دادند تا آنکہ او را نیز سوار مے فرمودند۔ پس اگر وے امتناع کردے از سوارشدن مے فرمودند از من پیشتر رو تا منزل معین و خدمت مے کردند خادم را۔ و آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلامان و کنیزکان بودند کہ بلندی و تمیزے نفرمود بر ایشان در خوراک و پوشاک۔ گفت انس رضی اللہ عنہ کہ خدمت کردم او را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب دہ سال۔ پس قسم بخدا خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرا بسیار بود از خدمت من او را در حضر و سفر و گاہے کلمۂ ناخوشی و تنگی نہ فرمودند و نگفتند کہ چرا کردی و نہ کردی۔ و بودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سفرے پس امر فرمودند یاران درست ساختن گوسفندے را۔ کسے گفت ذبح ایں بر ذمۂ من دیگرے گفت

اہل فضیلت کی عزت کرتے۔ کسی سے کشادہ پیشانی اور تازہ روئی بند نہ رکھتے۔ عذر کرنے والے کا عذر قبول فرماتے۔ کسی کو راہ چلتے اپنی پیٹھ مبارک کے پیچھے نہ چلنے دیتے۔ فرماتے میرے پیچھے فرشتے آتے ہیں۔ ان کے لئے جگہ چھوڑ دو۔ سواری کے وقت کسی کو پیادہ نہ چلنے دیتے تا آنکہ اس کو بھی سوار کر لیتے۔ پس اگر وہ (بر بنائے ادب) سوار ہونے سے رکتا۔ تو فرماتے منزل تک میرے آگے چلو۔ اور خادم کی خدمت خود فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام و کنیزیں تھیں۔ کہ ان پہ خوراک و پوشاک میں بلندی و امتیاز نہ فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریب دس سال کے خدمت کی۔ خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقامت و سفر میں مجھ سے زیادہ میری خدمت کی۔ کبھی تنگی یا ناخوشی کا کلمہ نہیں فرمایا۔ اور یہ نہ کہا۔ کہ ایسا کیوں کیا۔ کیوں نہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ اور ایک گوسفند کے پکانے کا امر فرمایا۔ کسی نے کہا اسکی ذبح میرے ذمہ دوسرے نے کہا

Marfat.com

پوست کندن ایں بر من دیگرے پختن را بر ذمہ خود کرد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند ہمہ آوردن چوب بر ذمہ من۔ آں جماعت عرض کردند کہ بجائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ایں کار را کفایت خواہیم کرد۔ فرمودے دانم کہ کفایت کردن مینوانید۔ لیکن نمے پسندم آنکہ تمیز کنم وبلندی جویم برشما ہر آئینہ حقتعالیٰ مکروہ مے دارد از بندہ ایں خصلت را کہ متمیز باشد از میان یاران خود بعدازاں استادند در جمع کردند ہیمہ را و بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سفرے۔ پس فرود آمدند از اشتر بسوئے نماز بعدازاں رجوع کردند بسوئے شتر صحابہ عرض کردند یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجا روید۔ فرمودند مے خواہم کہ بند کنم پائے شتر خود را۔ عرض کردند۔ کہ ما بند کنیم پائے اورا۔ فرمودند نباید کہ کسے از شما مدد طلبد از مردمان اگرچہ در یک پارہ از مسواک باشد وآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمے نشستند و نمے خواستند مگر با ذکر خدا عزاسمہ چوں میرسیدند بجماعتے مے نشستند ہمانجا۔

چمڑا اتارنا میرے ذمہ کسی نے پکانا اپنے ذمہ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ۔ اس جماعت نے عرض کی کہ بجائے آپکے ہم اس کام کو کافی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تم لوگ کفایت کر سکتے ہو۔ لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ تم لوگوں پر بڑائی اختیار کروں۔ اللہ تعالیٰ اس خصلت کو مکروہ جانتا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے یاروں پر بڑائی اختیار کرے۔ بعدازاں لکڑیاں جمع فرمائیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ نماز کے وقت اونٹ سے اتر کر نماز ادا کی۔ پھر اونٹ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اصحابوں نے عرض کی۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا میرا ارادہ اونٹ کے پاؤں بند کرنے کا ہے۔ صحابہ نے عرض کی۔ کہ ہم اس کے پاؤں بند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تم میں سے کسی کو مناسب نہیں۔ کہ لوگوں سے امداد طلب کرے۔ خواہ مسواک کا ٹکڑہ کیوں نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھتے خدا کے ذکر میں شاغل ہوتے۔ جب کسی

Marfat.com

کہ منتہی مے شد مجلس یعنی اول کہ مجلس رسیدند ہماں جا مے نشستند وقصد صدر مجلس نمے کردند وبہمیں خصلت امر مے کردند وہر یکے راز ہمنشینان خود نصیب مے دادند یعنے بحسب حال ہر کسے اکرام وتوجہ مبذول مے داشتند کسے از ہمنشینان نمے دانست کہ دیگرے سوائے او گرامی تراست نزد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبعد نشستن باکسے بر نمے خواستند تاوقتیکہ او نخیزد الا عند الضرورۃ ننما پس اذن مے طلبیدند از وے وروبروئے کسے ذکر نمے فرمودند امرے کہ ناخوش کند سامع را ومقابلہ نمے کردند بدخوئی وبے ادبی کسے را بمانند آں بلکہ عفو میفرمودند وفقیراں را دوست مے داشتند وباایشاں ہمنشینی میکردند وتشریف مے بردند بر جنازۂ ایشاں وہیچ فقیر را بسبب فقراو حقیر نمے دانستند واز ہیچ بادشاہ بسبب بادشاہی او ہیبت نمے خوردند وبزرگ مے داشتند نعمت الٰہی را اگرچہ اندک باشد وبنکوہش یاد نمے فرمودند آنرا وہرگز عیب طعام نمے کردند اگر رغبت بودے تناول میفرمودند

مجلس میں پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی اور جس جگہ پہنچتے وہیں تشریف رکھتے۔ صدارت مجلس کا ارادہ نہ فرماتے۔ اور اسی خصلت کے ساتھ امر فرماتے۔ اپنے ہم نشینوں میں سے ہر ایک کو حصہ دیتے یعنی ہر ایک کے حسب حال اکرام اور توجہ مبذول فرماتے۔ ہم نشینوں میں سے کوئی یہ نہ جانتا کہ میرے سوا دوسرے کی عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک زیادہ ہے۔ اور جب کسی کے ساتھ بیٹھتے جبتک وہ نہ اُٹھتا نہ اُٹھتے۔ مگر بوقت ضرورت اس سے اجازت لے کر اُٹھتے کسی کے روبروئے ایسے امر کا ذکر نہ فرماتے جو سامع کو ناگوار گذرتا۔ کسی کی بدخوئی و بے ادبی کا مقابلہ نہ فرماتے۔ بلکہ عفوو درگذر فرماتے محتاجوں فقیروں کو دوست رکھتے۔ ان کے ساتھ ہم نشینی فرماتے۔ ان کے جنازوں پر تشریف لے جاتے۔ کسی فقیر کو بہ سبب احتیاج اس کے حقیر نہ جانتے۔ کسی بادشاہ سے بہ بادشاہی اس کے ہیبت نہ کھاتے۔ نعمت الٰہی کو اگرچہ تھوڑی ہو بزرگ جانتے۔ اور اس کو برائی سے نہ یاد فرماتے۔ طعام کا عیب ہرگز نہ کرتے۔ اگر خواہش ہوتی تناول فرماتے۔

Marfat.com

والا ترک مے نمودند۔ خبرداری حال ہمسایہ مے کردند و مہمان را گرامی مے داشتند
و بودند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر از ہمہ مردم در تبسم و تازہ روئے۔

کانما اللؤلؤا لمکنون فی صدف ؛ من معدنی منطق منہ ومتبسم

وقت را در غیر عمل برائے خدائے تعالےٰ یا اشتغال بحاجت ضروری مصروف
نمے فرمودند۔ واختیار دادہ نہ شدند درمیان دو چیز مگر اختیار کردند آسان ترین
آنہا الا آنچہ دروے قطع رحم باشد واگر قطع رحم مے بود ازوے بابلغ وجوہ
احتراز فرمودی و مے دوختند پاپوش خود را و پیوند مے کردند جامۂ خود را
و سوار مے شدند بر اسپ و استر و دراز گوش و ردیف مے ساختند پس
پشت خود غلام وغیر آں را و مسح مے کردند روئے اسپ خود را بگوشہ آستین
خود یا بگوشہ چادر خود و آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست مے داشتند
فال را و ناپسند مے داشتند طیرہ را۔ فال عبارت ازاں است کہ چوں کسے متوجہ کارے شود

ورنہ ترک کر دیتے۔ حال ہمسایہ کی خبر گیری کرتے۔ مہمان کی عزت فرماتے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے تبسم و تازہ روئی میں بڑھ کر تھے
گویا کہ صدف میں لؤلؤ المکنون ہے معدن منطق و متبسم سے۔ وقت کو سوائے
خدائی کام یا حوائج ضروری کے مصروف نہ فرماتے۔ دو چیزوں میں سے آسان ترین
امر کو اختیار فرماتے۔ بشرطیکہ اس میں قطع رحم نہ ہو۔ اگر قطع رحم ہو تو بہ ابلغ
وجوہ اس سے احتراز فرماتے۔

اپنی پاپوش مبارک خود سیتے۔ اپنے جامہ مبارک کو خود پیوند لگاتے۔
گھوڑے۔ خچر۔ گدھے پر سوار ہوتے۔ اپنی پس پشت غلام وغیرہ کو
ردیف فرما لیتے۔ اپنے گھوڑے کا منہ گوشۂ آستین یا اپنی چادر سے
پونچھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فال کو اچھا جانتے۔ اور طیرہ کو ناپسند
فرماتے۔ فال اس امر سے عبارت ہے کہ جب کوئی کسی کام کے متوجہ ہو۔

Marfat.com

وکلمہ نیک بگوش وے رسد مثل یاراشد و یا سالم باستماع آں خوش وقت شود و طیرہ عبارت از شگون بد است کہ از گذشتن حیوانات بجانب راست و چپ یا آواز کردن زاغ و مانند آں گیرند و حے فرمودند الحمد للہ وقت حصول امر مرغوب و الحمد للہ[1] علےٰ کل حال وقت حصول امر ناخوش و غیر مرغوب و بعد فراغ از طعام و برداشتہ شدن آں می فرمودند۔ الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا و اروانا و جعلنا مسلمین[2]۔ و بود اکثر نشستن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے بقبلہ بسیار مے کردند ذکر و صمت غالب بود بر تکلم و دراز مے کردند نماز را و کوتاہ مینمودند خطبہ را و طلب مغفرت مے کردند از خدائے تعالیٰ در یک مجلس صد مرتبہ و شنیدہ مے شد سینہ مبارک را در حال نماز آوازے مثل آواز جوش دیگ مس بسبب بکاء و روزہ مے داشتند روز دوشنبہ و روز پنجشنبہ و سہ روز از ہر ماہ و روز عاشورا و کم بود کہ روز جمعہ بے روزہ باشند۔ و در ہیچ ماہے بیرون رمضان روزہ نمے داشتند

تو اچھا کلمہ سنے مثلاً یاراشد یا سالم وغیرہ تو اس کے سننے سے خوش وقت ہو۔ اور طیرہ عبارت ہے شگون بد سے۔ کہ حیوانات کے چپ و راست سے گذرنے یا زاغ وغیرہ کے آواز سے بدفالی لیتے ہیں۔ امر مرغوب کے حصول سے الحمد للہ فرماتے۔ امر ناخوش و نامرغوب کے حصول سے الحمد للہ علی کل حال فرماتے۔ طعام سے فراغ اور اس کے اٹھائے جانے کے بعد فرماتے الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا و اروانا و جعلنا مسلمین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹھنا اکثر روئے بقبلہ ہوتا۔ ذکر الٰہی بہت فرماتے۔ آپکی خاموشی تکلم کلام سے زیادہ ہوتی۔ نماز کو طویل خطبہ کو مختصر فرماتے۔ خدائے تعالیٰ سے ایک مجلس میں سَو دفعہ مغفرت طلب کرتے۔ (بصیغۂ رب اغفرلی وتب علیّ انک انت التواب الغفور) نماز کی حالت میں سینہ مبارک سے آواز مثل آواز جوشش دیگ تانبہ کے بسبب بکاء (گریہ) سنا جاتا۔ اور دوشنبہ و پنجشنبہ اور ہر ماہ کے تین روز اور یوم عاشورا کو روزہ رکھتے۔ یوم جمعہ سوائے روزہ کے کم ہوتا۔ رمضان شریف کے سوا اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہ رکھتے۔

---

[1] ہر حال میں خدا کا شکر ہے ۱۲۔ [2] خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو کھلایا پلایا سیراب کیا ۱۲

Marfat.com

کہ در شعبان ویکے از خواص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں بود کہ در خواب میرفتند چشمان مبارک وخفتے خفتن قلب شریف اللہم صل وسلم علی جسدہ فی الاجساد وعلی قلبہ فی القلوب بسبب انتظار وحی ومتوجہ شدن بجانب قدس وشنیدہ مے شد در وقت خواب دم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وغطیط ظاہر نہ شد۔ وآں صوت منکر است کہ از بعض خفتگان شنیدہ مے شود۔ وچوں مے دیدند در خواب چیزے کہ پسند نمے کردند مے گفتند ھو اللہ لا شریک لہ وچوں بمحل خفتن آرام مے گرفتند مے گفتند رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک۔ وچوں بیدار شدند مے گفتند الحمد للہ الذی احیانا بعد اماتنا والیہ النشور۔ ونمے خوردند صدقہ وتناول مے کردند ہدیہ را و صدقہ آں است کہ برائے طلب ثواب بفقیراں مے دہند وخصوصیت ایں شخص منظور نباشد۔ وہدیہ آن است کہ برائے اکرام ایں شخص باشند۔ واگر کسے ہدیہ بخدمت آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مے فرستاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقابلہ

جتنے کہ شعبان میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے تھا۔ کہ آنکھیں مبارک خواب میں ہوتیں اور قلب شریف بسبب انتظار وحی وتوجہ بجانب قدس کے بیدار ہوتا۔ اللہم صل وسلم علی جسدہ فی الاجساد وعلی قلبہ فی القلوب۔ بوقت خواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانس مبارک کی آواز سنی جاتی۔ اور غطیط (گھراٹا) ظاہر نہ ہوتا۔ جب خواب میں کوئی ناپسند چیز نظر آتی فرماتے۔ ھو اللہ لا شریک لہ۔ جب سونے کی جگہ میں آرام پکڑتے فرماتے "رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک اے رب میرے مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس دن کہ اپنے بندوں کو مبعوث فرمائیگا" جب بیدار ہوتے فرماتے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ہم کو مارنے کے بعد زندہ کیا۔ صدقہ نہ کھاتے اور ہدیہ تناول فرماتے۔ صدقہ وہ ہوتا ہے کہ طلب ثواب کے لئے فقیروں کو دیتے ہیں۔ اور خصوصیت اس شخص موہوب لہ کی منظور نہ ہو۔ اور ہدیہ وہ ہوتا ہے کہ معطی لہ کا اکرام منظور ہو۔ اگر کوئی شخص آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ ارسال کرتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی مثل یا

Marfat.com

آں مثل آں یا بہتر ازاں یا آں شخص عنایت مے کردند و تکلف نمے کردند در خوردنی
و در وقت فاقہ و شدت جوع سنگ مے بستند بر شکم مبارک تاکہ بے طاقت
نشوند. خدائیتعالیٰ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلید خزانہائے زمین عطا کردہ
بود پس آں را قبول نہ کردند و آخرت را اختیار نمودند۔ وخوردہ اند نان بسرکہ
و فرمودند نیک نان خورش است سرکہ و خوردہ اند گوشت ماکیاں و حباری و آں
طائر لیست معروف و دوست میداشتند کدو را و گوشت دست بزغالہ فرمودند بخورید
زیت را و در بدن مالید اورا ہر آئینہ کہ وے درخت مبارک است و آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مے خوردند بسہ انگشت و بعد فراغ مے لیسیدند آں انگشتاں
را و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوردہ اند نان جو را با خرمائے خشک و خربزہ با خرمائے
تر و بادرنگ را با خرمائے تر و خرما را بمسکہ و رغبت میداشتند با شیرینی و شہد و
آب نشستہ مے خوردند و در میان آب نوشیدن سہ بار آوند را از دہن جدا کردہ دم مے گرفتند

اس سے بہتر اس شخص کو عنایت فرماتے. کھانے میں تکلف نہ فرماتے۔ فاقہ اور شدت
بھوک کے وقت پیٹ مبارک پر پتھر باندھتے تاکہ بے طاقت نہ ہوں. اللہ تعالیٰ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزانہ ہائے زمین کی کنجیاں عطا فرمائیں۔ آپ نے قبول نہ
کیا۔ اور آخرت کو اختیار فرمایا۔ روٹی سرکہ کے ساتھ کھائی اور فرمایا۔ سرکہ واہ واہ نان خورش
ہے۔ مرغی اور حباری کا گوشت کھایا۔ اور حباری پرندہ معروف (کونج) ہے کدو کو اچھا جانتے۔
گوشت دست بکری کا اچھا جانتے۔ اور فرمایا روغن زیتون کھاؤ اور بدن پر مالش
کرو کہ تحقیق یہ درخت مبارک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین
انگلیوں سے کھاتے اور بعد فراغ کے ان کو چاٹتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جو کی روٹی خرمائے خشک سے۔ اور خربوزہ خرمائے تر سے اور کھیرا
خرمائے تر سے اور خرما کو مسکہ کے ساتھ کھایا۔ شیرینی و شہد کو مرغوب جانتے
پانی بیٹھ کر پیتے اور پانی پینے میں تین بار برتن کو دہن مبارک سے جدا فرماتے۔

Marfat.com

وچوں مے خواستند کہ آب باقی ماندہ را با اصحاب عنایت کنند از جانب راست شروع مے کردند۔ یکبار شیر آشامیدند آنگاہ فرمودند ہر کہ چیزے از ماکولات خورد باید کہ بگوید اللھم ارزقنا خیرًا منہ۔ و ہر کہ شیر آشامد باید کہ بعد ازاں بگوید اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ۔ و فرمودند نیست چیزے کہ کفایت کند بجائے خوردنی و نوشیدنی ہر دو غیر شیر۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے پوشد جامۂ پشمین و در پائے میکردند نعلِ دوختہ و پیوند کردہ و تکلف نمے کردند در پوشیدنی و بہترین جامہ ہا نزدیک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قمیص بود۔ چوں جامۂ نو مے پوشیدند مے گفتند۔ اللھم لک الحمد کما البستہ واسألک خیرہ وخیر ما صُنِع لہ۔ وخوش مے شدند از جامہائے سبز و احیانا یک چادر مے پوشیدند کہ جز آں برآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبود مے بستند دو گوشہ اورا میان دو شانہ خود یعنے شملہ و مے پوشیدند روز جمعہ چادر سرخ بعضے گویند آں چادر مخطط بود بخطوط سرخ و

جب باقیماندہ پانی اصحاب کو عنایت فرمانا چاہتے۔ تو دائیں طرف سے شروع کرتے۔ ایکدفعہ دودھ پیا پھر فرمایا۔ کہ جو کوئی کھانے کی کوئی چیز کھائے تو کہنا چاہیئے۔ اللھم ارزقنا خیرًا منہ۔ جو کوئی دودھ پیئے تو چاہیئے کہ اس طرح کہے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْلَنَا مِنْہُ۔ اور فرمایا۔ کہ کوئی چیز دودھ کے سوا ایسی نہیں جو کھانے اور پینے دونو کو کفایت کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پشمینہ کا کپڑا پہنتے۔ اور پاؤں مبارک میں پیوند زدہ جوتیاں پہنتے۔ لباس میں تکلف نہ فرماتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بہترین جامہا قمیص (کرتہ) تھا۔ جب کپڑا نیا پہنتے فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَلبستہ وَاَسْأَلُکَ خَیْرَہٗ وخیر ما صنع لہ۔ اور سبز کپڑے کو بہت خوش کرتے۔ گاہے گاہے صرف ایک چادر پہنتے۔ کہ اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہوتا۔ چادر کے دونوں کونوں کو دو شانہ کے درمیان شملہ باندھتے۔ جمعہ کے روز چادر سرخ پہنتے۔ بعض نے کہا اس چادر میں سرخ لکیریں تھیں۔

لہ اے اللہ اس سے بھی اچھی غذا دے ۱۲۔ لہ اے اللہم کو اس میں برکت دے اور بھی زیادہ تعداد میں عطا فرما۔ ۱۲

Marfat.com

ومے پوشیدند انگشتری از سیم کہ نقش آں محمد رسول اللہ بود در خنصر دست راست وگاہے خنصر دست چپ۔ وخنصر نام خورد ترین انگشتان است۔ ودوست مے داشتند خوشبورا۔ وناخوش مے شدند از بوئے بد۔ ومے فرمودند ہر آئنہ اللہ تعالےٰ نہادہ است لذت من در زنان وخوشبو وگردانیدہ است سردی چشم من در نماز وانواجناس خوشبو استعمال مے کردند غالیہ را وآں خوشبوئے است مرکب۔ ونیز مشک تنہا وبخور مے گرفتند از عود وکافور وسرمہ مے کردند با ثمد و آں قسم اعلیٰ است از اقسام سرمہ وگاہے سرمہ مے کشیدند سہ بار در چشم راست ودوبار در چشم چپ۔ وگاہے سرمہ مے کردند در حالت صوم وبسیار استعمال مے کردند دہن را در سر وریش مبارک واستعمال دہن مے کردند یک روز درمیان وسرمہ مے کردند برعایت عدد طاق ودوست مے داشتند ابتدا کردن از جانب راست در شانہ کردن ونعلین پوشیدن وطہارت کردن۔

چاندی کی انگشتری جس کا نقش نگین محمد رسول اللہ تھا۔ دائیں ہاتھ کی خنصر میں پہنتے۔ اور گاہے بائیں ہاتھ کی خنصر میں۔ سب سے چھوٹی انگل کا نام خنصر ہے۔ خوشبو کو پسند فرماتے۔ بوئے بد سے ناخوش ہوتے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میری پسندیدگی عورتوں اور خوشبو میں رکھی ہے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ خوشبو کی اجناس سے غالیہ "ایک مرکب خوشبو" استعمال فرماتے۔ نیز مشک خالص بھی استعمال فرماتے۔ عود وکافور سے بخور (دھونی) لیتے۔ سرمہ اثمد کا استعمال فرماتے۔ جو سرمہ کے اقسام سے اعلےٰ ہے۔ گاہے سرمہ کرتے دائیں آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں دو بار۔ گاہے روزہ کی حالت میں سرمہ استعمال فرماتے۔ سر اور ڈاڑھی مبارک میں روغن کا استعمال بکثرت فرماتے۔ روغن کا استعمال ایک روز درمیان دے کر فرماتے۔ اور سرمہ عدد طاق کی رعایت سے فرماتے۔ ہر کام میں ابتدا جانب راست سے اچھا جانتے۔ کنگھی کرنے۔ پاپوش لگانے طہارت فرمانے وغیرہ میں۔

Marfat.com

و در ہمہ کار و نظر مے کردند و در آئینہ و در سفر از آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جدا نمے شد چند چیز شیشۂ دہن و سرمہ دان و آئینہ و شانہ و مقراض و مسواک و سوزن و رشتہ۔ و آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مسواک مے کردند شبے سہ بار پیش ازانکہ بخواب روند۔ و بعد خواب چوں بہ تہجد برمیخاستند و وقت برآمدن برائے نماز صبح و حجامت مے کردند یعنے فصد و خون مے کشانیدند و مزاح و خوش طبعی و نمے فرمودند در مزاح مگر سخنے راست۔ یک بار شخصے بخدمت حاضر شدہ عرض نمود یارسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سوار کن مرا بر شترے۔ فرمود سوار کنم بر بچہ مادہ شتر گفت بچہ مرا نتواند برداشت۔ فرمودند نمے باشد شتر مگر بچہ مادہ شتر۔ زنے بخدمت یکبار عرض نمود یارسول اللہ شوہر من بیمار است و وے مے طلبید شمارا۔ فرمودند ہمانا شوہر تو آں است کہ در چشم وے سفیدی است۔ و مراد داشت سفیدی بیغولہ چشم را و آں زن سفیدی کہ مانع نظر مے باشد فہمید۔

اور شیشہ دیکھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے چند چیز (سات سنگار) جدا نہ ہوتیں۔ تیل والی بوتل۔ سرمہ دانی۔ شیشہ۔ کنگھی۔ قینچی۔ مسواک۔ سوئی دھاگہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رات کو تین بار مسواک فرماتے۔ سونے سے پہلے نماز تہجد کے لئے جاگنے پر۔ نماز صبح کے لئے نکلنے پر۔ حجامت یعنی فصد کرتے اور خون نکلواتے۔ مزاح اور خوش طبعی فرماتے مگر بات سچی ہوتی۔ ایک بار کسی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے اونٹ پر سوار فرمائیے۔ فرمایا تجھے اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا۔ عرض کی۔ اونٹنی کا بچہ مجھے نہ اٹھا سکیگا۔ فرمایا اونٹ بھی اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ کسی عورت نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرا خاوند بیمار ہے اور آپ کو طلب کرتا ہے۔ فرمایا تیرا خاوند وہی ہے کہ اس کی آنکھ میں سفیدی ہے اور سفیدی سے بیغولہ آنکھ کی سفیدی مراد رکھی۔ اس (صحابیہ) عورت نے سفیدی سے مراد سفیدی مانع نظر سمجھی۔

Marfat.com

پس بازگشت آں زن وبکشاد چشم شوہر خود۔ شوہرش گفت تراچہ شد کہ چشم من بکشائی گفت خبرداده است آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در چشم تو سفیدی است۔ شوہر گفت ہیچکس نیست الا در چشم وے سفیدی است۔ وزن دیگر عرض کرد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کن بجناب حق تعالیٰ تا مرا در بہشت داخل کند۔ فرمودند اے ام فلان داخل نہ خواہد شد در بہشت ہیچ پیر زال۔ پس آں زن گریہ کناں از مجلس سوئے خانہ بازگشت۔ فرمودند اورا خبر دہید داخل نخواہد شد در حالت پیری بلکہ از سر نوجوان شدہ داخل جنت باشند۔ حق تعالیٰ مے فرماید انا انشأ نٰہن انشاءً فجعلنٰہن ابکارًا عربا اترابا۔ معنی ایں آیت حسب مقتضائے حدیث چنیں خواہد بود کہ ما پیدا مے کنیم مومنات را پیدا کردن دیگر یعنی در حشر پس گردانیم ایشاں را دختران جوان واللہ اعلم۔

گھر جاکر لگی اپنے خاوند کی آنکھ کو ٹٹول کر دیکھنے۔ خاوند نے کہا تجھے کیا ہوا۔ کہ میری آنکھ کو ٹٹولتی ہے۔ صحابیہ نے کہا مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تیرے خاوند کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ خاوند نے کہا۔ کوئی شخص ایسا نہیں۔ جس کی آنکھ میں سفیدی (پیدائشی) نہ ہو۔ ایک اور صحابیہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ام فلان! بہشت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی۔ وہ صحابیہ روتی ہوئی گھر کو چلی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو خبر دو حالت پیری میں داخل نہ ہونگی۔ بلکہ از سر نوجوان ہو کر داخل جنت ہونگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا انشأنٰہن انشاءً الآیۃ اس آیت کا معنی مقتضائے حدیث کے مطابق اس طرح ہوگا۔ کہ ہم مومنات کو دوبارہ حشر میں پیدا کرتے ہیں۔ اور کرتے ہیں ان کو جوان لڑکیاں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

ذکر امہات المومنین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاً در نکاح آوردند خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا را۔ چنانچہ قبل ازیں مذکور شد۔ بعد ازاں سودہ بنت زمعہ را و وے رضی اللہ تعالےٰ عنہا نزد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ پیری رسید۔ خواستند کہ طلاق دہند وے را پس نوبت خود بعائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا داد و گفت مرا بمردان ہیچ کارے نیست مقصود من آنست کہ برانگیختہ شوم در ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ازاں عائشہ بنت ابی بکر صدیق را در مکہ پیش از ہجرت بدو سال وبقولے سہ سال۔ در ماہ شوال در نکاح آوردند۔ و وے رضی اللہ عنہا در آں وقت شش سالہ بود۔ وہم بستر ساختند در سال دوم از ہجرت در مدینہ در ماہ شوال و وے نہ سالہ بود و وفات یافتند از وے در آنحال کہ ہژدہ سالہ بود۔ و وے وفات یافت در مدینہ ہفدہم ماہ رمضان ۵۶ھ پنجاہ وششم و در بقیع مدفون گشت وغیر ایں نیز نقل کردہ اند

امہات المومنین کا بیان :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے اول حضرت خدیجہ رضی بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو نکاح میں لائے۔ جیساکہ سابق مذکور ہوا۔ اسکے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ کو اور وہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بڑھاپے کو پہنچیں۔ تو آپ نے چاہا کہ طلاق دیں۔ پس اس نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی۔ اور کہا کہ مجھے مردوں کے ساتھ کوئی کام نہیں۔ میرا مقصود یہ ہے۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات میں مبعوث کی جاؤں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی کو مکہ میں ہجرت سے دو سال دبقولے تین سال پہلے ماہ شوال میں نکاح کیا۔ وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شوال مدینہ شریف میں ان کو ہم بستری کا شرف بخشا۔ وہ اس وقت نو سال کی ہوئیں۔ جب وہ اٹھارہ سال کی ہوئیں تو آپ نے وفات پائی۔ اور حضرت عائشہ نے مدینہ شریف میں ستارہویں ماہ رمضان ۵۶ھ چھپن میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئیں اس کے سوائے بھی منقول ہے۔

Marfat.com

وآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیچ بکر را بجز عائشہ رضی اللہ عنہا تزوج نہ کردہ اند وکنیت وے ام عبد اللہ است۔ بعد ازاں حفصہ بنت عمر فاروق را در نکاح آوردند بروایتے او را طلاق دادند۔ پس جبریل علیہ السلام نازل شدہ گفت کہ خدا تعالیٰ ترا امر برجعت کردہ است از انکہ حفصہ بسیار روزہ دار ونماز گذار است وبروایتے آمدہ کہ باعث رجعت مہربانی بر عمر بود واللہ اعلم۔ وبنکاح آوردند ام حبیبہ رضی بنت ابی سفیان را ووے درآں وقت در حبشہ بود۔ ومہر داد از طرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجاشی بادشاہ حبشہ چہار صد دینار ومتولی نکاح او شد عثمان بن عفان وبقولے خالد بن سعید بن العاص۔ ووفات یافت سال چہل وچہارم وبنکاح آوردند ام سلمہ رضی را او در سال شصت ودوم وفات یافت ووے آخرین ازواج مطہرات است در وفات وبقولے آخرین ہمہ میمونہ است وبنکاح آوردند زینب بنت جحش رض را ووے دختر عمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز حضرت عائشہ رض کے کسی باکرہ کو نکاح نہیں فرمایا۔ انکی کنیت ام عبد اللہ ہے۔ اس کے بعد حضرت حفصہ رض بنت عمر فاروق کو نکاح میں لائے۔ ایک روایت میں اس کو طلاق دی۔ پس جبریل ع نازل ہوا۔ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رجعت کا حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت حفصہ بہت روزہ دار ونماز گذار تھیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رجعت کا باعث عمر فاروق رض پر مہربانی تھی۔ واللہ اعلم۔ حضرت ام حبیبہ رض بنت ابی سفیان کو نکاح میں لائے۔ اور وہ اس وقت حبشہ میں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نجاشی بادشاہ حبشہ نے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ نکاح کے متولی حضرت عثمان بن عفان اور ایک قول میں خالد بن سعید بن العاص ہوئے۔ چوالیس ہجری میں وفات پائی۔ اور ام سلمہ رض کو نکاح میں لائے۔ ۶۲ سنہ ہجری میں وفات پائی۔ اور وہ وفات میں آخرین ازواج مطہرات ہیں۔ ایک قول میں آخرین ازواج میں میمونہ رض ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش کو نکاح میں لائے۔

Marfat.com

اولاً در نکاح زید بن حارثہ مولائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد۔ بعدازاں وے طلاقش داد انگہ در ازواج مطہرات داخل شد و وفات یافت در مدینہ سال بستم و وے اولین ازواج مطہرات است در وفات بعد از آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولین کسے است کہ برداشتہ شد بر نعش۔ مراد از نعش آں است کہ بر جنازہ چوبے چند مضبوط ساختند بشکل گہوارہ تا باستر تر باشد۔ و بنکاح آوردند جویریہ بنت حارث را و وے در غزوہ بنی مصطلق اسیر شدہ بود۔ پس در حصہ ثابت بن قیس او فتاد و مکاتبش ساخت پس بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد تا چیزے از مبلغ کتابت سوال کند۔ و وے رضی اللہ تعالےٰ عنہا جمیلہ بود۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند آیا نکنم بہتر ازیں ادا کنم از جانب تو مال کتابت و بزنے خواہم تر او وے بایں معنے راضی شد۔ پس ادا فرمودند آں مبلغ را و بنکاح آوردند۔ وفات یافت سال پنجاہ و ششم۔ و بنکاح آوردند صفیہ را و وے از اولاد حضرت

وہ اول زید بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کے نکاح میں تھیں۔ اس نے طلاق دی تو ازواج مطہرات میں داخل ہوگئیں۔ مدینہ شریف بیس[۲] ہجری میں فوت ہوئیں اور وہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات میں اولین ازواج مطہرات ہیں اور سب سے اول وہی نعش پر اٹھائی گئیں۔ نعش سے مراد چند لکڑیاں جنازہ پر بشکل گہوارہ مضبوط باندھی جاتی ہیں تاکہ ستر (پردہ) زیادہ ہو۔ جویریہ بنت حارث کو نکاح میں لائے۔ اور وہ غزوہ بنی مصطلق میں اسیر ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں پڑیں۔ اس نے مکاتب کیا۔ پس وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں تاکہ مبلغ کتابت کے لئے کوئی چیز سوال کریں۔ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمیلہ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں اس سے بہتر نہ کروں؟ تیری جانب سے مال کتابت ادا کر دوں۔ اور تجھے اپنے نکاح میں لاؤں۔ وہ اس امر پہ راضی ہوئیں۔ آپ نے مبلغ کتابت ادا کر کے اس کو نکاح میں لائے۔ سال چھپن ہجری میں وفات پائی۔ حضرت صفیہؓ کو نکاح میں لائے۔ وہ حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔

Marfat.com

ہارون علیٰ نبینا وعلیہ السلام بود۔ اسیر شد در غزوۂ خیبر۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادش فرمودند۔ وہمیں آزاد کردن مہرش ساختند۔ وفات یافت سن پنجاہم و بنکاح آوردند میمونہ را و وے خالہ خالد بن الولید وعبداللہ بن عباس است۔ وفات یافت در موضع سَرِف وہماں جا در نکاح آمدہ بود۔ ووفاتش در سال پنجاہ وششم و بقولے سال شصت ویکم بود۔ وبہ تقدیر اخیر آخر ازواج مطہرات باشد در وفات وایں جماعت آنند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از سر ایشان انتقال فرمود۔ و ایشاں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باقیماندہ بودند۔ غیر از خدیجہ و بنکاح آوردند زینب بنت خزیمہ را سال سوم از ہجرت ونزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ نماند۔ مگر دو ماہ یا سہ ماہ۔ انگہ وفات یافت وغیر ازیں مذکورات جماعت بودند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشانرا در نکاح آوردہ بود یا خطبہ کردند وایں امر بسر انجام نرسیدہ بود۔ از الجملہ فاطمہ بنت ضحاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورا بنکاح آوردند

غزوۂ خیبر میں اسیر ہوئیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو آزاد فرما کر یہی آزاد کرنا مہر مقرر فرمایا۔ سنہ ۵۰ھ میں فوت ہوئیں۔ میمونہؓ کو نکاح میں لائے اور وہ خالد بن الولید و عبداللہ بن عباس کی خالہ تھیں۔ موضع سَرِف میں فوت ہوئیں۔ اسی جگہ نکاح میں آئی تھیں۔ ان کی وفات سنہ ۵۶ھ اور بقولے سنہ ۶۱ھ میں ہوئی۔ اخیرہ تقدیر پہ وفات میں وہ آخر ازواج مطہرات ہوئیں۔ اور یہ جماعت امہات المومنین وہ ہیں کہ جن کے سر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے باقی رہیں۔ زینبؓ بنت خزیمہ کو ہجرت کے تیسرے سال نکاح میں لائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو یا تین ماہ زندہ رہیں۔ پھر فوت ہوئیں۔ سوائے ان مذکورات کے وہ جماعت تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نکاح میں لائے۔ یا خطبہ کیا۔ اور یہ امر سرانجام کو نہ پہنچا۔ ان میں سے فاطمہ بنت ضحاک ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نکاح میں لائے۔

Marfat.com

چوں آیت تخییر نازل شد او را مخیر فرمودند۔ میان آنکہ در صحبت نبوی باشد یا دنیا را اختیار کند وے اختیار کرد دنیا را پس جدا ساختند او را بعد ازاں پشک شتر التقاط مے کرد وے گفت من بدبخت ہستم کہ اختیار کردم دنیا را وزانجملہ شراف خواہر وحیہ کلبی بزنے خواستند او را دز فاف نہ شد و خولہ بنت ہزین و وے ہماں است کہ بخشیدہ نفس خود را باں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی بغیر مہر در نکاح آمد و بقولے بخشندہ نفس خود اُم شریک بود و اسماء جونیہ گویند چو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دست بوے رساند۔ گفت اعوذ باللہ منک۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مفارقت کردند وعمرہ بنت یزید و زنے از غفار و عالیہ بنت ظبیان و اینہمہ را طلاق دادند قبل از زفاف و بنت الصلت وے بمرد پیش از انکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوے نزدیک شوند۔ و زنے دیگر چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواستند کہ نزدیک شوند فرمود ہبی لِی نَفْسَکِ نفس خود بمن دہ۔ گفت ہیچ زن رئیسہ نفس خود را بابازاری مے دہد

جب آیت تخییر نازل ہوئی اس کو اختیار دیا۔ کہ صحبت نبوی میں رہے یا دنیا کو اختیار کرے اس نے دنیا کو اختیار کیا۔ پس آپ نے اس کو جدا کر دیا۔ بعد ازاں وہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ میں بدبخت ہوں۔ کہ دنیا کو اختیار کیا۔ ان میں سے اشراف وحیہ کلبی کی خواہر کو نکاح کیا۔ اس کا زفاف نہیں ہوا۔ خولہ بنت ہزین ہے۔ جس نے اپنا نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا یعنی بغیر مہر کے نکاح میں آئیں۔ ایک قول میں ام شریک نے اپنا نفس بخشا تھا۔ اسماء جونیہ تھی۔ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ہاتھ لگایا۔ تو کہنے لگی اعوذ باللہ منک۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جدا کر دیا۔ عمرہ بنت یزید ایک عورت قبیلہ غفار سے۔ اور عالیہ بنت ظبیان۔ ان سب کو قبل از زفاف طلاق دی۔ اور بنت الصلت وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہونے سے پہلے فوت ہوئی۔ ایک اور عورت تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے نزدیک ہونا چاہا۔ تو فرمایا ہبی لی نفسک تو اپنا نفس مجھے ہبہ کر۔ اس نے کہا کوئی رئیسہ عورت اپنا نفس بازاری آدمی کو دیتی ہے؟

Marfat.com

پس جدا ساختند او را۔ وخطبہ کردند زنے را۔ پس پدرش گفت کہ وے داغ سفید دارد۔ و بوے ہیچ علت نبود۔ چوں رجوع کرد۔ داغ سفید یافت۔ وخطبہ کرد زنے را از پدرش وے صفت وے بیان کرد۔ گفت زیادہ ازیں آن است کہ وے گاہے بیمار نشدہ است۔ فرمودند او را نزدیک خدائے تعالےٰ ہیچ خیر نیست۔ پس ترک کردند و بود مہر ازواج مطہرات پانصد درہم واین قول اصح اقوال است مگر صفیہؓ وام حبیبہ چنانچہ گذشت۔

بیان اولاد مطہرات

واز اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکے قاسم است وکنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنام وے بود۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را ابوالقاسم گفتندے وعبداللہ کہ طیب و طاہر ہر دو لقب وے است۔ وبقولے طیب غیر طاہر بود وزینب ورقیہ وام کلثوم و فاطمہ و فاطمہ خوردترین دختران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود این پسران مردند پیش از اسلام در طفولیت

پس اس کو جدا فرمایا۔ ایک اور عورت کو خطبہ کیا۔ اس کے باپ نے کہا۔ کہ اس کے سفید داغ ہیں۔ حالانکہ درحقیقت اس کو کوئی علت نہ تھی۔ جب رجوع کیا۔ داغ سفید ظاہر پائے۔ ایک اور عورت کو اس کے باپ سے خطبہ کیا۔ اس نے صفت بیان کی۔ کہ زیادہ اس سے یہ ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ فرمایا۔ خدائتعالےٰ کے ہاں اس کی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پس ترک فرمادیا۔ ازواج مطہرات کا مہر پانچسو درہم تھا۔ یہ قول سب سے صحیح ہے۔ مگر حضرت صفیہؓ وام حبیبہؓ کہ ان کے مہر کا ذکر سابق لکھا جاچکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد مبارک میں سے ایک حضرت قاسم ہیں۔ جن کے نام پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم کہا کرتے تھے۔ اور عبداللہ کہ طیب و طاہر ہر دو اسی کے لقب ہیں۔ ایک قول ہے طیب اور تھے۔ صاحبزادیوں میں رقیہ وام کلثوم و فاطمہؓ ہیں۔ فاطمہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ یہ صاحبزادے اسلام سے پہلے طفولیت میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

دختران وقت اسلام دریافتند و مسلمان شدند۔ و این جماعت ہمہ از بطن خدیجہ بودند۔ و بعد ازاں از بطن ماریہ قبطیہ در مدینہ ابراہیم علیہ السلام پیدا شد۔ و طفل ہفتاد روزہ شدہ درگذشت و بقولے ہفت ماہ و بقولے ہیجدہ ماہ۔ و اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ در حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات یافتند۔ الا فاطمہ رضی کہ وفات وے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشش ماہ بود۔ پس زینب در نکاح ابی العاص بود برزاد برائے وے پسرے علی نام کہ درحالت طفولیت درگذشت و دخترے عمامہ نام۔ کہ چوں جوان شد امیرالمومنین علی او را بنکاح آوردند بعد از فاطمہ و بعد علی مغیرہ بن نوفل بن الحارث بنکاح آورد۔ و از وے پسرے زاد یحییٰ نام۔ و فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا در نکاح امیرالمومنین علی بود۔ برزاد برائے وے حسن و حسین و محسن و رقیہ و زینب و ام کلثوم سلام اللہ علیہم اجمعین۔ محسن در صغر درگذشت و رقیہ نیز قبل بلوغ درگذشت۔ و زینب را عبداللہ بن جعفر بنکاح آورد پس برزاد برائے وے پسرے علی نام

صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔ یہ جماعت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی کے بطن شریف سے تھی۔ بعد ازاں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے مدینہ شریف میں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ستر دن کے ہو کر گذر گئے۔ ایک قول میں سات ماہ کے اور ایک قول میں اٹھارہ ماہ کے ہو کر فوت ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری اولاد سوائے حضرت فاطمہ رضی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں فوت ہوئی۔ حضرت فاطمہ رضی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ ماہ کو فوت ہوئیں۔ زینب ابی العاص کے نکاح میں تھیں ان سے ایک لڑکا علی نام متولد ہو کر بچپن میں گذر گیا۔ اور ایک لڑکی عمامہ رضی نام کہ جب وہ جوان ہوئی امیرالمومنین علی حضرت فاطمہ کے بعد اس کو نکاح میں لائے۔ اور علی رضی کے بعد مغیرہ بن نوفل بن الحارث کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکا یحییٰ نام متولد ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی حضرت امیرالمومنین علی رضی کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حسن حسین محسن۔ رقیہ۔ زینب ام کلثوم سلام اللہ علیہم اجمعین متولد ہوئے۔ محسن بچپن میں گذر گئے رقیہ قبل بلوغ فوت ہوئیں۔ زینب کو عبداللہ بن جعفر نکاح میں لائے۔ ان سے علی نام صاحبزادہ متولد ہوا۔

Marfat.com

ونزدیک وے بمرد۔ وام کلثوم را بنکاح آورد امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس پسرے زید نام برائے او بزاد و بعد عمر عون بن جعفر بزنی خواست بعد از وے محمد بن جعفر۔ بعد از وے عبد اللہ بن جعفر۔ و رقیہ بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود۔ پس بزاد برائے او پسرے عبد اللہ نام در صغر سن بگذشت و رقیہ وفات یافت۔ روزیکہ زید بن الحارث بشارت فتح بدر بمدینہ آورد۔ پس عثمان بعد از وے بنکاح آورد ام کلثوم را و وے نیز در عقد عثمان رضی اللہ عنہ متوفی شد۔ در ماہ شعبان سال نہم و پیش از عثمان رقیہ نزدیک عتبہ و ام کلثوم نزد عتیبہ پسر دو پسران ابولہب بودند۔

اسامی اعمام و عمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حارث و قثم و زبیر و حمزہ و عباس و ابو طالب و عبد الکعبہ و حجل و ضرار و غیداق و ابولہب و صفیہ و عاتکہ و اروی و ام حکیم و برہ و امیمہ۔ ازیں جماعت ایمان آوردند سہ کس۔ حمزہ و عباس و صفیہ۔

ت:۔ زینب رض عبد اللہ بن جعفر کے پاس فوت ہوئیں۔ ام کلثوم رض کو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نکاح میں لائے۔ ان سے ایک صاحبزادہ زید نام متولد ہوا۔ حضرت عمر کے بعد عون بن جعفر کے نکاح میں آئیں۔ ان کے بعد محمد بن جعفر ان کے بعد عبد اللہ بن جعفر کے نکاح میں آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں۔ ان سے ایک صاحبزادہ عبد اللہ نام پیدا ہو کر بچپن میں گذر گیا۔ جس روز زید بن الحارث مدینہ میں فتح بدر کی بشارت لائے اسی دن حضرت رقیہ فوت ہوئیں اس کے بعد حضرت عثمان حضرت ام کلثوم کو نکاح میں لائے۔ وہ بھی حضرت عثمان کے عقد میں ماہ شعبان ۹ھ میں فوت ہوئیں۔ حضرت عثمان سے پہلے حضرت رقیہ رض عتبہ بن ابولہب اور حضرت ام کلثوم رض عتیبہ بن ابولہب کے پاس تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچے اور پھوپھیاں۔ حارث۔ قثم۔ زبیر۔ حمزہ رض۔ عباس رض۔ ابو طالب۔ عبد الکعبہ۔ حجل۔ ضرار۔ غیداق۔ ابولہب۔ صفیہ رض۔ عاتکہ۔ اروی۔ ام حکیم۔ برہ۔ امیمہ۔ اس جماعت میں سے حضرت حمزہ رض و عباس رض و حضرت صفیہ رض ایمان لائے۔

Marfat.com

اسامی موالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ زید بن الحارثہ و پسر وے اسامہ و ثوبان
و ابو کبشہ ، وے در بدر حاضر بود۔ و وفات یافت روزیکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ
شدند و انیسہ و شقران بقولے وے را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارث شدہ بودند
از پدر خود و بقولی ویرا از عبدالرحمٰن بن عوف خرید کردہ بودند و رباح و یسار و او را عرینون
کشتند و ابو رافع وے را عباس بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرانیدہ بود
و قتیکہ خبر اسلام عباس رسانید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وے را آزاد ساختند و در
نکاح وے دادند سلمیٰ را کہ مولاۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود۔ پس از وے پسرے
متولد شد عبداللہ نام کہ نویسندہ امیر المومنین علی بود ابو موبھہ و فضالہ و وے بشام
وفات یافت و رافع این جماعت مذکورین را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آزاد کردہ
بودند و مدعم کہ او را رفاعہ جزامی گذرانیدہ بود۔ و وے کشتہ شد در غزوۂ وادی القرٰے
و کرکرہ و او را ھوذہ بن علی یمامی پیش کش فرستادہ بود۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ف :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام۔ زید بن الحارث اور اس کا بیٹا اسامہ
اور ثوبان و ابو کبشہ اور وہ بدر میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے
دن فوت ہوا۔ انیسہ و شقران۔ ایک قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے والد بزرگوار
سے اس کے وارث ہوئے تھے۔ ایک قول میں عبدالرحمٰن بن عوف سے خرید فرمایا تھا۔
رباح و یسار اس کو عرینہ والوں نے قتل کیا تھا۔ ابو رافع اس کو حضرت عباسؓ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جب حضرت عباسؓ کے اسلام کی خبر اس نے
پہنچائی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس خوشی میں) اسکو آزاد کر کے اپنی آزاد کردہ کنیز سلمیٰ
اسکے نکاح میں دیدی۔ پس اس سے ایک لڑکا عبداللہ نام متولد ہوا۔ جو حضرت علیؓ کا کاتب تھا۔
ابو موبھہ و فضالہ اور وہ شام میں فوت ہو گیا۔ رافع۔ ان جماعت مذکورہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے آزاد فرمایا تھا۔ و مدعم کہ اسکو رفاعہ جزامی نے پیش کیا تھا۔ وہ غزوۂ وادی قرٰے میں مارا گیا۔
کرکرہ اس کو ھوذہ بن علی یمامی نے پیش کش ارسال کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اورا آزاد ساختند و زید جد ہلال بن یسار و عبیدہ وطہمان و مابور قبطی از ہدیہ مقوقس و واقد یا
ابو واقد و ہشام و ابوضمیرہ وے از فی بود در روز حنین اورا آزاد ساختند و ابو عُسیب احمر نام
و ابو عبید و سفینہ کہ نخست غلام ام سلمہؓ بود۔ بعد ازاں اورا آزاد کرد و شرط نمود مادام کہ
زندہ باشد خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کند۔ گفت اگر شرط نمی کردی نیز
مفارقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمے کردم۔ و ابو ہند و انجشہ کہ ہدی۔ مے گفت
شتراں را و ابو امامہ و بعض اہل سیر بیش ازیں شمردہ اند۔

اسامی کنیزکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سلمیٰ و ام رافع و رضوی و امیمہ و
ام ضمیرہ و ماریہ و شیرین و ام ایمن کہ برکہ نام داشت و درکنار داشتہ بود آنحضرت را
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شش کس از بنی قریظہ و میمونہ بنت سعد و خضرہ و خویلہ۔

اسامی خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انس بن مالک و ہند و اسماء دختران
حارثہ و ربیعہ بن کعب اسلمی و عبداللہ بن مسعود و عقبہ بن عامر و بلال و سعد و ذو مخمر یا مخبر

ت:- نے اس کو آزاد فرمایا۔ اور زید ہلال بن یسار کا دادا۔ و عبیدہ وطہمان و مابور قبطی مقوقس کے
ہدیہ سے۔ واقد یا ابو واقد۔ ہشام۔ ابو ضمیرہ اور وہ مال فی (غنیمت) سے تھا۔ حنین کے روز اس کو
آزاد فرمایا۔ ابو عسیب احمر نام۔ ابو عبید۔ سفینہ کہ اول حضرت ام سلمہؓ کا غلام تھا۔ اس نے
اس شرط پر آزاد کیا۔ کہ تادم زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرے۔ اس نے کہا اگر شرط
نہ ہوتی۔ تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مفارقت نہ کرتا۔ ابو ہند۔ انجشہ کہ اونٹوں
کو حدی (آواز خوش) کہتا۔ ابو امامہ۔ بعض اہل سیرت نے اس سے زیادہ بھی گنائے ہیں۔
اسامی کنیزکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سلمیٰ۔ ام رافع۔ رضوی۔ امیمہ۔ ام ضمیرہ۔
ماریہ قبطیہ۔ شیرین۔ ام ایمن جن کا نام برکہ تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو (خورد سالی میں) گود میں رکھا تھا۔ بنی قریظہ سے چھ کنیزیں اور امیمہ بنت سعد۔ خضرہ و خویلہ۔
اسامی خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انس بن مالک وہند و اسماء حارثہ و ربیعہ بن
کعب اسلمی کی لڑکیاں۔ عبداللہ بن مسعود۔ عقبہ۔ عامر۔ بلال۔ سعد۔ ذو مخمر یا مخبر کہ۔

Marfat.com

که برادر زاده یا خواہر زادہ نجاشی بود و بکیر بن شداخ لیثی و ابوذر غفاری۔

اسامی نگہبانی کنندگان آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم۔ سعد بن معاذ روز بدر حراست کردہ بود۔ و ذکوان بن عبد قیس و محمد بن سلمہ انصاری روز احد حراست کردند۔ و زبیر روز خندق و عباد بن بشیر و سعد بن ابی وقاص و ابوایوب و بلال در وادی القری و چوں ایں آیت نازل شد وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ موقوف داشتند کہ کسے نگہبانی کند۔

اسامی ایلچیان۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب بادشاہان روزگار عمرو بن امیہ را بسوئے نجاشی فرستادند۔ و نجاشی لقب کسے است کہ بادشاہ حبشہ باشد و نام وے اصحمہ بود و ترجمہ اصحمہ بزبان عربی عطیہ باشد۔ پس نہاد نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر دو چشم خود و فرود آمد از تخت و نشست بر زمین و اسلام آورد و وفات یافت در ایام حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال نہم۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غائبانہ بروے نماز جنازہ گذاردند۔ و دحیہ کلبی را بسوے بادشاہ روم و وے ہرقل نام داشت

ف:۔ کہ نجاشی (بادشاہ حبشہ) کا بھتیجا یا بھانجا تھا۔ بکیر بن شداخ لیثی۔ ابوذر غفاری۔

اسامی نگہبانی کنندگان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سعدؓ بن معاذ نے روز بدر حراست کی تھی۔ زبیرؓ نے روز خندق اور عباد بن بشیر۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابوایوب انصاری۔ بلال نے وادی القریٰ میں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمك من الناس (اللہ خود تجھے لوگوں (دشمنوں) سے بچائے گا) تو نگہبانی کرانی موقوف کر دی۔

اسامی ایلچیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب بادشاہان روزگار۔ عمرو بن امیہ کو نجاشی کی طرف ارسال فرمایا۔ نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب ہے۔ اس کا نام اصحمہ تھا۔ عربی زبان میں اصحمہ کا ترجمہ عطیہ ہے۔ پس نجاشی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک اپنی دونو آنکھوں پر رکھا اور تخت سے اُتر کر زمین پہ بیٹھا اور اسلام لایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں سنہ ۹ھ کو فوت ہوا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر غائبانہ جنازہ ادا فرمایا۔ وحیہ کلبی کو ہرقل بادشاہ روم کی طرف ارسال فرمایا۔

Marfat.com

پس ثابت شد نزدیک وے بدلائل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و قصد اسلام کرد۔ قوم با وے موافقت نکردند و ترسید ازانکہ اگر اسلام آرد سلطنت او نماند۔ پس باز ماند از اسلام۔ وعبد اللہ بن حذافہ بسوئے بادشاہ فارس۔ پس کسرے پارہ پارہ کرد نامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را۔ پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے تعالیٰ پارہ پارہ کناد پادشاہی او را۔ پس عنقریب کشتہ شد۔ وحاطب بن ابی بلتعہ را بسوئے مقوقس فرستاد۔ ومقوقس لقب کسے است کہ مصر واسکندریہ در تصرف او باشد۔ پس نزدیک آمد باسلام وہدیہ فرستاد بخدمت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ماریہ قبطیہ وشیرین واستر سفید کہ دلدل نام داشت ولقولے ہزار دینار وبست جامہ نیز۔ وعمرو بن العاص را بسوئے جیفر وعبد اللہ پسران جلندا بادشاہان عمان۔ پس ہر دو مسلمان شدند۔ ومانع نیامدند عمرو را ازانکہ از رعیت زکوٰۃ گیرد۔ و در میان ایشان قضا کند۔ پس عمرو درمیان ایشاں مے بود۔ تاآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات یافتند۔

ف:۔ اس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت دلائل سے ثابت ہوگئی اور اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر قوم نے اس کے ساتھ موافقت نہ کی۔ اس خوف سے کہ اسلام لانے کی صورت میں سلطنت ہاتھ سے نہ چلی جائے اسلام نہ لا سکا۔ عبد اللہ بن حذافہ کو کسرے شاہ فارس کی طرف ارسال فرمایا۔ کسرے نے گستاخی سے نامہ مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چاک کر دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ اسکی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کرے۔ پس عنقریب ہی مقتول ہوا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کی طرف ارسال فرمایا۔ مقوقس اس بادشاہ کا لقب ہوتا ہے کہ جس کے قبضہ تصرف میں مصر و اسکندریہ ہوں۔ پس اسلام لانے کے نزدیک ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہؓ و شیرینؓ اور سفید خچر کہ دلدل نام تھا ارسال کیا اور ایک قول میں ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی ارسال کئے۔

عمرو بن العاص کو جیفر و عبد اللہ پسران جلندا بادشاہان عمان کی طرف ارسال فرمایا وہ دونوں مسلمان ہوئے۔ عمرو کو رعایا سے زکوٰۃ کی وصولی اور شرعی فیصلہ جات کرنے سے مانع نہ ہوئے۔ پس عمرو ان لوگوں کے درمیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک مقیم رہے۔

Marfat.com

وسلیط بن عمرو را بسوئے ہوذہ بن علی رئیس یمامہ پس وے اکرام سلیط کرد و بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتہ فرستاد کہ چہ نیک چیزے است آنکہ شما بسوئے وے مے خوانید ومن خطیب قوم خود وشاعر ایشانم پس مرا بعض تصرف در امر خلافت دہید۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول نہ فرمودند وہوذہ مسلمان نہ شد۔ وشجاع بن وہب را بسوئے حارث غسانی بادشاہ بلقاء کہ شہریست از شام پس بلقاء برتافت نامۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم را وگفت من بالشکر روانہ آں جہت مے شوم بادشاہ روم ازیں معنے منع کرد ومہاجر بن امیہ را بسوئے حارث حمیرے در یمن فرستاد وعلاء ابن الحضرمی را بسوئے منذر بن ساوی بادشاہ بحرین۔ پس مسلمان شد وابوموسیٰ الشعری ومعاذ بن جبل را بسوئے یمن۔ پس مسلمان شدند رعیت یمن وبادشاہ ایشان بغیر قتال۔

اسامی نویسندگان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خلفاء اربعہ وعامر بن فہیرہ و عبد اللہ بن ارقم وابی بن کعب وثابت بن قیس بن شماس وخالد بن سعید وحنظلہ بن ربیع

ت :۔ اور سلیط بن عمرو کو ہوذہ بن علی رئیس یمامہ کی طرف ارسال فرمایا۔ اس نے سلیطؓ کی عزت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ کیسی اچھی چیز ہے جسکی آپ دعوت دے رہے ہیں۔ میں اپنی قوم کا خطیب وشاعر ہوں۔ مجھے بھی خلافت کے بعض تصرفات میں اختیارات عطا فرمائے جائیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور نہ فرمایا۔ اور ہوذہ مسلمان نہ ہوا۔ شجاع بن وہب کو حارث غسانی بادشاہ بلقاء کی طرف کہ شام کا ایک شہر ہے ارسال فرمایا۔ پس بلقاء نے نامہ مبارک کو مروڑ دیا اور کہا کہ میں لشکر لے کر اس طرف روانہ ہوتا ہوں ۔ شاہ روم نے اس کو منع کیا۔ مہاجر بن امیہ کو حارث حمیری کی طرف یمن میں ارسال فرمایا۔ علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی بادشاہ بحرین کی طرف ارسال فرمایا۔ پس وہ مسلمان ہوئے ۔ ابوموسیٰ اشعری ومعاذ بن جبل کو ملک یمن کی طرف ارسال فرمایا۔ پس یمن کا بادشاہ اور رعیت بغیر لڑائی کے مسلمان ہوئے ۔

اسامی نویسندگان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ خلفاء اربعہ ۔ عامر بن فہیرہ ۔ عبد اللہ بن ارقم ۔ ابی بن کعب ۔ ثابت بن قیس بن شماس ۔ خالد بن سعید ۔ حنظلہ بن ربیع ۔

Marfat.com

وزید بن ثابت ومعاویہ وشرجیل بن حسنہ۔

اسامی نجبائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے آنانکہ بزیادت عنایت مخصوص بودند خلفاء اربعہ وحمزہ وجعفر وابوذر ومقداد وسلمان وحذیفہ وعبداللہ بن مسعود وعمار وبلال۔

اسامی عشرہ مبشرہ۔ خلفائے اربعہ وسعد بن ابی وقاص وزبیر بن العوام وعبدالرحمن بن عوف وطلحہ بن عبید اللہ وابوعبیدہ بن الجراح وسعید بن زید۔

اسامی دواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ از اسپان دہ راس بودند وایں جا اختلاف ہم ہست سکب وبروے روز احد سوار بودند۔ پیشانی وقوائم او سفید بودند۔ الادست راست کہ برنگ بدن بود واو را فربہی متناسب وہمواری بدن بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروے مسابقت کردند پس سبقت کرد وخوش وقت شدند ومرتجز وہمان است آنکہ خزیمہ بن ثابت درحق او گواہی داد ولزاز از ہدایائے مقوقس ولحیف ہدیہ ربیعہ وطرب ہدیہ فروہ جذامی وورد ہدیہ تمیم داری وغریس وملاوح وسبحہ کہ او را از تاجران یمن خرید کردہ بودند

ف:۔ زید بن ثابت۔ معاویہ وشرجیل جن حسنہ۔

اسامی نجبائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ صحابہ کہ زیادہ عنایت سے مخصوص تھے۔ خلفائے اربعہ۔ حمزہؓ۔ جعفرؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ سلمانؓ۔ حذیفہؓ۔ عبداللہ بن مسعود۔ عمارؓ۔ بلالؓ۔

اسامی عشرہ مبشرہ۔ خلفائے اربعہ سعد بن ابی وقاص زبیر بن عوام۔ عبدالرحمن بن عوف۔ طلحہ بن عبیداللہ۔ ابوعبیدہ بن الجراح۔ سعید بن زید۔

اسامی دواب۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دس گھوڑے تھے۔ یہاں اختلاف بھی ہے۔ سکبؐ اور آپ اُحد کے دن سوار ہوئے تھے۔ پیشانی اور پاؤں اس کے سفید تھے۔ مگر دایاں بازو کہ بدن کے رنگ پہ تھا۔ اس کی موٹائی مناسب اور بدن ہموار تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر مسابقت کی تو گھوڑ دوڑ میں سب سے آگے ہوگیا۔ تو آپ بہت خوشوقت ہوئے۔ مرتجز جسکے حق میں خزیمہ بن ثابت نے گواہی دی تھی۔ لزاز جو مقوقس نے ہدیہ کیا تھا۔ لحیف جو ربیعہ نے ہدیہ کیا۔ طربؐ جو فردہ جذامی نے ہدیہ کیا۔ ورد تمیم داری کا ہدیہ۔ غریس۔ ملاوح۔ سبحہ کہ اس کو تاجران یمن سے خرید فرمایا تھا۔

Marfat.com

وسبقت کردند بر آں سہ بار پس دست رسانیدند بہ روئے وے وگفتند ما انت الا بحر و بحر اسپ کشادہ گام و جلد رو را مے گویند و از استر سہ راس دلدل از ہدایائے مقوقس و وے اول استرے است کہ در اسلام بہ وے سوار شدند و فضہ قبول فرمودند۔ آں را از ابی بکر صدیق و ایلیہ ہدیہ پادشاہ ایلہ و در سرکار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دراز گوشے بود کہ او را یعفور مے گفتند۔ ونقل کردہ نہ شدہ کہ از جنس گاو چیزے در سرکار آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بودہ باشد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بیست ناقہ شیر دار بودند در غابہ و آں موضعے است قریب مدینہ و ہدیہ فرستاد بسوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن عبادہ ناقہ شیر دار از مواشی بنی عقیل و نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ بود قصوی نام کہ بہ وے ہجرت کردہ بودند و چوں وحی نازل مے شد ہیچ چیز بر نمیداشت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را الا قصوئے گویند عضبا و جدعا نیز نام وے است یکبار وے را با شتر اعرابی دوانیدند شتر سبقت کرد

تھا۔ اس پر تین بار مسابقت فرمائی۔ پھر اس کے منہ پر ہاتھ مبارک پھیر کر کہا ما انت الا بحر۔ بحر کشادہ گام تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں۔ خچروں میں سے تین راس تھے۔ ایک دلدل مقوقس کے ہدایا سے اور وہ پہلا خچر ہے جس پر زمانہ اسلام میں سوار ہوئے۔ دوسرا فضہ جو حضرت ابوبکر صدیق سے قبول فرمایا تھا۔ تیسرا ایلیہ بادشاہ ایلہ کا ہدیہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں ایک دراز گوش (گدھا) تھا جس کو یعفور کہتے تھے۔ یہ منقول نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں گائے کی جنس سے کوئی چیز ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غابہ میں بیس اونٹنیاں شیر دار تھیں۔ غابہ مدینہ شریف کے قریب ایک موضع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سعد بن عبادہ نے ایک شیر دار اونٹنی بنی عقیل کے مواشی سے ہدیہ ارسال کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی قصوی نام تھی جس پر سوار ہو کر ہجرت فرمائی تھی۔ وحی نازل ہونے کیوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے قصوی کے کوئی چیز نہ برداشت کر سکتی تھی۔ کہتے ہیں عضبا وجدعا بھی اسی کا نام ہے۔ ایکبار اعرابی کے اونٹ سے مسابقت کرائی گئی۔ اونٹ سبقت لے گیا۔

Marfat.com

وایں معنے بر مسلمانان شاق آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند لازم است بر اللہ تعالے کہ ہیچ چیزرا از امور دنیا غالب نیابد الا وقتیکہ اورا مغلوب سازد۔ و در سرکار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صد راس از بزے بود۔ کہ از برائے شیر خوردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخصوص ومہیا کردہ بودند و خروسے بود سفید۔

بیان شمشیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ شمشیر بودند۔ از آنجملہ ذوالفقار کہ از غنائم بدر از اموال بنی الحجاج بدست آمدہ بود و آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند گویا در طرف وے شکستے افتادہ است وتعبیر کردند کہ مسلمانان را ہزیمتے رو خواہد داد وآں صورت روز احد متحقق شد۔ و سہ شمشیر از اموال بنی قینقاع بدست آوردہ بودند قلعی و تبارہ وحتف واز انجملہ شمشیر مخذم و رسوب بود۔ و دیگرے کہ از پدر خود میراث یافتہ بودند۔ و غضب کہ سعد بن عبادہ گذرانیدہ بود۔ و قضیب کہ وے اول شمشیر است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از را حمائل کردند۔

ف: یہ مسلمانوں کو ناگوار ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی پر لازم ہے کہ امور دنیا میں سے کسی چیز کو غالب پائے تو اس کو مغلوب کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں سو بکریاں تھیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پینے کے لئے مخصوص ومہیا کی ہوئی تھیں۔ ایک سفید مرغا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نو تلواریں تھیں۔ ان میں سے ایک ذوالفقار ہے کہ غنائم بدر اموال بنی الحجاج میں سے ہاتھ آئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گویا ذوالفقار ایک طرف سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ تو آپ نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوگی۔ اور یہ صورت جنگ احد کے روز متحقق ہوگئی۔ تین تلواریں اموال بنی قینقاع سے ہاتھ آئی تھیں۔ قلعی۔ تبارہ۔ حتف منجملہ ان کے تلوار مخذم و رسوب تھی۔ ایک اور تلوار کہ اپنے والد بزرگوار سے میراث میں ملی تھی۔ غضب کہ سعد بن عبادہ نے پیش کی تھی۔ قضیب کہ وہ پہلی تلوار ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حمائل فرمایا۔

Marfat.com

و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہار نیزہ بود۔ نام یکے مثنّی و سہ نیزہ باقی از بنی قینقاع بدست آوردہ بودند۔ و نعیم نیزہ مے بود کہ برداشتہ مے شد روبروئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در عیدین۔ و چوبے بود سر کج بقامت یکذراع و نیم عصا کہ و یرا عرجون مے گفتند و عصائے باریک کہ اورا ممشوق مے گفتند۔ و چہار کمان و یک ترکش و ترسی کہ بروے صورت کرگسے ساختہ بودند بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برسم ہدیہ آمد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ دو دست خود را بروے نہادند پس آں صورت معدوم شد۔ انس رضی گفت نعل و قبیعہ شمشیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از سیم بود در میان نعل و قبیعہ چند حلقۂ سیم بود۔ و قبیعہ چیزے است کہ نزدیک مقبض از سیم و جز و آں سازند۔ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو زرہ بودند۔ کہ آنہارا از سلاح بنی قینقاع بدست آوردند۔ یکے سعدیہ و دیگر فضہ و زرہے بود کہ اورا ذات الفضول مے گفتند پوشیدند آں را روز حنین و گویند کہ نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زرہ حضرت

اسمائے کمان ۱۱۵ ہا آنحضرت (ﷺ)

ت :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چار نیزے تھے۔ ایک کا نام مثنّی اور تین باقی بنی قینقاع سے ہاتھ آئے تھے نعیم ایک نیزہ تھا۔ کہ عیدین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑا کیا جاتا۔ ایک اور ٹیڑھے سر کی لکڑی ایک گز اور آدھے عصا کے برابر تھی۔ کہ اس کو عرجون کہتے تھے۔ ایک عصائے باریک کہ اس کو ممشوق کہتے تھے۔ چار کمانیں ایک ترکش اور ایک ڈھال تھی۔ جس پر کرگس کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں برسم ہدیہ آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اس پر رکھے وہ تصویر مٹ گئی۔ حضرت انس رضی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نعل و قبیعہ چاندی کے تھے۔ نعل و قبیعہ کے درمیان چند حلقے چاندی کے تھے۔ قبیعہ وہ چیز ہے کہ قبضہ کے نزدیک چاندی وغیرہ سے بناتے ہیں اور نعل وہ چیز ہے جو نوک تلوار میں چاندی وغیرہ سے بناتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو زرہیں تھیں۔ کہ بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے ملی تھیں۔ ایک کا نام سعدیہ دوسری فضہ۔ ایک اور زرہ تھی جسکو ذات الفضول کہتے اور یوم حنین میں آپنے اسکو پہنا تھا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

داؤد علیہ السلام بود۔ آنکہ ایشان در روز قتل جالوت پوشیدہ بودند۔ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خودے بود کہ اورا ذوالسبوغ مے گفتند۔ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمربندے بود از ادیم در وی سہ حلقہ بود از سیم ولشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید بود۔ و چوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات یافتند گذاشتند دو جامہ حبرہ و حبرہ نوعے است از چادر ہائے یمن وازارے عمانی ودو جامہ صحاری و قمیصے صحاری و قمیصے سحولی و جبہ یمنیہ و خمیصہ یعنے چادر علمدار و گلیمے سفید و چند کوفیہ خرد غیر بلند سہ یا چہار و لحافے رنگین بورس۔ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظرفے از چرم بود کہ در وے نہادند آئینہ و شانہ عاج و سرمہ دان و مقراضے و مسواک و فراش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از چرم بود۔ و حشوآن بجائے پنبہ لیف خرما بود و قدحے بود کہ سہ موضع بصفائح سیم مضبوط ساختہ بودند و پیالہ از سنگ و آوندے کلاں از صفر کہ در وے حنا و وسمہ مے ساختند

ت :۔ کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ تھی۔ جس کو انہوں نے قتل جالوت کے دن پہنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک خود تھا۔ جس کو ذات السبوغ کہتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چرمی کمربند تھا۔ اس میں چاندی کے تین حلقے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشان (جھنڈا) سفید تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت وفات شریف یہ اشیاء چھوڑیں دو جامہ حبرہ۔ اور حبرہ ایک قسم کی یمنی چادر ہے۔ ایک ازار عمانی۔ دو جامہ صحاری ایک قمیص سحولی ایک یمنی جبہ ایک خمیصہ یعنی چادر علمدار اور ایک گلیم سفید چند کوفیہ چھوٹی نہ بلند تین یا چار۔ ایک لحاف رنگین بورس۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چرمی ظرف تھا جس میں آپ شیشہ کنگھی، سرمہ دانی قینچی۔ مسواک رکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرش چمڑے کا تھا جس کی بھرتی بجائے پنبہ کے خرما کی چھال تھی۔ اور ایک پیالہ تھا۔ کہ تین جگہ چاندی کے پتروں سے مضبوط کیا ہوا تھا۔ ایک پتھر کا پیالہ تھا ایک بڑا برتن پیتل کا تھا۔ جس میں مہندی اور وسمہ بناتے۔

Marfat.com

تا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں را بر سر مے نہادند۔ وقتے کہ در سر اثر حرارت مے یافتند و پیالہ بود از شیشہ و آوندے بود مہیا برائے غسل از صفر و پیالہ بود کلاں و پیمانہ بود کہ بوے صدقہ فطرے پیمودند چہارم حصہ صاع بود و انگشتری بود از سیم کہ نگین وے ہم از وے بود برآں کلمۂ محمد رسول اللہ کندہ بود و بقولے وے از آہن بود جائے وصل نگینہ با حلقہ بسیم مضبوط کردہ بودند و نجاشی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو موزہ سادہ ہدیہ فرستادہ بود۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدند آنہارا۔ وآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گلیمے بود سیاہ و عمامہ کہ او را سحاب مے گفتند و پیش آنحضرت دو عمامہ بودند برائے نماز جمعہ بجز آن جامہا کہ سائر ایام مے پوشیدند و رومال بود کہ مے مالیدند آنرا بر روئے بعد وضو۔

بیان معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

و از جملہ معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن است و او بزرگترین معجزہا ست

تا :۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سر مبارک میں گرمی کا اثر پاتے تو سر مبارک پر رکھتے۔ اور ایک پیالہ کانچ کا تھا۔ اور ایک برتن پیتل کا غسل کے لئے مہیا تھا۔ ایک بڑا پیالہ تھا۔ ایک پیمانہ تھا۔ کہ اس کے ساتھ صدقۂ فطر ماپتے۔ صاع کا چوتھا حصہ تھا۔ ایک انگشتری چاندی کی تھی۔ اس کا نگین اسی کے ساتھ کا تھا۔ اس پہ کلمہ محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ ایک قول میں لوہے کی تھی۔ نگینہ جڑنے کی جگہ چاندی کے حلقہ سے مضبوط کی ہوئی تھی۔ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے دو سادہ موزہ ہدیہ ارسال کیئے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سیاہ گلیم تھی۔ ایک عمامہ تھا کہ اس کو سحاب کہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نماز جمعہ کے لئے ان کپڑوں کے سوا جو باقی ایام میں پہنتے تھے۔ دو مخصوص جامہ تھے۔ ایک رومال تھا کہ وضو کے بعد منہ مبارک پر ملتے۔

بیان معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منجملہ معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگترین معجزہ قرآن ہے۔

Marfat.com

ہیچ بشرے مثل یک سورہ ازاں نتواند آورد وخبر داد از اخبار گذشتہ وآیندہ مطابق واقعہ وازانجملہ شق صدر است کہ در زمان خرد سالی سینۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را شگافتند وبایمان وعلم پُر ساختند وازانجملہ آن است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادند قوم را قصہ اسرا ورفتن بہ بیت المقدس پس کفار تکذیب کردند و بعض علامات بیت المقدس کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنہا را بتامل فرمودہ بودند پرسیدند پس خدائیتعالٰے بیت المقدس را بر آن حضرت منکشف ساخت تا ہر چہ آن قوم مے پرسیدند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بواقعی بیان میفرمودند وازانجملہ شگافتہ شدن ماہ است۔ وازانجملہ آن است کہ قریش بایک دیگر عہد بستند۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بکشند۔ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمدند ایں جماعت نظر بر زمین افگندند واذقان ایشان بر سینہ ہائے ایشان افتاد۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمدند وبر سر ایشان استادند

ف:۔ کوئی بشر ایک سورہ قرآنی کی مثل نہیں لا سکتا۔ اخبار گذشتہ وآئندہ کے واقعہ کی خبر دی۔ منجملہ ان کے شق صدر ہے۔ کہ زمانہ خورد سالی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو شگاف کر کے علم وایمان سے بھر دیا۔ منجملہ ان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم کو قصہ اسراء اور بیت المقدس میں جانے کی خبر دی۔ پس کفار نے تکذیب کی۔ اور بعض علامات بیت المقدس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تامل سے فرمائی تھیں پوچھیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیت المقدس کو منکشف فرمایا۔ تاکہ قوم جو کچھ سوال کرتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بواقعی بیان فرماتے۔ منجملہ ان کے چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ قریش نے باہمی عہد باندھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کریں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے۔ ان لوگوں کی نظریں زمین پر پڑیں اور ان کی ٹھوڈیاں سینوں پر پڑیں۔ پس آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے آکر ان کے سروں پر کھڑے ہوئے اور ایک مُشت

Marfat.com

ویک مشت خاک گرفتند و فرمودند کہ شاہت الوجوہ و در روئے ایشان انداختند پس نرسید چیزے ازان سنگریزہ بایکے از ایشاں مگر کہ کشتہ شد روز بدر۔ وازآنجملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز حنین انداختند یک مشت خاک در روئے دشمناں پس خدائتعالیٰ آن جماعت را ہزیمت داد۔ وازآنجملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در غار پنہاں شدند عنکبوت بر در غار تنید کہ قوم گمان کنند کہ در غار کسے نیست وازان جملہ آن است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست خود رسانیدند بر پشت بزغالہ کہ ہنوز تر بوی نرسیدہ بود پس شیر داد آن بزغالہ وہم چنیں بز ام معبد شیر داد حالانکہ شیر دہ نبود۔ وازانجملہ آن است کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کردند برائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ خدائتعالےٰ بہ سبب ایشان اسلام را عزت دہد۔ پس ہمچناں واقع شد و ازاں جملہ آن است کہ دعا کردند برائے علی کرم اللہ وجہہ خدائتعالیٰ دور کند از ایشان تاثیر گرمی و سردی

ت ...خاک پکڑ کر فرمایا۔ شاہت الوجوہ۔ اور ان کے موںہوں پہ ڈالی۔ پس جس پہ اس خاک کا کوئی ذرہ پڑا وہ بدر کے دن مقتول ہُوا منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم حنین دشمنوں کے منہ پہ ایک مشت خاک ڈالی۔ خدائے تعالیٰ نے اس جماعت کو شکست دی منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں پوشیدہ ہوئے۔ مکڑی نے غار کے دروازہ پر جالا تنا۔ تاکہ لوگ یہ گمان کریں۔ کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی بکری کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ کہ جس پر ابھی نر نہیں پڑا تھا۔ پس بکری نے قدرت خدا سے دودھ دیا۔ ایسا ہی ام معبد کی بکری نے دودھ دیا۔ حالانکہ وہ شیر دار نہ تھی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے لیے دعا فرمائی۔ کہ ان کے سبب سے اسلام کو عزت دے پس ایسا ہی واقعہ ہُوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کیلئے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ ان سے گرمی وسردی کی تاثیر دور کرے۔

Marfat.com

و آب دہن خود در چشم ایشان افگندند۔ حالانکہ ایشان درد چشم داشتند پس ہماں ساعت شفا حاصل شد و ہیچگاہ بعد ازاں درد چشم عارض نگشت و از آں جملہ آن است کہ چشم قتادہ بن النعمان را زخم رسیدہ و بر رخسارہ سیلان کرد۔ پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن چشم بجائے او نہادہ پس آن چشم بہترین چشمان او و باجمال ترین آنہا شد و از آنجملہ آن است کہ دعا کردند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے عبداللہ بن عباس کہ خدائے تعالے او را تاویل قرآن و فقہ فی الدین عنایت کند پس ہم چناں واقع شد۔ و از آنجملہ آنست کہ دعا کردند ببرکت در خرما ہائے جابر رضی اللہ عنہ و وے بغایت قلیل بود پس جابر از آناں حق غرماء ادا ساخت و سیزدہ وسق باقی ماند و از آنجملہ آنست کہ دعا کردند برائے شتر جابر کہ در عقب ہمہ رفتے پس ازاں باز از ہمہ پیشتر مے رفت و از آں جملہ آن است کہ دعا کردند برائے انس لطول عمر و کثرت مال و اولاد پس ہمچناں واقع شد۔ و از آں جملہ آنست کہ استسقاء نمودند پس پیوستہ یک ہفتہ باران مے آمد۔

ت :۔ اور ان کی آنکھ میں درد تھا۔ پس تھوک مبارک ان کی آنکھ میں ڈالا۔ اسی ساعت کو شفا حاصل ہوئی۔ اس کے بعد کبھی درد چشم عارض نہیں ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ قتادہ بن النعمان کی آنکھ کو زخم پہنچا اور آنکھ رخسارہ پر نکل آئی۔ اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ پس وہ آنکھ بہترین اور خوب ترین آنکھوں کی ہو گئی۔ منجملہ ان کے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عباس کیلئے دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو تاویل قرآن اور تفقہ فی الدین عنایت فرمائے۔ پس ایسا ہی واقع ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی خرما میں دعا برکت کی اور وہ بہت ہی تھوڑی تھیں۔ پس جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے قرضخواہوں کا حق ادا کر کے تیرہ وسق باقی رہ گئے۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ جابرؓ کا اونٹ چلنے میں سب سے پیچھے رہ جاتا۔ آپ نے دعا فرمائی تو سب سے جایا کرتا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ انسؓ کیلئے طول عمر اور کثرت مال و اولاد کے لیے دعا فرمائی پس ایسا ہی ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ بارش کے لئے دعا فرمائی پس ایک ہفتہ متواتر بارش رہی

Marfat.com

بعد ازاں دعاء دفع باران کردند۔ پس منقطع شد سحاب فی الحال۔ وازانجملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کردند بر عتبہ بن ابی لہب بہلاک۔ پس اورا شیر بکشت در زورا از توابع شام۔ وازانجملہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرابی را دعوت فرمودند باسلام گفت ہیچ گواہ است بر آنچہ میگوید فرمودند آرے ایں درخت گواہی خواہد داد بعد ازاں درخت راطلبیدند پس پیش آمد وگواہی خواستند وگواہی داد سہ نوبت بعد ازاں بجائے خویش رجوع کرد۔ وازاں جملہ آن است کہ امر کردند دو درخت را کہ جمع شوند پس جمع شدند۔ بعد ازاں منفرق شدند وازانجملہ آن است کہ امر کردند انس رضی اللہ عنہ را کہ برود بسوئے درختے چند از خرما وبگوید ایشانرا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے فرمایند کہ فراہم آئید۔ پس بہم آمدند پس چوں انقضاء حاجت فارغ شدند فرمودند انس رض را کہ ایشان را بگو کہ بجائے خویش بروند۔ پس بجائے خویش رفتند۔

ف:۔ پھر دعا فرمائی تو فی الحال بند ہو گئی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب پر ہلاکت کی دعا کی۔ پس اس کو زورا توابع شام میں شیر نے پھاڑ ڈالا۔

منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا۔ کہ آپ کی حقانیت دعوت پر کوئی گواہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ درخت گواہی دے گا۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ تو اس نے حاضر خدمت ہو کر تین بار گواہی دی۔ پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ دو درخت کو امر فرمایا۔ کہ جمع ہوں۔ پس وہ جمع ہو کر متفرق ہو گئے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ انس رض کو فرمایا۔ کہ چند درختوں کے پاس جا کر کہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اکٹھے ہوں۔ پس وہ اکٹھے ہوئے جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے۔ انس رض کو فرمایا کہ انکو کہو اپنی اپنی جگہ چلے جائیں وہ چلے گئے۔

Marfat.com

واز انجملہ آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بخواب رفتند۔ پس درختے زمین
را کافتہ نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد پیش آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم افتاد۔ چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار شدند اصحاب قصہ را
بعرض رسانیدند۔ کہ ایں درختے است اذن خواست از پروردگار خود کہ سلام
کند بر من۔ خدائتعالے اورا اذن داد۔ واز انجملہ آن است کہ سلام کردند بر آن
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنگ ودرختہا در آن شبہائے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث شدند کہ السلام علیک یا رسول اللہ۔ واز انجملہ
آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند کہ من مے شناسم سنگے را
کہ بر من سلام مے کرد پیش ازانکہ مبعوث شوم۔ واز انجملہ آنست کہ چوں برائے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر ساختہ شد ستونے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم بروے تکیہ کردہ خطبہ مے فرمودند نالہ و فریاد کرد۔ واز آں جملہ
آنست کہ تسبیح گفتند سنگریزہ در دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہمچنیں طعام تسبیح میگفت

منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ خواب میں ہوئے
تو ایک درخت زمین کو کھود کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آگیا اور سامنے آکر
گر پڑا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو اصحاب نے واقعہ عرض کیا۔ فرمایا کہ اس درخت
نے اپنے پروردگار سے مجھ پر سلام کرنے کا اذن چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اذن
دیدیا۔ منجملہ انکے یہ ہے۔ کہ آپ جب مبعوث ہوئے تو ان راتوں میں پتھر اور درخت
آپ پر سلام کرتے۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو کہ مکرمہ میں مجھ پر مبعوث ہونے سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔
منجملہ انکے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے منبر تیار کیا گیا۔ جس ستون کے ساتھ
آپ تکیہ لگا کر خطبہ فرماتے تھے نالہ و فریاد کرنے لگا۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ سنگریزہ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں اور ایسے ہی طعام نے تسبیح کہی۔

Marfat.com

وازاں جملہ آن است کہ کافران برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در گوشت بز زہر مخلط کردند۔ پس خبر کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بز کہ در وے زہر است وازاں جملہ آنست کہ شترے پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکایت کرد کہ مالکان او علف کم میدہند و کار بسیار میفرمایند۔ وازانجملہ آنست کہ مادہ آہو بخدمت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التماس کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وے را از قید خلاص کنند تا شیر دہد دو بچہ خود را و بعد ازان باز آید۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او را خلاص ساختند واو بشہادتین تلفظ کرد۔ وازانجملہ آن است کہ خبر کردہ بودند روز بدر کہ فلاں کافر در اینجا کشتہ خواہد شد و فلان آنجا۔ پس تجاوز نہ کرد ہیچ کس از ایشان ازاں محل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے او تعین فرمودہ بودند۔ وازانجملہ آنست کہ خبر دادند با آن کہ جماعت از امت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در دریا غزا خواہند کرد ام حرام از ایشان است

منجملہ ان کے یہ ہے کہ کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بکری کے گوشت میں زہر ملائی۔ پس اس بکری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خبر کر دی۔ کہ اس میں زہر ہے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت پیش کی۔ کہ اس کے مالک اس کو چارہ بہت کم دیتے ہیں۔ اور کام بہت لیتے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ ہرنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ آپ اسے قید سے خلاصی دلائیں تاکہ اپنے دو بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو خلاص کیا اس نے تلفظ بشہادتین ادا کیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی۔ کہ یوم بدر میں فلاں کافر یہاں قتل ہو گا۔ فلاں وہاں۔ پس جن کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعین مکان فرمایا تھا۔ کسی کافر نے اس جگہ سے تجاوز نہیں کیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ امت سے ایک جماعت دریا میں غزا (جہاد) کرے گی۔ ام حرام ان ہی سے ہو گی۔

Marfat.com

پس ہمچناں واقع شد۔ وازآں جملہ آن است کہ خبر دادند کہ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ را بلائے شدید پیش خواہد آمد۔ پس ایں صورت واقع شد و درہماں بلاء مقتول شدند۔ ازآں جملہ آن است کہ انصار را فرمودند کہ شما را پیش آید بعد از من آنکہ دیگراں را بر شما ترجیح خواہند داد۔ پس ایں صورت در زمان معاویہ رضی واقع شد۔ وازآنجملہ آن است کہ در حق حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودند فرزند من سیّد است و نزدیک است کہ خدائے تعالےٰ صلح افگند بسبب وے درمیان دو گروہ از مسلمانان پس ہمچناں واقع شد۔ وازآن جملہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادند بقتل اسود عنسی کذاب شبے کہ کشتہ شد و بآنکہ کشندہ او کیست و وے در صنعا بود کہ شہرے است در یمن۔ وازآنجملہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند ثابت بن قیس را کہ ”یعیش حمیدا و یقتل شہیدا“ زندگانی کند درحالیکہ ستودہ باشد و کشتہ شود درحالیکہ شہید باشد۔ پس شہید شد روز یمامہ۔

پس ایسا ہی واقع ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلائے شدید پیش آئے گی۔ پس ایسا ہی واقع ہوا۔ اور اسی بلا میں مقتول ہوئے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ انصار رضی کو فرمایا۔ کہ میرے بعد تم لوگوں کو یہ امر پیش آئے گا۔ کہ اور لوگوں کو تم پہ ترجیح دیں گے۔ پس یہ صورت حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں واقع ہوئی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا۔ کہ یہ میرا فرزند سیّد ہے اللہ تعالےٰ اس کے سبب سے عنقریب مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ پس ایسا ہی واقع ہُوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی۔ اسود عنسی کذاب کے قتل کی جس رات کہ وہ مقتول ہوا۔ اور یہ کہ اس کا قاتل کون ہے اور وہ صنعا میں تھا کہ یمن کا ایک شہر ہے منجملہ انکے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ نے فرمایا ثابت بن قیس کو کہ زندگانی اچھی بسر کرے گا اور مقتول شہید ہوگا۔ پس روز یمامہ شہید ہُوا۔

Marfat.com

و آزاں جملہ آنست کہ مرتد شد مردے و پیوست بہ مشرکان۔ پس خبر رسید با آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ او بمرد فرمودند کہ زمین او را قبول نہ خواہد کرد۔ پس ہر بار کہ دفن میکردند زمین او را بیروں انداخت۔ و آزاں جملہ آن است کہ شخصے بدست چپ طعام مے خورد و آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمودند بدست راست بخور۔ او بہانہ کرد کہ نمے توانم کہ بدست راست خورم فرمودند توانائی مباد ترا۔ پس بعد ازاں نتوانست کہ دست را بسوئے دہان خود آرد۔ و آزانجملہ آن است کہ داخل شدند روز فتح مکہ در مسجد الحرام و بتان حوالی کعبہ معلق بودند و بدست آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چوبکے بود۔ پس اشارت مے کردند باں چوبک وے فرمودند جاء الحق وزہق الباطل و آں بتاں مے افتادند۔ و آزانجملہ ہست قصہ مازن بن عضوبہ و حاصل قصہ آن است کہ وے از جوف صنمے ایں کلمات بشنید۔ یا مازن اسمع تسر ؛ ظہر خیر و بطن شر ؛ بعث نبی من مضر ؛ بدین اللہ الاکبر ؛ فدع نحتا من حجر ؛ تسلم من حر سقر ؛

منجملہ ان کے یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہو کر مشرکوں میں مل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر ملی۔ کہ وہ مر گیا۔ تو فرمایا۔ کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی۔ پس ہر بار کہ اس کو دفن کرتے زمین اس کو باہر ڈال دیتی۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے روٹی کھا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دائیں ہاتھ سے روٹی کھا۔ اس نے بہانہ کیا۔ کہ دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپؐ نے فرمایا تجھے قوت نہ ہو۔ پس اس کے بعد دایاں ہاتھ اپنے منہ کی طرف نہ لا سکتا تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز مسجد حرام میں داخل ہوئے کعبہ کے گرداگرد بت معلق تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ اس سے اشارہ فرماتے اور پڑھتے۔ جاء الحق وزہق الباطل۔ بت گرتے گئے۔ منجملہ مازن بن عضوبہ کا قصہ ہے۔ حاصل قصہ یہ ہے۔ کہ اس نے ایک بت کے پیٹ سے یہ کلمات سُنے۔ اے مازن سُن اور خوش ہو۔ باہر بھلائی اندر برائی ہے۔ قبیلہ مضر سے نبی اللہ اکبر کا دین لے کر مبعوث ہوا ہے۔ پس پتھر کے ٹکڑوں کو چھوڑ دے۔ تاکہ دوزخ کی آگ سے بچے۔

Marfat.com

ویار دیگر این کلمات شنید۔ اقبل الی واقبل ؛ تسمع مالا یجہل ؛ ہذا نبی مرسل بوحی منزل۔ فآمن بہ کے تعدل ؛ من حر نار تشتعل ؛ وقود با لجندل ؛ و این معنے او را باسلام آورد۔ وازانجملہ است قصہ سواد بن قارب وحاصل این قصہ آن است کہ وے در جاہلیت کاہن بود۔ کہ جن وے را از حوادث مستقبلہ خبر مے داد جن وے سہ شب وے را از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآنکہ اتباع دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے باید خبر داد بموجب این خبر آمدہ مسلمان شد۔ وازانجملہ آن است کہ گواہی داد سوسمار بہ نبوت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وازانجملہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خورانیدند ہزار کس را از یک صاع جو در غزوۂ خندق پس ہمہ سیر شدند وطعام زیادہ بود از حال اول۔ وازانجملہ آنست کہ توشہ لشکر بآخر رسید۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع فرمودند بقایا توشہ ودعا برکت کردند بعد ازان قسمت کردند آن را درمیان ہمہ لشکر پس کفایت کرد ہمہ را۔

اور دوبارہ یہ کلمات سُنے۔ میری طرف متوجہ ہو۔ نہ جھٹلانے کی بات سنو۔ یہ نبی مرسل ہے ساتھ وحی منزل کے۔ اس کے ساتھ ایمان لا تاکہ بچ جائے مشتعل آگ سے جو جندل لے جا رہی ہے۔ اور یہ معنے اس کو اسلام پر لایا۔ منجملہ ان کے قصہ سواد بن قارب کا ہے حاصل قصہ یہ کہ وہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ کہ جن اس کو حوادث آئندہ سے خبر دیا کرتے تھے۔ اس کے جن نے اس کو تین رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور ضرورت اتباع دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی۔ اس خبر کے بموجب آکر مسلمان ہو گیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ سوسمار نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق میں ایک ہزار آدمی کو ایک صاع جو سے روٹی کھلائی۔ پس سب نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر طعام اول حال سے بھی زائد تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ لشکر کا توشہ ختم ہونے کو تھا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقایا توشہ کو جمع فرما کر دعاء برکت فرمائی۔ بعد ازاں سب لشکر کو تقسیم فرمایا۔ سب کو کافی ہوا۔

Marfat.com

وازانجملہ آن است کہ آورد ابوہریرہ رضی اللہ علیہ وآلہ وسلم یک مشت خرما وگفت یارسول اللہ دعائے کن برائے من دریں خرما برکت پس دعا کردند۔ ابوہریرہ گفت آن را در انبار کردم وہرچند برمے آوردم تمام نمے شد۔ چندین وسق در راہ خدا صرف کردم و ہمیشہ ازاں مے خوردم و مے خورانیدم تا آنکہ عثمانؓ کشتہ شد انگہ برکت مفقود گشت۔ وازآن جملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت کردند اہل صفہ را برائے یک پیالہ از ثرید ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت پیش مے آمدم و منتظر میشدم تا مرا نیز خوانند تا انگہ بخواستند قوم و نبود در پیالہ مگر اندکے در کنارہائے وے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آں را جمع کردند یک لقمہ شد آں را بہ انگشتان خود نہادند و فرمودند بخور ببرکت نام خدا۔ گفت ابوہریرہؓ قسم بخدا کہ میخوردم ازآن تا آنکہ سیر شدم۔ وازانجملہ آن است کہ جاری شد آب از میان انگشتان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تا آنکہ قوم آشامیدند و وضو کردند وایشان

منجملہ ان کے یہ ہے کہ ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مٹھ قدر خرما حاضر کرکے عرض کی یارسول اللہ میرے لیۓ اس خرمائے قلیل میں دعائے برکت فرمائیے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ ابوہریرہؓ نے کہا اس کو میں نے اپنے تھیلہ میں کرلیا ہرچند کہ نکالتا تمام نہ ہوتیں۔ کتنے وسق راہ خدا میں خرچ کیۓ اور ہمیشہ اس سے کھاتا اور لوگوں کو کھلاتا۔ تا آنکہ حضرت عثمانؓ مقتول ہوئے۔ اس وقت برکت مفقود ہوگئی۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل صفہ کو ایک پیالہ ثرید کے لیۓ دعوت فرمائی۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بدیں غرض سامنے آتا اور پیش ہوتا کہ آنحضرتؐ مجھے بھی بلائیں۔ تا آنکہ قوم کھا کر اُٹھ گئی۔ قدر قلیل پیالہ کے کناروں میں لگا رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جمع کیا۔ ایک لقمہ ہؤا۔ اس کو انگلیوں مبارک پر رکھا اور فرمایا۔ نام خدا کی برکت سے کھا۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس سے کھاتا تھا حتیٰ کہ سیر ہوگیا۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں مبارک سے پانی جاری ہؤا۔ تاکہ قوم نے پیا اور وضو کیا۔

Marfat.com

ہزار و چہار صد کس بودند۔ و ازان جملہ آن است کہ آوردند بخدمت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالہ کہ در وے فی الجملہ آب بود۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چہار انگشت در آن نہادند و فرمودند یاران بیائید۔ پس ہمہ وضو کردند و ایشان میان ہفتاد و ہشتاد بودند۔ و ازانجملہ آن است کہ در غزوۂ تبوک وارد شدند بر آب اندک کہ یک کس را سیراب کند و لشکر تشنہ بود۔ پس شکایت کردند بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس گرفتند تیرے از ترکش خود و فرمودند این تیر را در آن آب بخلانید۔ پس جوش زد آب و سیراب شدند اہل لشکر و ایشان سی ہزار کس بودند۔ و ازانجملہ آنست کہ شکایت کردند قومے بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آب چاہ ایشان شور است۔ پس رفتند آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجماعت از اصحاب تا آنکہ استادند ایشان بر چاہ ایشان و آب دہن خود انداختند در آن چاہ۔ پس جاری شد آب شیرین ہر چند آب مے کشیدند منقطع نہ شد۔

اور وہ ایک ہزار چار سو آدمی تھے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لائے کہ اس میں فی الجملہ پانی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ انگلیاں مبارک اس پیالہ میں رکھیں نہ سما سکیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار انگلیاں اس میں رکھیں اور یاروں کو فرمایا کہ آؤ۔ پس سب نے وضو کیا اور وہ ستر اسی آدمیوں کے درمیان تھے۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں بہت قلیل پانی پر وارد ہوئے کہ صرف ایک آدمی کو سیراب کر سکتا تھا۔ اور لشکر پیاسا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ترکش سے ایک تیر لیکر فرمایا کہ اس تیر کو اس پانی میں چبھو دو۔ پس پانی نے جوش مارا۔ اور تیس ہزار آدمی کا لشکر اس سے سیراب ہوا۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک قوم نے شکایت کی۔ کہ ان کے کنوئیں کا پانی شور ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کے کنوئیں پر کھڑے ہوکر اپنی تھوک مبارک اس کنوئیں میں ڈالی۔ پس میٹھا پانی جاری ہوا۔ ہر چند کہ نکالا لیکن کم نہ ہوتا۔

Marfat.com

وآزانجملہ آنست کہ آورد زنے بخدمت آنحضرت کودک خود را کہ کل شدہ بود پس دست رسانیدند بر سر وے۔ پس ہموار گشت موئے سر او و دور شد بیماری او واہل یمامہ او را شنیدند پس آورد زنے از اہل آنجا کودک خود را نزدیک مسیلمہ کذاب و او دست رسانید بر سر او پس کودک کل شد و آن علت در نسل وے باقیماند و ازانجملہ آن است کہ شکست روز بدر شمشیر عکاشہ۔ پس عطا کردند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیخ ہیمہ پس آن بیخ شمشیر شد و ماند نزدیک او۔ ازانجملہ آن است کہ در خندق پشتہ پیش آمد کہ ہر چند کلند مے زدند در وے اثر نمے کرد۔ پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدست خودش زدند۔ پس گشت تل یعنے تودۂ خاک و از ہم پاشید۔ و ازانجملہ آن است کہ دست رسیدند بپائے ابی رافع کہ شکستہ بود۔ پس درست شد گویا ہیچ گاہ بیماری نداشت و معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ازان زیادہ تر اند کہ کتابے احاطہ آن کند یا دفترے جمع نماند۔

منجملہ ان کے یہ ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا گنجا لڑکا لائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پہ ہاتھ مبارک پھیرا۔ پس اس کے سر کے بال ہموار ہوگئے اور بیماری زائل ہوگئی۔ اس معجزہ کو اہل یمامہ نے سنا۔ تو وہاں کی ایک عورت اپنا لڑکا مسیلمہ کذاب کے ہاں لے گئی۔ اس نے لڑکے کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو وہ لڑکا گنجا ہوگیا۔ اور وہ علت اس کی نسل میں باقی رہی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ روز بدر میں عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی کی جڑ عطا فرمائی۔ پس وہ تلوار بن گئی۔ اور اس کے پاس باقی رہی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ خندق میں ایک سخت ڈھیری آگئی۔ ہر چند کہ کلند چلاتے مگر اس کو کچھ اثر نہ ہوتا۔ پس آنحضرت ؐ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اس کو مارا۔ پس وہ چور چور ہو کر تودۂ خاک ہوگئی۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ ابو رافع کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پہ ہاتھ مبارک سے مس کیا پس درست ہوگیا۔ گویا کہ اسکو کبھی کوئی بیماری نہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اس سے زیادہ ہیں کہ کوئی کتاب انکو احاطہ کرسکے یا کوئی دفتر انکو جمع کرسکے۔

Marfat.com

ذکر وفات شریف

وفات یافتند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از آنان کہ بشصت[۶۳] وسہ
سال رسیدہ بودند وغیر ایں نیز روایت کردہ اند روز دوشنبہ وقتیکہ گرم
شد چاشت بتاریخ دوازدہم از ربیع الاول وبیمار ماندند چہاردہ روز و مدفون
شدند شب چہارشنبہ۔ وچوں نزدیک شدند موت بودنزدیک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالہ آب۔ پس داخل مے کردند در وے دست خود را و
مسح میکردند بوے روے مبارک تودرا و مے فرمودند اَللّٰھُمَّ اَعنی علی
سکرات الموت۔ خداوندا مدد کن مرا بر مشقتہائے مرگ۔ وچوں مقبوض شدند
حاضران آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بچادر چہرہ پوشیدند وبقولے فرشتگان
ایں چادر را انداختہ بودند ودر آن وقت بعض اصحاب از فرط بیطاقتی انکار موت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کردند۔ وایں از حضرت عمر رضی اللہ عنہ منقول است۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترسٹھ[۶۳] سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض نے اور بھی
روایت کی ہے۔ اور دوشنبہ بوقت چاشت گرم دوازدہم ربیع الاول۔ چودہ روز بیمار رہے
شب چارشنبہ مدفون ہوئے۔ قریب موت کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پانی کا پیالہ رکھا تھا۔ اس میں ہاتھ تر کر کے منہ مبارک کو ملتے۔ اور
فرماتے۔ اللّٰھم اعنی علی سکرات الموت۔ اے خداوند مدد کر میری موت
کی مشقتوں پر۔ جب مقبوض ہوئے۔ تو حاضرین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا چہرہ مبارک چادر سے ڈھانپ دیا۔ اور بقولے فرشتوں نے چادر ڈالی تھی
اس وقت بعض اصحاب نے فرط بے طاقتی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی موت کا انکار کر دیا۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے۔

Marfat.com

وعثمان رضی اللہ عنہ گنگ شد و علی کرم اللہ وجہہ جا ماندہ شد و در اصحاب ہیچ کس ثابت تر از عباس و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نبود۔ بعد ازاں مردمان از دروازہ حجرہ شنیدند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را غسل ندہید۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاہر و مطہراند۔ و بعد ازاں آوازۂ دیگر شنیدند۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را غسل دہید کہ گوئندۂ حرف اول شیطان بود۔ و من خضرم و خضر علیہ السلام تعزیت اصحاب کرد بایں کلمات ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبۃ وخلفاً من کل ھالک ودرکاً من فائت فباللہ فثقوا والیہ فارجعوا فان المصاب من حرم الثواب۔ معنیش آنکہ نزدیک خدائیتعالےٰ دلاسا است از ہر مصیبت و عوضیست از ہر میرندہ و تاوانے است از ہر فوت شوندہ۔ پس بر خدا اعتماد کنید و بسوئے وے رجوع نمائید بتحقیق مصیبت زدہ آن است کہ از ثواب مصیبت محروم شود۔ و اختلاف اصحاب است درآنکہ

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ گنگ ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جا ماندہ رہ گئے۔ اصحاب میں حضرت عباس و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے زیادہ ثابت قدم کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے حجرہ کے دروازہ سے سنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل نہ دو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاہر و مطہر ہیں۔ بعد ازاں دوسری آواز سنائی دی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دو۔ کہ پہلی بات کہنے والا شیطان تھا۔ اور میں خضر ہوں۔ اور خضر علیہ السلام نے ان کلمات سے اصحاب کی تعزیت کی۔ ان فی اللہ عزاءً الخ

یعنی خدائے تعالےٰ کے نزدیک دلاسا ہے ہر مصیبت سے اور عوض ہے ہر مرنے والے سے۔ اور تاوان (بدل) ہے ہر فوت ہونے والے سے۔ پس اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی کی طرف رجوع کرو۔ بتحقیق مصیبت زدہ وہ ہے۔ کہ مصیبت کے ثواب سے محروم رہے۔ اصحاب میں اس امر کا اختلاف ہوا۔ کہ حالت غسل میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

درحالت غسل جامہائے از تن آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برکشند یا با جامہائے غسل دہند۔ پس خدائے تعالےٰ بر ایشان خواب را مسلط کرد و گوینده رانے دانستند کہ کیست گفت غسل دہید آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در جامہائے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس بیدار شدند وہم چناں کردند۔ و متولی غسل علیؓ و عباسؓ و دو فرزند عباسؓ فضل و قثم و دو مولائے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شقران و اسامہ بودند و حاضر شد آں جا اوس انصاری و علیؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ دست بر شکم آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہاد۔ پس چیزے بیرون نیامد۔ گفت صلے اللہ علیک لقد طبت حیًا و میتاً۔ درود خدا بر تو باد پاکیزہ در حال حیات و موت۔ و تکفین کردند در سہ جامہ سفید سحولی و سحول نام دیہہ است در یمن۔

کے تن مبارک سے کپڑے جدا کریں۔ یا کپڑوں کے ساتھ ہی غسل دیں۔ پس خدا تعالےٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی۔ کسی کہنے والے نے جس کو وہ نہ جانتے تھے۔ کہ کون تھا۔ کہنے لگا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں ہی غسل دو۔ اور ایسا ہی کیا گیا۔ غسل کے متولی حضرت علی۔ حضرت عباس اور کے دو فرزند فضل و قثم اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو آزاد کردہ غلام شقران و اسامہ تھے۔ وہاں اوس انصاری بھی حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مبارک پر ہاتھ رکھا۔ کوئی چیز نہ نکلی۔ حضرت علی نے کہا صلے اللہ علیک لقد طبت حیاً ومیتاً۔ اللہ آپ پر درود نازل فرمائے۔ زندگی اور موت میں آپ پاکیزہ ہی رہے۔ تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن پہنائے گئے۔ سحول یمن کے کے ایک گاؤں کا نام ہے۔

Marfat.com

دراں جامہ ہائے کرتہ و دستار نبود۔ بلکہ سہ چادر بودند کہ در آنہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچیدند بغیر آنکہ ہیچ دوختہ باشند۔ و نماز گذاردند برآں حضرت تنہا تنہا امامت نکردند ایشان را ہیچ کس و فرش کردہ شد زیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در قبر قطیفہ سرخ کہ آں را در حال حیات مے پوشیدند۔ شقران آن را بقبر برآورد۔ وکندہ شد برائے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لحد و مضبوط کردہ شد بر آں جانہ خشت خام واختلاف کردند اصحاب کہ لحد کنند یا شق۔ واز اصحاب یکے لحد مے کرد و دیگرے شق۔ پس اتفاق کردند بر آنکہ ہر کہ پیشتر بیاید کار خود کند۔ پس لحد کندہ بیامد و لحد کرد۔ و ایں ہمہ در خانۂ عائشہ رضی اللہ عنہا واقع شد و بآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون شدند ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

کفن کے کپڑوں میں کرتہ اور پگڑی نہ تھے۔ بغیر سلی ہوئی تین چادروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لپیٹا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لوگوں نے تنہا تنہا نماز جنازہ ادا کی۔ ان کی کسی نے امامت نہیں کی۔ قبر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے سرخ چادر بچھائی گئی۔ اس کو حال حیات میں پہنتے تھے۔ غلام شقران اس کو قبر میں لایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لحد کھودی گئی۔ اور وہاں نو اینٹیں خام مضبوط کی گئیں۔ صحابہ میں اختلاف ہوا۔ کہ لحد کریں یا شق۔ صحابہ میں ایک شخص لحد بناتا اور ایک شق۔ اس پر اتفاق ہوا۔ کہ جو کھودنے والا پہلے آئے اپنا کام کرے۔ پس لحد کھودنے والا آیا اور لحد کی۔

یہ سب واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بابرکت میں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجرہ طیبہ میں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالے عنہم مدفون ہوئے۔ وصلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُوتیتُ جوامع الکلم واختصر لی الکلام
مراد بجوامع الکلم کلمات است کہ درغایت اختصار متضمن معانی کثیرہ اند برخی ازانہا ذکر نمودہ میشوند ؎ کز ہرچہ میرود سخن دوست خوشتراست بیت
حرف از دہان دوست شنیدن چہ خوش بود یا از دہان آنکہ شنید از دہان دوست
(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں جوامع الکلم عطا کیا گیا ہوں۔ اور کلام میرے لئے مختصر کر دی گئی ہے۔ جوامع الکلم سے وہ کلمات مراد ہیں۔ کہ باوجود نہایت مختصر ہونے کے مطالب اور معانی کثیرہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ ان میں سے کچھ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ ؎ کیونکہ دوست کی بات ہر چیز سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ بیت اور وہ بات بڑی اچھی ہوتی ہے جو خود دوست کے منہ سے سُنی جائے۔ یا اس کے منہ سے جس نے دوست کے منہ سے سُنی ہو۔)

یکی حدیث انما الاعمال بالنیات۔ کہ اصلے عظیم است از اصول دین لہٰذا بعضے آنرا ثلث علم دین گفتہ اند باعتبار آنکہ دین قول وعمل ونیت است وبعضے نصف علم گفتہ چہ نیت اصل جمیع اعمال قالبیہ وقلبیہ ومدار تمام عبادات وطاعات است وبدیں اعتبار اگر اورا تمام علم بمبالغہ گفتہ شود رواست۔ (ا۔ ایک حدیث ہے کہ بے شک اعمال کا مدار نیت پر ہے) اس لئے کہ اصول دین سے یہ ایک زبردست اصل اور قاعدہ ہے۔ لہٰذا بعض نے اس کو علم دین کی تہائی قرار دیا ہے۔ اس واسطے کہ دین تین چیزوں کا نام ہے۔ قول اور عمل اور نیت۔ اور بعض نے اسے آدھا علم دین فرمایا ہے۔ کیونکہ نیت ہی تمام اعمال جسمانی اور قلبی کی جڑ اور سب عبادات کا مدار ہے۔ اور اس لحاظ سے بطور مبالغہ اگر اس حدیث کو تمام علم کہا جائے۔ تو بھی درست ہے۔)

من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنیہ از خوبی اسلام شخص است ترک کردن عبثیات وفضول۔ (عبث اور فضول چیزوں کا چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے۔)

Marfat.com

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہٖ یعنی لفظ مسلم ماخوذ است از سلامت پس کسیکہ از دست وزبان او کسے را ایذا رسد و در و معنے سلامت یافتہ نہ شود گویا مسلم نیست (مسلمان وہ ہے۔ کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یعنی مسلم کا لفظ سلامت سے لیا گیا ہے۔ پس جس شخص کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف پہنچے اور اس میں سلامتی کا معنے نہ پایا جائے گویا وہ شخص مسلمان نہیں ہے۔)

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه مومن نیست یکے از شما تا کہ پسند آرد برائے برادر دینی چیزے را کہ پسند مے کند برائے خود۔ (تم سے کوئی ایک اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ اپنے برادر دینی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔) الدین النصیحة یعنی دین عبارت از خیرخواہی است (دین عبارت خیرخواہی سے ہے) المستشار مؤتمن یعنی کسے کہ مشورہ طلبی از و نمودہ شود امین دانستہ شدہ است پس باید کہ در مشورہ دادن خیانت نہ کند۔ (جس شخص سے کوئی مشورہ طلب کیا جائے وہ امین سمجھا جاتا ہے (پس اس کو چاہیئے۔ کہ مشورہ دینے میں خیانت نہ کرے) ترک الشر صدقة یعنی ترک نمودن شرارت و در گذاشتن ہم نوعے از صدقہ است گویا از خود چیزے دادنی است۔

(شرارت کا چھوڑنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ گویا اپنی طرف سے کچھ دینا ہے۔)

الحیاء خیر کله حیا گویا مجموع خیر است (حیا گویا سب بھلائیوں کا مجموعہ ہے)

فضل العلم خیر من فضل العبادة فضیلت علم بہتر است از فضیلت عبادت۔

(علم کی بزرگی عبادت کی بزرگی سے بہتر ہے)

الصحة والفراغ نعمتان مغبون فیهما اکثر الناس صحت و فراغت ہر دو نعمت اند کہ بسیار کس در آنہا مغبون اند (صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن میں بہت سے لوگ ٹھگے ہوئے ہیں)

من غشنا فلیس منا کسے کہ فریب داد ما را پس نیست از ما (جو شخص ہم کو (یعنی مسلمانوں کو) دہوکہ دے۔ وہ ہم سے نہیں۔) الدال علی الخیر کفاعله دلالت کنندہ بر کار نیک مثل فاعل او ست (نیکی پر دلالت کرنیوالا اسکے کرنیوالے کی طرح ہے)

Marfat.com

حب الشئ یعمی ویصم محبت چیزے نابینا و کرے گرداند (کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے) المرء مع من احب ہر شخص با کسے است کہ دوست دارد او را (ہر شخص اس کے ساتھ ہے جس کو دوست رکھتا ہے۔

لا ترفع عصاک عن اھلک یعنے در تادیب اہل خود غفلت مکن (اپنی لاٹھی اپنے اہل و عیال سے نہ اٹھا (یعنی ان کی تادیب میں غفلت نہ کر) خیرکم خیرکم لاھلہ (تم میں سے بہترین وہ (شخص) ہے جو اپنے اہل و عیال سے اچھا ہے) زرغبا تزدد حبا۔ (ایک دن چھوڑ کر ملاقات کر محبت میں زیادتی ہوگی) الخلق السیئ یفسد العمل کما یفسد الخل العسل (بری خصلت عمل کو ایسے خراب کرتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے) لن یشاد الدین احد الا غلبہ (کسی نے دین میں تشدد نہیں کیا مگر دین اس پر غالب آگیا) لیس الشدید من غلب الناس انما الشدید من غلب نفسہ (قوی آدمی وہ نہیں جو لوگوں پر غالب ہو۔ بلکہ وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب ہو) الثناء ربیع المومن (تعریف مومن کے لئے بارش کی طرح ہے) القناعۃ کنز لا یفنی (قناعت وہ خزانہ ہے جو فنا نہ ہوگا) الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ والتودد الی الناس نصف العقل وحسن السوال نصف العلم (خرچ میں میانہ روی آدھی معاش ہے اور لوگوں سے اظہار محبت آدھا عقل اور حسن سوال آدھا علم ہے) لا عقل کالتدبیر ولا ورع کالکف (تدبیر سے بڑھ کر عقلمندی نہیں اور حرام سے بچنے کے برابر کوئی پرہیزگاری نہیں) الایمان یمان (ایمان ہے تو یمن والوں کا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو یمن والوں سے ایمان لائے بڑے پختہ ایمان تھے) لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ (جس کی امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد نہیں اس کا دین نہیں) جمال الرجل فصاحۃ لسانہ (مرد کی خوبصورتی اس کی زبان کا فصیح ہونا ہے) لا فقر اشد من الجھل ولا مال اعز من العقل (جہل سے زیادہ فقر نہیں اور عقل سے زیادہ مال نہیں) ما جمع شئ الی شئ احسن من حلم الی علم (کوئی شئ دوسری شئ سے مل کر اتنی خوب نہیں جتنا حوصلہ علم کے ساتھ) کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور

Marfat.com

(دنیا میں ایسا رہ گویا تو مسافر ہے یا رہگذر اور اپنے آپ کو اصحاب قبور سے شمار کر)
العفو لا یزید العبد الا عزا (معافی سے آدمی کی عزت اور زیادہ ہوتی ہے)
التواضع لا یزید الا رفعة (تواضع سے شان اور زیادہ بلند ہوتی ہے)
ما نقص مال من صدقة (کوئی مال صدقے کی وجہ سے گھاٹے میں نہیں پڑا)
کنوز البر کتمان المصائب (اچھائی کے خزانے مصائب کا چھپانا ہے)
لا تظهر الشماتة باخیك فیعافیه الله ویبتلیك. برادر اگر علماء عالم جمع آیند وبشرح یکے ازینہا وامثال اینہا زبان کشایند جزوے ازاں بسر نیاید۔
(مسلمان بھائی کی تکالیف سے خوشی مت ظاہر کر کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا اُسے عافیت دیدے کر دے۔ اور تجھ کو اس مصیبت میں گرفتار کر دے۔ اے بھائی اگر جہان بھر کے علماء جمع ہو کر اس قسم کی حدیثوں میں سے کسی ایک کی تشریح میں زبان کھولیں۔ تو اس کے ایک حصہ کو بھی پورا نہ کر سکیں گے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم لابی هریرة یا ابا هریرة اذا توضأت فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتك لا تزال تکتب لك حتی تفرغ من ذالك الوضوء
(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ اے ابو ہریرہ جب تو وضو کرے تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ کیونکہ تیرے محافظین ملائکہ تیرے اس وضو سے فارغ ہونے تک تیرا ثواب لکھتے رہیں گے۔) یا ابا هریرة اذا اکلت طعاما دسما فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتك لا تستریح تکتب لك حسنات حتی تنبذه عنك (اے ابو ہریرہ جب تو طعام چرب کھائے تو پڑھ بسم اللہ والحمد للہ کیونکہ تیرے محافظین فرشتے اس وقت تک ثواب لکھنے سے آرام نہ کریں گے جب تک تو اُسے باہر نہ پھینکے) یا ابا هریرة اذ غشیت اهلك او ما ملکت یمینك فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتك تکتب لك حسنات حتی تغتسل من الجنابة فاذا اغتسلت من الجنابة غفر لك ذنوبك یا ابا هریرة فان کان لك ولد من تلك الوقعة کتب لك حسنات بعدد نفس ذالك

Marfat.com

الولد وعقبہ حتے لا یبقی منہ شئ یعنے بسم اللہ والحمد للہ بگو قبل از وضو
وخوردن طعام وجماع تا ملائکہ نویسندگان در نوشتن حسنات ونیکی ہا برائے تو مشغول
مانند تا وقتیکہ فارغ شوی از وضوء وقضا حاجت وغسل از جنابت وبعد از غسل مغفور شوی
ونوشتہ خواہند شد برائے تو حسنات بقدر انفاس اولادتو واولاد اولادتو وہکذا
(اے ابوہریرہ جب تو اپنی بیوی سے صحبت کرے تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ کیونکہ تیرے محافظین
فرشتے تیری نیکیاں لکھیں گے یہاں تک کہ تو غسل جنابت کرلے اور جب تو غسل کرے گا
تو تیرے گناہ بخشے جاویں گے۔ اے ابوہریرہ اگر اس صحبت سے تیری اولاد ہوئی تو
ان کے سانس کے برابر تیری نیکیاں لکھی جاویں گی۔ اور پھر اسی طرح اولاد کی اولاد کے
سانس کے برابر علیٰ ہذا القیاس آخر تک۔) یا ابا ھریرۃ اذا رکبت دابۃ فقل بسم
اللہ والحمد للہ تکتب من العابدین حتی تنزل من ظہرھا (اے ابوہریرہ جب
تو جانور پر سوار ہو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ تو اس سے اترنے کے وقت تک عبادت کرنے والوں
سے لکھا جائے گا۔) یا ابا ھریرۃ اذا رکبت السفینۃ فقل بسم اللہ والحمد للہ
تکتب من العابدین حتے تخرج منہا (اے ابوہریرہ جب تو سوار ہو کشتی پر تو بسم اللہ
والحمد للہ پڑھ تو عبادت کرنیوالوں سے لکھا جائے گا اس سے باہر آنے تک) یا ابا ھریرۃ
اذا لبست ثوبا جدیدا فقل بسم اللہ والحمد للہ یکتب عشر حسنات بعدد
کل سلک فیہ (اے ابوہریرہ جب تو نیا کپڑا پہنے تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ تیرے لئے اس
کپڑے کے ہر تار کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی) یا ابا ھریرۃ لا یہابنک ما
ملکت یمینک فانک ان مت وانت کذالک کنت عند اللہ وجیہا۔
(اے ابوہریرہ چاہیئے کہ تیرا مملوک تجھ سے مرعوب ہو کر نہ رہے۔ پس اگر تو اس حال میں
فوت ہوا تو خدا کے نزدیک عزت مند ہوگا۔) یا ابا ھریرۃ لا تہجر امرئتک الا
فی بیتہا ولا تضربہا ولا تشتمہا الا فی امر دینہا فانک ان کنت کذالک
مشیت فی طرقات الدنیا وانت عتیق اللہ من النار (اے ابوہریرہ اپنی عورت
سے علیحدگی بغیر اپنے گھر کے نہ کرنا اور اسے دینی امور کے بغیر نہ مارنا اور گالی نہ دینا پس اگر تو
ایسا ہوگا۔ تو دنیا کے رستوں میں اس حال میں چلے گا۔ کہ تو جہنم سے آزاد ہوگا۔

Marfat.com

یاابا ھریرۃ احمل الاذی عمن ھو اکبر منک واصغر منک وخیر منک وشر منک فانک ان کنت کذالک باھی اللہ بک الملائکۃ ومن باھی اللہ بہ الملائکۃ جاء یوم القیامۃ آمنا من کل سوء (اے ابوہریرہ اپنے سے بڑے اور چھوٹے اچھے اور برے کی تکلیف برداشت کر۔ پس اگر تو ایسا ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ تجھ سے فرشتوں پر فخر کرے گا۔ اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کرے گا وہ بروز قیامت ہر تکلیف سے امن اور سلامتی میں ہوگا۔) یاابا ھریرۃ ان کنت امیرا او وزیرا امیر او داخلا علی امیر او مشاور امیر فلا تجاوزن سیرتی وسنتی فانہ ایما امیر او وزیر امیر او داخل علی امیر او مشاور امیر خالف سیرتی وسنتی جاء یوم القیامۃ تاخذہ النار من کل مکان (اے ابوہریرہ اگر تو امیر ہو یا امیر کا وزیر ہو یا کسی امیر کی مجلس میں جانے والا ہو۔ یا اس کا مشیر ہو تو میری سیرت اور طریقے سے ہرگز تجاوز نہ کرنا کیونکہ جو امیر یا اس کا وزیر یا اس کا ہم مجلس یا مشیر میری سنت اور طریقے سے خلاف چلے گا قیامت کے دن جہنم کی آگ اُسے ہر طرف سے گھیرلے گی۔) یاابا ھریرۃ عدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ قیام لیلھا وصیام نھارھا۔ (اے ابوہریرہ ایک ساعت کا عدل اُس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے جس میں رات بھر نماز اور دن بھر روزہ ہو) یاابا ھریرۃ قل للمؤمنین الذین اصابوا الصغائر والکبائر لا یمت احد منھم وھو مصر علیہ فانہ من لقی ربہ عز وجل علی ذالک وھو مصر علیھا فان عقوبتھا یعنی الصغیرۃ کعقوبۃ من لقی اللہ علی کبیرۃ وھو مصر علیھا (اے ابوہریرہ جن مومنوں نے صغائر اور کبائر گناہ کئے ہیں انہیں کہہ دے کہ ان میں سے کوئی ایک ایسے حال میں نہ مرے کہ ان گناہوں پر مصر اور پختہ ہو۔ کیونکہ جس نے اس حال میں خدا سے ملاقات کی کہ وہ گناہوں پر مصر ہے۔ تو اسے صغیرہ گناہ کی سزا اس طرح دیجائے گی جیسے کبیرہ کی جس پر مصر رہا ہو۔) یاابا ھریرۃ لان تلقی اللہ عز وجل علی کبائر قد تبت منھا خیر لک من ان تلقاہ وقد تعلمت آیۃ من کتاب اللہ عز وجل ثم تنسھا (اے ابوہریرہ تیرا کسی کبیرہ گناہ سے تائب ہو کر خدا سے ملنا اس سے اچھا ہے کہ آیت کلام الٰہی پڑھ کر اُسے بھلا دے۔

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ لا تلعن الولاۃ فان اللہ ادخل امۃ جھنم بلعنتھم ولاتھم (اے ابوہریرہ ولاۃ اور حکام کو لعنت مت کر کیونکہ خدا نے ایک امت کو اس لئے دوزخ میں داخل کیا کہ وہ حکام کو لعنت کرتے تھے) یا ابا ھریرۃ لا تسبن شیئا الا الشیطان فانک ان مت وانت کذالک صافحتک جمیع رسل اللہ تعالی وانبیاء اللہ تعالی والمؤمنون حتی تصیر الی الجنۃ (اے ابوہریرہ کسی چیز کو سب وشتم (گالی) نہ کر بجز شیطان کے پس اگر مرتے دم تک اس حالت میں رہا۔ تو تمام رسل اور انبیاء اور اہل ایمان تیرے ساتھ مصافحہ کریں گے حتی کہ تو جنت میں داخل ہوگا۔) یا ابا ھریرۃ لا تسب من ظلمک تعط من الاجر اضعافا۔ (اے ابوہریرہ اپنے ظلم کرنے والے کو سب وشتم نہ کر بہت ثواب دیا جائے گا) یا ابا ھریرۃ اشبع الیتیم والارملۃ وکن للیتیم کالاب الرحیم وللارملۃ کالزوج العطوف تعط بکل نفس تنفست فی دار الدنیا قصرا فی الجنۃ کل قصر خیر من الدنیا ومافیھا (اے ابوہریرہ یتیموں اور بیواؤں کو طعام کھلا اور یتیم کے لئے مہربان باپ کی طرح اور بیوہ کے لئے شفیق خاوند کی طرح ہو۔ تو ہر اُس سانس کے بدلے جو دنیا میں لے گا ایک ایسا محل بہشت میں دیا جائے گا جو دنیا اور اس کے ساز و سامان سے بہتر ہوگا۔

یا ابا ھریرۃ امش فی ظلم اللیل الی مساجد اللہ عزوجل تعط حسنات بوزن کل شئ وضعت علیہ قدمک مما تحب وتکرہ الی الارض السابعۃ السفلی۔ (اے ابوہریرہ اندھیری راتوں میں مساجد کو جا تجھے ہر اس چیز کے برابر نیکیاں دی جاویں گی جس پر تو قدم رکھیگا۔ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ نچلی ساتویں زمین تک) یا ابا ھریرۃ لیکن ماواک المساجد والحج والعمرۃ والجھاد فی سبیل اللہ فانک ان مت وانت کذالک کان اللہ مونسک فی القبر ویوم القیامۃ وعلی الصراط ویکلمک فی الجنۃ۔ (اے ابوہریرہ چاہیئے کہ تیرا ٹھکانا مساجد ہوں اور حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ پس اگر تو اس حالت میں مریگا تو اللہ تعالی تیرا قبر اور حشر میں اور پل صراط پر مونس ہوگا اور تجھ سے جنت میں کلام فرمائے گا) یا ابا ھریرۃ لا تنتھر الفقیر فتنتھرک الملائکۃ یوم القیامۃ۔ (اے ابوہریرہ فقیر کو مت جھڑک کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے قیامت کے دن فرشتے جھڑکیاں دیں۔)

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ لا تغضب اذا قیل لک اتق اللہ وانت ھممت بسیئۃ ان تعملھا تکن خطیئتک عفو بتھا النار (اے ابوہریرہ جب تجھے یہ کہا جاوے کہ خدا سے ڈر اور کسی برے کام کا ارادہ رکھتا ہو تو غصہ مت کرنا کیونکہ پھر اگر تو نے وہ کام کیا تو اس کی سزا جہنم ہوگا)

یا ابا ھریرۃ من قیل لہ اتق اللہ فغضب جیٔ بہ یوم القیمۃ فیوقف موقفا لا یبقی ملک الا مربہ فقال لہ انت الذی قیل لہ اتق اللہ فغضب فبسؤہ ذلک فاتق مساوی یوم القیامۃ او مساء فی الشک من الراوی (اے ابوہریرہ جس کو یہ کہا گیا کہ خدا سے ڈر اور وہ غصہ میں آگیا تو بروز قیامت ایک ایسے مقام میں کھڑا کیا جائے گا جہاں پر اس سے ہر ایک فرشتہ جو اس سے گذریگا یہی کہے گا۔ کہ کیا تو وہی آدمی ہے جسے یہ کہا گیا کہ خدا سے ڈر اور پھر غصہ میں آگیا۔ پس یہ بات اسے سخت تکلیف دے گی۔ پس قیامت کی تکلیفوں سے بچ یا یوں فرمایا۔ کہ مجھے تکلیف دینے سے بچ۔ روایت کرنے والے کو شک ہے کہ آپ نے کیا فرمایا)

یا ابا ھریرۃ احسن الی ماخولک اللہ فانہ من اساء الی ماخولہ اللہ فانہ یرصدہ علی الصراط فیتعلق بہ فکم من مؤمن یرد من الصراط للقصاص (اے ابوہریرہ اپنے ماتحتوں پر احسان کر کیونکہ جس نے ان سے برا سلوک کیا پس وہ اس کو پل صراط پر روک لیں گے اور اسے چمٹ جائیں گے پس بہت سے ایماندار پل صراط سے قصاص کے لئے واپس کردئے جائیں گے) یا ابا ھریرۃ علی کل مسلم صلوۃ فی جوف اللیل ولو قدر حلب شاۃ ومن صلی جوف اللیل یرید ان یرضی ربہ عز وجل رضی اللہ تعالی عنہ وقضی لہ حاجۃ فی الدنیا والاخرۃ فزعم ابوھریرۃ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ای اللیل الصلوۃ افضل قال وسط اللیل (اے ابوہریرہ ہر مسلمان پر رات کے پیٹ میں نماز ہے۔ اگرچہ بکری دوہنے کی مقدار بھی ہو اور جس نے رضائے الٰہی کے لئے رات کے اندر نماز پڑھی خدا تعالیٰ اس سے راضی ہوجاتا ہے اور اس کی حاجت دنیا و آخرت میں پوری فرماتا ہے۔ ابوہریرہ کا خیال ہے میں نے عرض کی کہ رات کے کونسے حصے میں نماز افضل ہے تو آپ نے درمیانہ رات فرمایا) یا ابا ھریرۃ ان استطعت ان تلقی اللہ خفیف الظھر من دماء المسلمین واموالھم واعراضھم فافعل تکن من اول المقابین ولا تتخذ ن

Marfat.com

احدا من خلق اللہ غرضا فیجعلک اللہ غرضا لشرر جھنم یوم القیامۃ۔
(اے ابوہریرہ اگر تجھ سے ہو سکتا ہے کہ خدا کو اس حال میں ملے کہ تیری پشت مسلمانوں کے
خون اور مال اور عزت سے ہلکی ہو تو ایسا کر تو اول مقربین سے شمار ہوگا اور خلق خدا سے کسی
کو نشانہ نہ بنا ایسا نہ ہو۔ کہ خدا تجھے جہنم کی چنگاریوں کا نشانہ قیامت کے دن بنا دے)
یا ابا ھریرۃ اذا ذکرت جھنم فاستجر باللہ منھا ولیبک قلبک منھا
ونفسک ویقشعر جلدک منھا یجیرک اللہ منھا۔ (اے ابوہریرہ جب تجھے جہنم یاد
آئے تو اس سے اللہ کی پناہ لے اور چاہیئے کہ اس کی وجہ سے تیرا دل روئے اور چمڑے پر
بال کھڑے ہو جائیں خدا تجھے بچائے گا۔) یا ابا ھریرۃ اذا اشتقت الی الجنۃ
فاسئل اللہ ان یجعل لک فیھا نصیبا ومقیلا ولیعن قلبک شوقا الیھا وتدمع
عیناک وانت مؤمن بھا اذن یعطیکھا اللہ تعالیٰ ولا یردک (اے ابوہریرہ جب تجھے
جنت کا شوق ہو تو خدا سے سوال کر کہ اس میں تیرا حصہ کرے اور تیری رہائش گاہ بنا دے اور چاہیئے کہ تیرا
دل اس کے شوق سے گریہ کرے اور آنکھیں آنسو بہائیں اور تجھے اس کے متعلق یقین راسخ ہو۔
ایسے حال میں تجھے خدا تعالےٰ بہشت عطا فرمائے گا اور رد نہ فرمائے گا۔) یا ابا ھریرۃ ان
شئت ان لا تفارقنی یوم القیامۃ حتی تدخل معی الجنۃ احببنی حبا لا تنسانی
واعلم انک ان احببتنی لم تترک ثلاثۃ قلت فوصل الی منھا وارض بقسم اللہ
فانہ من خرج من الدنیا وھو راض بقسم اللہ خرج واللہ عنہ راض ومن رضی
اللہ عنہ فمصیرہ الی الجنۃ (اے ابوہریرہ اگر تو چاہتا ہے کہ بروز قیامت مجھ سے جدا نہ ہو تو مجھ
سے ایسی محبت رکھ کہ مجھے ہرگز نہ بھولے اور جان لے کہ اگر تو مجھے دوست رکھتا ہے تو تین باتیں
ہرگز نہ چھوڑے گا۔ (میں کہتا ہوں کہ ان تین میں سے مجھے یہ ایک بطور روایت پہنچی ہے) کہ خدا کی تقسیم
پہ راضی رہ۔ کیونکہ جو دنیا سے اس حال میں نکلا کہ قسمت خداوندی پہ راضی ہے تو خدا اس سے
راضی ہوگا اور جس پہ خدا راضی ہو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔) یا ابا ھریرۃ مر بالمعروف
وانہ عن المنکر قال کیف امر بالمعروف وانھی عن المنکر قال علم الناس
الخیر ولقنھم ایاہ واذا رأیت من یعمل بمعاصی اللہ تعالیٰ لا تخاف سوطہ وسیفہ

Marfat.com

فلا یحل لک ان تجاوزہ حتے تقول لہ اتق اللہ (اے ابوہریرۃ اچھائی کا امر کر اور برائی سے روک عرض کی۔ کہ کس طرح ؟ فرمایا لوگوں کو اچھائی سکھا اور جب ایسے شخص کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور تجھے اس کے چابک اور تلوار سے خوف بھی نہ ہو۔ تو اس سے گذر جانا تیرے لئے حلال نہیں جب تک کہ اُسے یہ نہ کہے کہ خدا سے ڈر۔) یا اباھریرۃ تعلم القرآن وعلمہ الناس حتے یجیئک الموت وانت کذالک وان کنت کذالک جاءت الملائکۃ الی قبرک وصلوا علیک واستغفروالک الی یوم القیامۃ کما تحج المؤمنون الی بیت اللہ عزوجل برادراز ہیں جا بودن مزار ہاہل اللہ مرجع خلائق دریاب زنہار زنہار کہ قیاس کنی برا صنام وبتہا۔ (اے ابوہریرہ! قرآن پڑھ اور پڑھا تاکہ تجھے موت آجائے اگر تو ایسا ہوگا۔ تو فرشتے تیری قبر پہ آکر رحمت کی دعا کریںگے اور تیرے لئے بخشش چاہیں گے۔ تا روز قیامت جیساکہ مومن حج بیت اللہ کرتے ہیں (اے بھائی اس جگہ سے مزارات اولیائے کرام کا مرجع خلائق ہونا معلوم کرلے۔ اور خبردار ان کو بتوں پر مت قیاس کرنا۔) یا اباھریرۃ الق المسلمین بطلاقۃ وجھک ومصافحۃ ایدیھم بالسلام ان استطعت ان تکون کذالک حیث کنت فان الملائکۃ معک سوے حفظتک یستغفرون لک ویصلون علیک واعلم انہ من خرج من الدنیا والملائکۃ یستغفرون لہ غفراللہ لہ۔ (اے ابوہریرہ مسلمانوں کو خندہ پیشانی سے مل اور بوقت سلام ان سے مصافحہ کر اگر تو کرسکتا ہے۔ تو ایسا کر جہاں پہ بھی ہو اس لئے کہ ملائکہ جو تیرے ساتھ ہیں بجز محافظین کے سب تیرے لئے استغفار کریں گے اور دعائے رحمت کریں گے اور جان لے کہ جو دنیا سے رخصت ہوا۔ اور ملائکہ اس کی بخشش مانگتے ہوں وہ بخشا جائے گا۔)

یا اباھریرۃ ان احببت ان یفشے لک الثناء الحسن فی الدنیا والآخرۃ کف لسانک عن غیبۃ الناس فانہ من لم یغتب الناس نصرہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ اما نصرتہ فی الدنیا فانہ لیس احد یتناولہ الا کانت الملائکۃ تکتب بھم عنہ واما نصرتہ فی الآخرۃ فیعفواللہ عن قبیح ما صنع ویتقبل منہ احسن ما عمل۔ (اے ابوہریرہ اگر تجھے پسند ہے کہ دنیا وآخرت میں تیری اچھی تعریف کثرت سے ہو۔ تو اپنی زبان کو لوگوں کی غیبت سے روک کیونکہ جو لوگوں کی غیبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا وآخرت میں مدد کرتا ہے۔ بہرحال دنیا میں

Marfat.com

تو اس کی مدد یہ ہے کہ جو بھی اس کے حق میں زبان درازی شروع کرتا ہے ملائکہ اُسے جھٹلاتے ہیں اور آخرت میں یہ مدد ہوگی۔ کہ خدا تعالیٰ اس کی برائیاں دور فرمائے گا اور نیکیاں قبول فرمائے گا۔)

یا ابا هریرة اغد فی سبیل الله یبسط الله لك الرزق (اے ابوہریرہ صبح سویرے خدا کی راہ میں جا اللہ تعالیٰ تیرے لئے رزق فراخ فرما دیگا) یا ابا هریرة صل رحمك یاتك الرزق من حیث لاتحتسب واحج البیت یغفر الله لك ذنوبك التی وافیت بها البلد الحرام۔ (اے ابوہریرہ صلہ رحمی کر تجھے بے گمان جگہ سے رزق ملیگا اور بیت اللہ شریف کا حج کر تیرے وہ سب گناہ بخشے جائینگے جن کو لے کر بلد حرام میں داخل ہوا) یا ابا هریرة اعتق الرقاب یعتق الله بکل عضوا منك وفیه اضعاف ذلك من الله تعالیٰ (اے ابوہریرہ غلام آزاد کر اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے تیرے عضو کو آزاد کرے گا اور اس میں کئی گنا زیادہ درجات ہیں)

یا ابا هریرة اشبع الجائع یکن لك مثل اجر حسناته وحسنات عقبه ولیس علیك من سیئاتهم شئ (اے ابوہریرہ بھوکے کو کھلا تیرے لئے اس کے اور اس کی اولاد کے اعمال صالحہ کے برابر ثواب ہوگا۔ اور ان کے گناہوں سے تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔) یا ابا هریرة لاتحقرن من المعروف شیئا تفعله ولوان تفرغ من دلوك فی اناء المستسقی فانه من خصال البر والبر کله عظیم وصغیره ثوابه الجنة (اے ابوہریرہ اچھی چیز جو بھی کرتا ہے اسے حقیر نہ سمجھ اگرچہ اپنے ڈول سے پانی لینے والے کے برتن میں کچھ پانی ہی ڈال دے۔ کیونکہ یہ اچھے کاموں سے ہے اور اچھائی ہر ایک بڑی ہے۔ اور چھوٹی اچھائی کا ثواب بہشت ہے۔)

یا ابا هریرة اومر اهلك بالصلوة فان الله یاتیك بالرزق من حیث لا تحتسب ولایکن للشیطان فی بیتك مدخل ولا مسلك (اے ابوہریرہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر تجھے بے گمان روزی ملے گی اور تیرے گھر میں شیطان کو راہ نہ ہوگی۔)

یا ابا هریرة اذا عطس اخوك المسلم فشمته فانه یکتب لك به عشرون حسنة فقلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم بابی انت وامی کیف ذاك قال انك حین تقول له یرحمك الله یکتب لك عشر حسنات وحین یقول لك یهدیك یکتب لك عشر حسنات (اے ابوہریرہ جب تیرے مسلمان بھائی کو چھینک آئے تو اُسے

Marfat.com

جواب دے کیونکہ تیرے لئے بیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیسے؟ فرمایا کہ جب تو اس کو یرحمک اللہ کہتا ہے تو دس نیکیاں تیرے لئے لکھی جاتی ہیں۔ اور جب وہ تجھے یہدیک کہتا ہے تو دس اور لکھی جاتی ہیں۔

یا ابا ھریرۃ کن مستغفرا للمسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات یکونوا کلھم شفعاء لک ویکن لک مثل اجورھم من غیر ان ینقص من اجورھم شیئ (اے ابوہریرہ مسلمان مردوں اور عورتوں مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے خدا سے بخشش طلب کر وہ سب تیرے سفارشی ہوں گے۔ اور تیرے لئے ان کے نیک اعمال کے برابر ہوں گے بغیر اس کے کہ ان کے اعمال سے کمی کی جاوے۔) یا ابا ھریرۃ ان کنت ترید ان تکون عند اللہ صدیقا فامن بجمیع رسل اللہ وانبیاء اللہ وکتبہ (اے ابوہریرہ اگر تو چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک صدیق لکھا جاوے تو خدا کے سب رسل اور انبیاء اور کتابوں پر ایمان لا)

یا ابا ھریرۃ ان کنت ترید ان تحرم علی النار جسدک فقل اذا اصبحت واذا امسیت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (اے ابوہریرہ اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ کو اپنے جسم پر حرام کرے تو صبح اور شام یہ کلام پڑھ۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) یا ابا ھریرۃ لا یحل لک ان تدخل علی من ھو فی سکرات الموت ولو کان نبیا حتی تلقنہ شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ (اے ابوہریرہ تیرے لئے ایسے شخص پر داخل ہونا جو سکرات موت میں ہو حلال نہیں تاوقتیکہ اُسے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین نہ کرے۔ اگرچہ وہ نبی بھی ہو۔) یا ابا ھریرۃ من لقن مریضا فی سکرات الموت شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ فقالھا کان لہ مثل حسناتہ فان لم یقلھا فلہ عتق رقبۃ بقولہ لا الٰہ الا اللہ (اے ابوہریرہ جو آدمی مریض کو سکرات موت میں لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی تلقین کرے اور وہ یہ کلمہ منہ سے کہے تو اس کی نیکیوں کے برابر اس کے لئے ہونگی اور اگر اس نے نہ کہا تو اس کلمہ کی وجہ سے

Marfat.com

اس کے لئے غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔) یا اباھریرۃ لقن الموتی شھادۃ ان لا
الہ الا اللہ رب اغفرلی فانہا تھدم الذنوب ھدما فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ھذا للموتی فکیف للاحیاء فقال ھی اھدم واھدم (اے ابوہریرہ موتی یعنی
قریب المرگ آدمیوں کو یہ تلقین کر لاالہ الااللہ رب اغفرلی۔ کیونکہ یہ گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ عرض کی کہ
موتی کے لئے تو یہ اچھا ہے زندوں کیلئے کیسے ہے؟ فرمایا زندوں کے لئے اس سے بھی زیادہ گناہ
گرانے والا کلمہ ہے اور اسی طرح یہ کلام آپ نے بیس سے زیادہ بار فرمائی۔) یا اباھریرۃ
ان استطعت ان لا تمطر السماء مطرا الا صلیت عند ہ رکعتین فانک تعطی حسنات
لیعد دکل قطرۃ نزلت تلک الساعۃ وعدد کل ورقۃ البنت ذالک المطر (اے
ابوہریرہ اگر تجھ سے ہو سکے تو جب بھی بارش برسے اس وقت دو رکعت نماز پڑھ لیا کر کیونکہ تجھے
ہر قطرہ کے برابر جو برسا ثواب ملے گا اور اسی طرح ہر پتے کے برابر جو اس بارش سے پیدا ہوا)
یا اباھریرۃ تصدق بالماء فانہ لا یتوضا احد الا کان لک مثل حسناتہ من غیر
ان ینقص من حسناتہ شئی (اے ابوہریرہ پانی کا صدقہ کر کیونکہ اس پانی سے جو بھی وضو کریگا
تیرے لئے اس کی نیکیوں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی بغیر اس کے کہ اس کی نیکیوں سے کچھ کم کیا جائے)
یا اباھریرۃ اما علمت ان رجلا غفر لہ احتش حشیشا فجاءت بھیمۃ فاکلتہ
(اے ابوہریرہ کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ ایک شخص اس وجہ سے بخشا گیا کہ اس نے گھاس جمع کیا اور
ایک جانور آیا اور اس کو کھا گیا) یا اباھریرۃ قل للناس حسنا تفلح یوم القیامۃ
(اے ابوہریرہ لوگوں کو اچھی بات بتا قیامت کے دن نجات پائے گا۔) یا اباھریرۃ عد
علی المسکین کافرا کان او مسلما فانک ان عدت علی المسکین الکافر رحمک اللہ
وما ثوابک ان عدت علی المسکین المسلم فلا احسن صفتہ (اے ابوہریرہ مسکین
کی بیمار پرسی کر یا اس پر احسان کر خواہ کافر ہو خواہ مسلمان پس اگر کافر ہوگا تو خدا تم پر رحم کرے گا اور
اگر مسلمان ہوگا تو اس کا ثواب تو بیان سے باہر ہے) یا اباھریرۃ اذا کنت فی عیال ابیک
او امک اوولدک فلا یحل لک ان تتصدق منہ الا باذنہ (اے ابوہریرہ جب تو
اپنے باپ یا اپنی ماں یا اولاد کے عیال میں ہو تو ان کی اجازت کے بغیر ان کے مال سے صدقہ مت

Marfat.com

کہ یہ حلال نہیں) یا ابا هريرة لا يحل لك من مال امرأتك شئ الا شئ تعطيك من غير ان تسألها وذلك هو قول الله تعالى فان طبن لكم عن شئ منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا (اے ابوہریرہ تجھے اپنی عورت کے مال سے بجز اس چیز کے کچھ حلال نہیں جو وہ تجھے خود اپنی مرضی سے بغیر سوال کے دے اور یہی مطلب ہے اس فرمان الٰہی کا کہ اگر وہ عورتیں خوشی سے تمہیں کوئی شئے دیں تو مزیدار خوشگوار کھاؤ) یا ابا هريرة قل للنساء لا يحل لهن ان يتصدقن من بيوت ازواجهن شيئا الا بكل رطب يخفن فساده اذا كان غائبا (اے ابوہریرہ عورتوں کو بتا دے کہ خاوند کے مال سے انہیں صدقہ کرنا جائز نہیں مگر ایسی چیز جو تر و تازہ ہو اور اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور خاوند گھر موجود نہ ہو۔) یا ابا هريرة علم الناس سنتي يكن لك النور الساطع يوم القيامة يغبطك به الاولون والاخرون۔ (اے ابوہریرہ لوگوں کو میری سنت سکھا تیرے لئے قیامت کے دن ایسا چمکدار نور ہوگا جس سے اولین و آخرین تم پر رشک کریں گے) یا ابا هريرة كن مؤذنا واماما فانك اذا رفعت صوتك بالاذان يرفع صوتك حتى يبلغ العرش فلا يمر صوتك على شئ الا كان لك بعدد عشر حسنات ولك اذا كنت اماما بعدد من صلى خلفك ولك مثل صلاتهم لا ينقص من صلاتهم شئ الا ان تكون اماما خائنا قلت يا رسول الله وكيف الامام الخائن قال اذا اختصصت نفسك بالدعاء دونهم فقد خنتهم (اے ابوہریرہ تو مؤذن ہو یا امام کیونکہ جب تو اذان کے لئے آواز بلند کرتا ہے تو تیری آواز عرش تک پہنچائی جاتی ہے۔ پس جس چیز پر بھی تیری آواز گذرتی ہے تیرے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تو امام ہو تو جو بھی تیرے پیچھے نماز پڑھیگا ان کے عدد کے برابر تجھے ثواب ہوگا اور ان کی نمازوں کے مثل تجھ کو بھی اجر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کمی ہو ہاں اگر تو خیانت کرنے والا ہوگا تو پھر نہیں۔ عرض کی کہ خیانت کیسی؟ فرمایا وہ یہ کہ فقط اپنے لئے دعا کرے یہ خیانت ہے۔) یا ابا هريرة لا تضربن في ادب فوق ثلثة فانك اذا زدت فهي قصاص يوم القيامة (اے ابوہریرہ ادب سکھانے کے لئے کسی کو تین سے زیادہ ہرگز نہ مار کیونکہ اگر تو نے اس سے زیادہ کیا تو قیامت کے دن تم سے قصاص لیا جائیگا)

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ ادب صغار اھل بیتک بلسانک علی الصلوۃ والطھور فاذا بلغوا عشر سنین فاضرب ولا تجاوز ثلاثا (اے ابوہریرہ اپنی چھوٹی اولاد کو زبانی طور پر نماز اور وضو کی ترغیب دے اور جب دس سال کے ہو جاویں تو مار مگر تین سے تجاوز نہ کر) یا ابا ھریرۃ علیک بابن السبیل فقدمہ الی اھلک اوالی اھلہ تشیعک الملائکۃ الی الصراط (اے ابوہریرہ مسافر کا خیال رکھ۔ پس یا اسے اپنے گھر لے آیا اس کے گھر تک پہنچا۔ تجھے پل صراط پر ملائکہ رخصتی کریں گے) یا ابا ھریرۃ جالس الفقراء فان رحمۃ اللہ لا تنبعد عنھم طرفۃ عین (اے ابوہریرہ مساکین اور فقراء کے ساتھ بیٹھ کیونکہ رحمت خداوندی آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی ان سے علیحدہ نہیں ہوتی) یا ابا ھریرۃ لا تؤذی المسلمین فی طریقھم فانہ من اذی المسلمین فی طریقھم ذمہ المسلمون والملائکۃ جمیعاً (اے ابوہریرہ مسلمانوں کو ان کے راستہ میں تکلیف مت دے۔ کیونکہ جس نے ایسا کیا اس کی فرشتے اور مسلمان سب مذمت کرتے ہیں۔) یا ابا ھریرۃ اذا مررت علی اذی فی الطریق فغطہ بالتراب یستر اللہ علیک یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ جب تو کسی تکلیف دہ گندی چیز پر راستے میں گذرے تو اسے مٹی سے ڈھانپ دے خداتعالیٰ قیامت کے دن تیری پردہ پوشی فرمائے گا۔) یا ابا ھریرۃ اذا ارشدت اعمی فخذ بیدہ الیسری بیدک الیمنی فانھا صدقۃ (اے ابوہریرہ جب تو اندھے کو راستہ دکھائے تو اس کا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں لے کہ یہ صدقہ ہے) یا ابا ھریرۃ اسمع الاصم الذی یسئلک عن خیر یسمعک اللہ ما یسرک یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ جو بہرہ آدمی تجھ سے اچھی بات پوچھے اُسے سنا خداتعالیٰ قیامت کے دن تجھے وہ بات سنائے گا جو تجھ کو خوش کریگی۔) یا ابا ھریرۃ ارشد الضال ترشدک الملائکۃ الی احسن المواقف یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ گم شدہ آدمی کو راستہ دکھلا تجھے فرشتے قیامت کے دن بہترین مقامات کا راستہ دکھائیں گے۔) یا ابا ھریرۃ من مشی مع اعمی میلا یسددہ کان لہ بکل ذراع من المیل عشر حسنات (اے ابوہریرہ

Marfat.com

جو اندھے کو راستہ دکھانے کے لئے ایک میل چلا۔ اس کے لئے ہر گز کے بدلے دس نیکیاں ہونگی
یا ابا ھریرۃ لا ترشد الیھودی الی بیعتہ و لا النصرانی الی کنیستہ و لا الصابی الی
صومعتہ و لا المجوسی الی بیت نارہ و لا المشرک الی بیت و ثنہ اذن تکتب
علیک مثل خطایاہ جنتے ترجمہ (اے ابو ہریرہ یہودی نصرانی اور بت پرست اور آتش
پرست کو ان کے عبادت خانوں کی راہ مت دکھا ورنہ تجھ پر واپسی تک انکے گناہوں کے مثل
گناہ لکھے جائیں گے) یا ابا ھریرۃ لا ترشد احد الی غیر حد و د اللہ فیعمل
بہ اذن یکون تلیک مثل ذنبہ (اے ابو ہریرہ کسی ایک کو خدا کی حدوں کے
خلاف راہ مت دکھا۔ کیونکہ وہ اس پر عمل کرے گا اور تجھ پر بھی اس کی مثل گناہ ہوگا)
یا ابا ھریرۃ ارشد عباد اللہ الی مساجد اللہ و الی البلد الحرام و الی
قبری یکن لک مثل اجورھم و لا تنقص من اجورھم شیئا۔ (اے
ابو ہریرہ خدا کے بندوں کو خدا کے گھروں کی طرف اور مکہ مکرمہ کی طرف اور میرے
روضہ عالیہ کی طرف رہنمائی کر تیرے لئے ان کے برابر ثواب ہوگا۔ اور ان کے ثواب سے
کمی بھی نہ ہوگی) یا ابا ھریرۃ ابلغ النساء انہ لیس علیھن زیارۃ قبری
ولکن علیھن حج بیت اللہ الحرام اذا کان معھن محرم و الا فلا قلت
یا رسول اللہ وان کانت امرءۃ مثل الحشفۃ قال وان کانت امرءۃ
مثل الحشفۃ (اے ابو ہریرہ عورتوں کو یہ بات پہنچا دے کہ ان پر میری قبر اطہر کی زیارت
لازم نہیں۔ ہاں حج بیت اللہ ان پر فرض ہے جبکہ ان کے ساتھ محرم ہو۔ ورنہ ہرگز نہیں
عرض کی یا رسول اللہ اگرچہ عورت بالکل خشک کھجور کی طرح (بوڑھی بے کار) بھی ہو
(الحشفۃ کھجور کے کٹنے کے بعد خشک ڈھلنے (منجد) فرمایا اگرچہ ایسی بھی ہو۔)
یا ابا ھریرۃ ان استطعت ان لا یکون لاحد من الظلمین علیک
ید و لا لسان فانی احب لک ذالک (اے ابو ہریرہ اگر تجھ سے ہو سکے تو کسی
ایک ظالم کا ہاتھ اور زبان تجھ پر نہ ہو۔ کیونکہ مجھے تیرے لئے یہی پسند ہے۔)
یا ابا ھریرۃ لا یکن امیر من امرائک الا میر یعدل مثل ما تعدل

Marfat.com

انت فان عدلت انت وجار هو كنت انت شريكه في الاثم ولم تكن شريكه في الاجر۔ (اے ابوہریرہ تیرے ماتحت امراء میں سے کوئی ایسا نہ ہو جو کہ تیری طرح عدل نہ کرے۔ کیونکہ اگر تو نے عدل کیا اور اس نے ظلم کیا تو تو گناہ میں اس کا شریک ہوگا اور اس کے ثواب میں شریک نہ ہوگا) یا اباهريرة ان كان لك مال وجبت عليه زكوة فزكه فان اصابته آفة وقد زكيته مرة واحدة فهي تجزئه الى يوم القيامة (اے ابوہریرہ اگر تیرا مال ہو جس پر زکوٰۃ فرض ہے تو اس کی زکوٰۃ ادا کر اگر اس پر کوئی آفت پہنچ گئی اور تو ایک دفعہ زکوٰۃ دے چکا تو قیامت تک تیرے لئے ثواب کا باعث ہوگا) يا اباهريرة اذا لقيت اليهودي والنصراني فلا تصافحه وانت على وضوء فان فعلت فاعد الوضوء (اے ابوہریرہ جب تو یہودی اور نصرانی سے ملے اور باوضو ہو تو ہاتھ نہ ملا اگر ایسا کیا تو پھر وضو دوبارہ کر) يا اباهريرة لا تكن اليهودي والنصراني والمجوسي ولكن سمه باسمه فانك والله تذله بذلك ولا يحل لك ان تكرمه انما لهم من العهد والذمة ان لا يؤخذ اموالهم الا بطيب انفسهم ولا تدخل بيوتهم الا باذنهم ولا تحل بينهم وبين اطفالهم ولا يخانون في نسائهم فبذلك امرك ولتعرف الملة (اے ابوہریرہ یہودی نصرانی مجوسی کو کنیت سے مت بلا۔ بلکہ اس کا نام لے کر بلا۔ کیونکہ خدا کی قسم اس طریقہ سے تو اسے ذلیل کرے گا اور تیرے لئے اس کی عزت کرنی درست نہیں ان کے عہد اور ذمہ کی وجہ سے تم پر یہی لازم ہے کہ ان کے مال بغیر ان کی خوشی کے نہ لئے جائیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ اور ان کے اور ان کے بچوں کے درمیان حائل نہ ہو اور ان کی عورتوں سے خیانت نہ کی جاوے۔ لیکن میں تجھ کو اسی کا حکم کرتا ہوں اور ملت اسلام کو اچھی طرح جان) يا اباهريرة اذا لقيت يهوديا او نصرانيا او مجوسيا فلا يحل لك ان تفارقه حتى تدعوه الى الاسلام (اے ابوہریرہ جب تو یہودی یا نصرانی یا مجوسی سے ملاقات کرے تو اس سے علیحدگی جائز نہیں جب تک کہ اسے اسلام کی طرف نہ بلائے) يا اباهريرة لا تجادل احدا

Marfat.com

منهم فعسى ان يأتيك بشئ من التنزيل فتكذب به او نجيئ بشئ فيكذب بك بل لا يكون من حد يثك الا ان تدعوه الى الاسلام وهو قول الله تعالى و جادلهم بالتى هى احسن الدعا الى الاسلام (اے ابوہریرہ غیر مذہب والوں میں سے کسی سے مت جھگڑ شاید وہ کتب منزلہ سے کوئی چیز تیرے پیش کریں اور تو جھٹلا دے یا تو کوئی ایسی چیز پیش کرے اور وہ جھٹلائیں بلکہ تیری بات ان سے یہی ہونی چاہیئے کہ اسلام کی طرف بلائے اور یہی مراد ہے اس آیت سے وجادلهم بالتى هى احسن (اُن سے خوش اسلوبی کے ساتھ بحث کر) یا ابا هريرة صل اماما كنت او غير امام فى ثوب واحد ان كان صفيقا (اے ابوہریرہ امام ہو یا نہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیا کر بشرطیکہ اس کی بُنائی ٹھوس ہو (پتلا نہ ہو)۔) يا ابا هريرة اتريد ان تكون اجرك كاجر شهداء اهل بدر فانظر رجلا مسلما ليس له ثوب يجمع فيه يوم الجمعة فاعره ثوبك اوهبه له (اے ابوہریرہ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا ثواب شہدائے بدر کی طرح ہو تو خیال کر جس مسلمان کا ایسا کپڑا نہیں جس میں جمعہ ادا کر سکے تو اُسے اپنا کپڑا بطور عاریت یا بطور ہبہ عطا کر۔) يا ابا هريرة انريد ان تسمع حسيس النار ولا يقربك شررها فاغث من استغاث بك من حريق كان لص كان سيل كان غريق كان هدم كان (اے ابوہریرہ اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ کی فقط آہٹ سنے اور اس کی چنگاریاں تجھ تک نہ پہنچ سکیں۔ پس ہر فریاد چاہنے والے کی فریاد رسی کر خواہ بوجہ آتش زدگی کے ہو یا بوجہ چوری کے یا سیلاب اور غرق کے یا دیوار گرنے کے۔) يا ابا هريرة نفس عن المكروبين والمغمومين تخرج من غم يوم القيامة (اے ابوہریرہ آفت زدہ اور غم زدہ لوگوں کی تکلیف دور کر یوم قیامت غموں سے نجات پائے گا) يا ابا هريرة امش الى غريمك يحقه تشيعك الملائكة بالصلوٰة عليك (اے ابوہریرہ حق دار کا حق ادا کرنے کے لئے خود چل کر جا ملائکہ کرام تیرے ساتھ چلیں گے دعائے رحمت کے ساتھ۔) يا ابا هريرة من علم الله منه انه يريد قضاء دينه رزقه الله تعالے من حيث لا يحتسب وهياله قضاء دينه فى حياته او بعد موته يا ابا هريرة من اصاب مالا حلالا وادى زكوته ثم ورثه عقبه فكل ما يصنع فيه

Marfat.com

ورثه من الحسنات فله مثل ذالك من غیر ان ینقص من اجورھم (اے ابوہریرہ جس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ قرض ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اُسے بے گمان جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے اور اس کے لئے قضائے دین آسان کر دیتا ہے خواہ زندگی میں خواہ بعد موت کے۔) (اے ابوہریرہ جس شخص کو مال ملے اور اس کی زکوٰۃ ادا کرے پھر وارثوں کے لئے چھوڑ جائے۔ تو جو اچھا کام وہ لوگ اس مال سے کریں گے۔ اُس کے لئے بھی اسی طرح ثواب ہوگا۔ اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی) یا اباھریرۃ من قذف محصنا او محصنۃ حبس یوم القیامۃ فی وادی خبال ھناك حتی یخرج او یجیٔ ببیان ما قال قال قلت یارسول اللہ وما وادی خبال قال وادی خبال وادی فی جھنم یسیل فیہ قیحھم وما یخرج من اجوافھم (اے ابوہریرہ جس نے پاک دامن مرد یا عورت کو بری تہمت لگائی بروز قیامت وادی خبال میں قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بلطف الٰہی نکالا جائے گا یا پھر اپنے کہے پر دلیل لائے گا۔ عرض کی کہ وادی خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جہاں اہل دوزخ کی پیپ اور گندگی جمع ہو کر بہے گی۔) یا اباھریرۃ من مات وعلیہ دین و ترك وفاء ذالك فجحد ورثتہ ولیس لھم علیہ بینۃ ولم یعلم اللہ منہ انہ یرید قضاہ فھو قصاص من حسناتہ یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ جو شخص مرا اور اس قدر مال چھوڑ گیا جس سے اس کا قرضہ پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن ورثاء نے انکار کر دیا اور حقداروں کے پاس گواہ نہیں اور اس کا ارادہ بھی ادائے قرضہ کا نہ تھا تو اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا۔) یا اباھریرۃ المقتول فی سبیل اللہ یغفر لہ جمیع ذنوبہ الا الدین او قذف محصنۃ او محصن (اے ابوہریرہ مقتول فی سبیل اللہ کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ مگر قرضہ اور پاک دامن مرد یا عورت کو تہمت لگانا۔) یا اباھریرۃ کل ذنب غم یوم القیامۃ فرب ذنب لہ ثارۃ من الغم ورب ذنب لہ ثارات ولا ذنب علی المسلم اطول ثارات من مظلمۃ دم او مال او عرض (اے ابوہریرہ ہر گناہ قیامت کے دن موجب غم ہوگا۔ پس بہت گناہ ان کے لئے غم کا ایک جھٹکا ہو اور بہت ایسے کہ ان کے لئے بہت جھٹکے اور کوئی بڑے جھٹکوں والا گناہ اس گناہ سے بڑھ کر نہ ہوگا جو کہ خون اور مال اور عزت کے متعلق ہو)

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ من اصاب شیئا من ذالک فتاب الی اللہ عزوجل قبل موتہ واستکان وتضرع ولیس عندہ اداء تلک المظلمۃ فان علی اللہ ان یرضی خصمائہ یوم القیامۃ من عندہ بما شاء (اے ابوہریرہ ان گناہوں سے جس نے کسی کا ارتکاب کیا اور موت سے پہلے توبہ کی اور اظہار عجز وزاری کیا اور اس ظلم کی تلافی اس سے نہیں ہو سکتی تو خدا تعالے اس کے دعویداروں کو اپنی طرف سے قیامت میں راضی کر دے گا۔)
یا ابا ھریرۃ ان ظلمک انسان فلا تشکہ ولا تسمع بہ الناس وتعرفہم حالتہ تکون انت وھو سواء (اے ابوہریرہ اگر تجھ پر کوئی انسان ظلم کرے تو اس کی شکایت مت کر اور نہ لوگوں کو سنا اور جتا ورنہ تو اور وہ برابر ہو گے۔) یا ابا ھریرۃ من عفا عن مظلمۃ صغیرۃ او کبیرۃ فاجرہ علی اللہ ومن کان اجرہ علی اللہ فھو من المقربین الذین یدخلون الجنۃ مدخلا (اے ابوہریرہ جس نے چھوٹے یا بڑے ظلم سے درگذر کیا۔ تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور جس کا ثواب خدا کے ذمہ ہوا وہ ان مقربین سے ہے جو جنت میں داخل ہونگے۔) یا ابا ھریرۃ لا تروع احدا من خلق اللہ عزوجل فتروعک ملائکۃ اللہ فی الآخرۃ یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ خدا کی مخلوق سے کسی کو مت ڈرا ورنہ تجھے قیامت کے دن فرشتے ڈرائیں گے۔) یا ابا ھریرۃ اترید ان تکون علیک رحمۃ اللہ حیا ومیتا ومقبورا ومبعوثا فقم باللیل وصل وانت تریدبہ رضی ربک ثم مر اھلک یصلون اذا فرغوا یوقظونک فانہ اذا مر علیک من اللیل ثلث ساعات ومن النہار ثلث ساعات وفی بیتک من یعبد اللہ اعطاک اللہ مثل ذالک (اے ابوہریرہ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ پر زندگی اور موت میں اور برزخ اور حشر میں خدا کی رحمت ہو۔ تو اٹھ کر رات کو نماز پڑھ اور تیرا ارادہ رضائے الہی ہو۔ پھر اپنے اہل وعیال کو کہہ کہ وہ نماز پڑھیں اور فارغ ہو کر تجھ کو جگائیں کیونکہ جب رات اور دن کی تین ساعتیں گذر جائیں اور تیرے گھر میں کوئی عبادت کرنے والا ہو تو تیرے لئے ان کے مثل اجر ہوگا۔) یا ابا ھریرۃ صل فی زوایا بیتک جمیعا یکون نور بیتک فی السماء کنور الکواکب والنجوم فی السماء عند اھل الدنیا (اے ابوہریرہ اپنے

Marfat.com

گھر کے سارے کونوں میں نماز پڑھ تیرے گھر کا نور آسمان میں ایسا ہوگا جیسے زمین والوں کے لئے آسمان میں ستاروں کی روشنی۔) یا ابا ھریرۃ احمل غداءک وعشاءک الی اقاربک المحتاجین یکن لک فی کل خیر یقسمہ اللہ بین اولیائہ واحبائہ فی الدنیا والاخرۃ سھم وافر (اے ابوہریرہ صبح اور شام کا کھانا محتاج رشتہ داروں کی طرف لے چل تیرے لئے ہر اُس بہتری میں جو خدا تعالے اپنے دوستوں میں تقسیم کرتا ہے بہت عمدہ حصہ ہوگا دنیا اور آخرت میں۔) یا ابا ھریرۃ ارحم جمیع خلق اللہ یرحمک اللہ من النار یوم القیامہ قال قلت یا رسول اللہ انی لارحم الذباب یکون فی الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمک اللہ رحمک اللہ رحمک اللہ (اے ابوہریرہ ساری خدا کی مخلوق پر رحم کر اللہ تعالے تجھے دوزخ میں ڈالنے سے بچائے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں تو اُس مکھی پر بھی رحم کرتا ہوں جو پانی میں گر پڑے۔ آپ نے تین بار فرمایا خدا تجھے رحم کرے۔) یا ابا ھریرۃ اذا نزلت بک مصیبۃ فارض بما اعطاک اللہ ولیعلم اللہ منک ان ثواب المصیبۃ احب الیک من عدم المصیبۃ یعطیک اللہ الصلوٰۃ والرحمۃ والھدی (اے ابوہریرہ جب تجھ پر مصیبت آپڑے تو خدا کے دئے ہوئے پر راضی ہو اور چاہیئے کہ خدا تعالے کے علم میں تیرے متعلق یہ بات ہو کہ تیرے نزدیک مصیبت کی جزا مصیبت کے نہ ہونے سے بہتر ہے۔ تب خدا تجھے رحمت اور ہدایت نصیب فرمائے گا۔) یا ابا ھریرۃ عز الحزین کما تحب ان تعزی واذکر ثواب ما اعد اللہ علی المصیبۃ تعط بکل خطوۃ خطوت عتق رقبۃ (اے ابوہریرہ غمگین کو تسلی دے جس طرح تجھ کو پسند ہے کہ تو تسلی دیا جاوے اور وہ ثواب یاد دلا جو اللہ تعالے نے مصیبت پر مقرر فرمایا ہے تو ہر قدم کے بدلے جو چلا ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔) یا ابا ھریرۃ اذا مررت بجمع النساء فلا تسلم علیھن وان بدأنک بالسلام فاردد علیھن (اے ابوہریرہ جب تو عورتوں کی جماعت پر گذرے تو ان پر سلام مت کر اگر وہ پہلے سلام کریں تو ان پر جواب لوٹا۔)

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ اذا سلم المسلم علی المسلم فرد علیہ صلت علیہ الملائکۃ سبعین مرۃ (اے ابو ہریرہ جب مسلمان کسی مسلمان پر سلام کرتا ہے اور وہ اس کا جواب دیتا ہے تو اُس پر فرشتے ستر بار سلام بھیجتے ہیں۔) یا ابا ھریرۃ الملائکۃ تتعجب من المسلم یلقی المسلم فلا یسلم علیہ (اے ابوہریرہ فرشتے اُس مسلمان سے تعجب کرتے ہیں جو دوسرے مسلمان کو ملے اور سلام نہ کرے) یا ابا ھریرۃ تعود التسلیم فانہ خصلۃ من خصال الجنۃ ومن تحیۃ اھل الجنۃ قال ابن شاھین وھو تحیۃ اھل الجنۃ یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ سلام ڈالنے کی عادت بنا۔ کیونکہ یہ بہشت کی خصلت ہے اور بہشتیوں کا تحفہ ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں کہ یہ قیامت میں اہل جنت کا تحفہ ہے) یا ابا ھریرۃ اصبح وامس ولسانک رطب من ذکر اللہ تصبح وتمسی ولیس علیک خطیئۃ (اے ابوہر صبح اور شام اس حال میں کر کہ تیری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو تب تو صبح اور شام اس حال میں کرے گا۔ کہ تجھ پہ گناہ نہ ہوگا۔) یا ابا ھریرۃ ان الحسنات یذھبن السیئات کما یذھب الماء الوسخ (اے ابوہریرہ نیکیاں برائیوں کو ایسے زائل کرتی ہیں جیسے پانی میل کو) یا ابا ھریرۃ استر عورۃ اخیک یکن اللہ لک ناصرًا (اے ابوہریرہ اپنے بھائی کے عیب چھپا خدا تیرا مددگار ہوگا۔)

یا ابا ھریرۃ انصر اخاک واستر علیہ قبل ان یرفع الی السلطان فی حد من حدود اللہ فان رفع الی السلطان فایاک ان تباشر لہ بنفسک ومالک فانہ من حالت شفاعتہ دون حد من حدود اللہ فھو کذا وکذا (اے ابوہریرہ اپنے بھائی (یعنی مسلمان) کی مدد کر اور اس کی پردہ پوشی کر۔ اس سے پہلے کہ کسی حد شرعی کے لئے حاکم تک اس کا معاملہ اٹھایا جائے۔ پس اگر حاکم تک معاملہ پہنچ گیا تو خبردار پھر جانی اور مالی طور پہ اس کے لئے کچھ نہ کرنا کیونکہ جس کی سفارش حدود الٰہیہ میں حائل ہوئی وہ ایسا ویسا ہے (یعنی گنہگار ہے)) علیک یا ابا ھریرۃ بطریق اقوام اذا فزع الناس لم یفزعوا واذا طلب الناس الامان من النار لم یخافوا قال ابو ھریرۃ من ھم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلھم وصفھم لی حتی اعرفھم

Marfat.com

قال قوم من امتی فی اخر الزمان یحشرون یوم القیامة محشر الانبیاء اذا
نظر الیهم الناس ظنوهم انبیاء مما یرون من حالهم حتی اعرفهم انا
فاقول امتی امتی فتعرف الخلائق انهم لیسوا بانبیاء فیمرون مثل البرق
والریح تغشی ابصار اهل الجمع من انوارهم فقلت یا رسول الله مرلی بمثل عملهم
لعلی الحق بهم فقال یا ابا هریرة رکب القوم طریقا صعبا لحقوا بدرجة
الانبیاء اثروا الجوع بعد ما اشبعهم الله والعری بعد ما کساهم والعطش
بعد ما ارواهم ترکوا ذلك رجاء ما عند الله ترکوا الحلال مخافة حسابهم
صحبوا الدنیا بابدانهم ولم یشتغلوا بشئ منها عجبت الانبیاء والملائکة
من طاعتهم لربهم طوبی لهم طوبی لهم وددت ان الله جمع بینی
وبینهم ثم بکا رسول الله صلی الله علیه وسلم شوقا الیهم ثم قال
اذا اراد الله باهل الارض عذابا فنظر الیهم صرف العذاب عنهم
فعلیك یا ابا هریرة بطریقهم فمن خالف طریقتهم تعب فی شدة الحساب

(اے ابوہریرہ ان لوگوں کی راہ لازم پکڑو کہ جب لوگ گھبرائیں گے تو وہ نہیں گھبرائیں گے اور جب
لوگ آتش دوزخ سے پناہ مانگ رہے ہونگے تو وہ نہ ڈریں گے۔ ابوہریرہ نے عرض کی یارسول اللہ
ان کی صفت اور تعریف فرمائیے تاکہ میں انہیں جان لوں۔ فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہوگا
آخر زمانے میں جو انبیاء علیہم السلام کی طرح حشر کئے جائیں گے۔ جب لوگ ان کی طرف نظر
کریں گے تو انہیں انبیاء خیال کرینگے ان کی عمدہ حالت کو دیکھ کر حتیٰ کہ میں انہیں پہچانوں گا اور
کہوں گا یہ تو میری امت ہیں میری امت ہیں پس لوگ جان لیں گے کہ یہ انبیاء نہیں۔ پھر وہ
بجلی اور تیز ہوا کی طرح گذریں گے جن کے انوار کی وجہ سے لوگوں کی آنکھیں ماند پڑ جائیں گی
میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ مجھے بھی ان کے اعمال کی طرح حکم فرمائیے شائد ان کے ساتھ
لاحق ہو جاؤں۔ فرمایا اے ابوہریرہ! وہ لوگ دشوار راستہ چلے اور انبیاء علیہم السلام
سے جا ملے باوجودیکہ خدا نے انہیں سب کچھ کھانے کو دیا مگر وہ بھوکے رہے۔ پہننے کو دیا
مگر ننگے رہے (قدر ضروری پہنا) پینے کو دیا مگر پیاس کو ترجیح دی اور یہ سب کچھ اس لئے

Marfat.com

چھوڑا۔ کہ خدا کے ہاں جزا ملے گی۔ حلال کو بوجہ خوف حساب کے ترک کر دیا دنیا میں بظاہر ملے رہے لیکن دل کو کسی شئے کے ساتھ شاغل نہ کیا فرشتے اور انبیاء ان کی طاعت پر تعجب کریں گے۔ ان کے لئے خوشخبری ہے۔ مجھے آرزو ہے خدا مجھے اور ان کو اکٹھا کرے پھر حضور ان کے شوق میں روئے۔ پھر فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اہل دنیا پر عذاب کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی وجہ سے دفع کر دیتا ہے۔ اے ابوہریرہ ان کا طریقہ لازم پکڑ جس نے ان کے راستہ کی مخالفت کی سخت حساب میں تکلیف اٹھائے گا۔) روینا عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال اوصانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا علی اوصیك بوصیۃ فاحفظھا فانك لاتزال بخیر ماحفظت وصیتی یا علی ان للمؤمن ثلاث علامات الصلوۃ والصیام والزکوٰۃ وللمتکلف ثلاث علامات یتملق اذا شھد ویغتاب اذا غاب ویشمت بالمصیبۃ وللظالم ثلاث علامات یقھر من دونہ بالغلبۃ ومن فوقہ بالمعصیۃ ویظاھر الظلمۃ وللمرائی ثلاث علامات ینشط اذا کان عند الناس ویفتر اذا کان وحدہ ویحب ان یحمد فی جمیع الامور وللمنافق ثلاث علامات ان حدث کذب وان وعد خلف وان اؤتمن خان۔

(حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہمیں روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مجھے حضور علیہ السلام نے وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ کہ اے علی میں تجھے وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ کیونکہ جب تک میری وصیت یاد رکھے گا ہمیشہ بہتری سے رہیگا۔ اے علی مومن کی تین نشانیاں ہیں۔ نماز، روزہ۔ زکوٰۃ۔ اور تکلف کرنے والے آدمی کی بھی تین نشانیاں ہیں۔ جب سامنے ہو تو چاپلوسی کرتا ہے۔ اور غائب ہو تو غیبت کرتا ہے اور دوسرے کی مصیبت میں خوش ہوتا ہے۔ اور ظالم کی تین نشانیاں ہیں۔ اپنے ماتحتوں پر غلبے کی وجہ سے قہر کرتا ہے۔ اور اپنے سے بڑوں کی نافرمانی کرتا ہے اور اہل ظلم کی امداد کرتا ہے۔ اور ریا کرنے والے کی بھی تین علامتیں ہیں۔ جب لوگوں کے پاس ہو نہایت چست و چالاک نظر آتا ہے اور جب تنہا ہو تو سست پڑ جاتا ہے۔ اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تمام کاموں میں اس کی تعریف کی جاوے۔ اور منافق کی بھی تین نشانیاں ہیں۔ اگر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور اگر وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے اور اگر امانت رکھا۔

Marfat.com

جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے) یا علی للکسلان ثلاث علامات یتوانی حتی یفرط ویفرط حتی یضیع ویضیع حتی یاثم ولیس ینبغی للعاقل ان یکون شاخصا الا فی ثلاث مرمة لمعاش او لذة فی غیر محرم او خطوة لمعاد (اے علی سست آدمی کی تین نشانیاں ہیں۔ سستی کرتا ہے حتیٰ کہ کوتاہی کرتا ہے اور کوتاہی کرتا ہے یہاں تک کہ ضائع کرتا ہے اور ضائع کرتا ہے یہاں تک کہ گناہ کرتا ہے۔ اور عاقل کو مناسب نہیں کہ کسی طرف متوجہ ہو مگر تین کاموں میں یا تو اپنی معاش کی اصلاح میں یا ایسی لذت میں جو حرام نہ ہو یا ایسا قدم جو دار آخرت کے لئے ہو۔) یا علی ان من الیقین ان لا ترضی احدا بسخط اللہ ولا تحمدن احدا علی ما اتاک اللہ ولا تذمن احدا علی مالم یؤتک اللہ فان الرزق لا یجرہ حرص حریص ولا یصرفہ کراھیة کارہٍ وان اللہ سبحانہ وتعالیٰ جعل الروح والفرج فی الیقین والرضا بقسم اللہ وجعل الھم والحزن فی السخط بقسم اللہ (اے علی یہ بات یقین سے ہے کہ کسی کو خدا کی ناراضگی کے ساتھ خوش نہ کرے۔ اور جو چیز تجھے خدا تعالیٰ عنایت فرماوے اس پر کسی کی تعریف نہ کرے اور جو چیز نہ دے اس پر کسی کی مذمت نہ کرے کیونکہ رزق کو کسی حریص کا حرص نہیں کھینچ لاتا۔ اور نہ کسی مکروہ سمجھنے والے کی کراہت اُسے روک سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یقین اور رضا بالقضا میں راحت اور کشادگی رکھی ہے اور قسمت الٰہیہ پر ناراض ہونے میں غم اور حزن رکھا ہے) یا علی لا فقر اشد من الجھل ولا مال اجود من العقل ولا وحدة اوحش من العجب ولا مظاھرة اوثق من المشاورة ولا ایمان کالیقین ولا ورع کالکف ولا حسب کحسن الخلق ولا عبادة کالتفکر (اے علی جہالت سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں اور عقل سے عمدہ کوئی مال نہیں اور غرور سے زیادہ وحشت لانے والی کوئی تنہائی نہیں۔ اور مشورہ سے زیادہ پختہ کوئی امداد نہیں اور یقین کے برابر کوئی ایمان نہیں اور پرہیز کے برابر کوئی ورع نہیں اور حسن خلق کی طرح کوئی کمال نہیں اور (صنعت الٰہی میں) فکر کے برابر کوئی عبادت نہیں) یا علی ان لکل شیء آفة وآفة الحدیث الکذب وآفة العلم النسیان وآفة العبادة الریاء وآفة الظرف الصلف وآفة

الشجاعة البغی وآفة السماحة المن وآفة الجمال الخیلاء وآفة الحسب الفخر وآفة الحیاء الضعف وآفة الکرم الفخر وآفة الفضل البخل وآفة الجود السرف وآفة العبادة الکبر وآفة الدین الھوی (اے علی ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی آفت ہوتی ہے اور کلام کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے۔ عبادت کی آفت ریا ہے۔ ظرافت اور ذہانت کی آفت شیخی کرنا اور ڈھینگ مارنا ہے۔ شجاعت کی آفت ظلم اور تعدی ہے۔ مروت کی آفت احسان جتلانا ہے۔ خوبصورتی کی آفت اپنے آپ کو اچھا سمجھنا ہے حسب کی آفت فخر کرنا ہے حیا کی آفت کمزوری ہے (بات کے موقعہ پر) کرم کی آفت اپنی بڑائی بیان کرنا ہے علم کی آفت بخل ہے۔ سخاوت کی آفت اسراف ہے۔ عبادت کی آفت کبر ہے اور دین کی آفت خواہش نفسانی ہے۔) یا علی اذا اثنی علیك فی وجھك فقل اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی خَیْرًا مِّمَّا یَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْ لِی مَالَا یَعْلَمُوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنِی فِیْمَا یَقُوْلُوْنَ تسلم من ما یقولون (اے علی جب تیرے منہ پر تیری تعریف کی جاوے تو پڑھ اللھم اجعلنی تا فیما یقولون (اے اللہ جو کچھ وہ کہتے ہیں مجھے اس سے اچھا بنا اور جو نہیں جانتے وہ معاف فرما۔ اور جو کچھ کہتے ہیں اس میں مجھے مواخذہ نہ فرما) اس طریقہ سے تو ان کی گفتار (کے شر سے) محفوظ رہے گا۔) یا علی اذا امسیت صائما فقل عند افطارك اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ یکتب لك اجر من صام ذالك الیوم من غیر ان ینقص من اجورھم شیٔ واعلم ان لکل صائم دعوۃ مستجابۃ فان کان عند اول لقمۃ یقول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاواسع المغفرۃ اغفر لی فانہ من قالھا عند فطرہ غفر لہ واعلم ان الصوم جنۃ من النار (اے علی جب تو روزے سے شام کرے تو بوقت افطار یہ دعا مانگ اللھم لك تا افطرت (اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا) تیرے لئے اس دن کے روزہ داروں کا ثواب بغیر ان کے ثواب میں کمی واقع ہونے کے لکھا جائے گا۔ اور جان لے کہ ہر روزہ دار کے لئے ایک دعا مقبول ہوتی ہے۔ پس اگر پہلے لقمہ کے نزدیک ہے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا واسع المغفرۃ اغفر لی (اے

Marfat.com

وسیع بخشش والے میرے گناہ بخش) کیونکہ جس نے افطار کے وقت یہ کہا اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جان لے کہ روزہ آتش دوزخ کی ڈھال ہے۔) یا علی لا تستقبل الشمس والقمر واستدبرهما فان استقبالهما داء واستدبارهما دواء (اے علی سورج اور چاند کی طرف منہ مت کر بلکہ پیٹھ کر کیونکہ ان کی طرف منہ کرنا بیماری اور پیٹھ کرنا دوا ہے) یا علی استکثر من قراءة یٰسٓ فان فی قراءة یٰسٓ عشر برکات ما قرأها قط جائع الا شبع ولا قرأها ظمآن الا روی ولا عار الا اکتسی ولا مریض الا برئ ولا خائف الا امن ولا مسجون الا فرج ولا اعزب الا تزوج ولا مسافر الا اعین علی سفره ولا قرأها احد ضلت له ضالة الا وجدها ولا قرأها علی رأس میت حضر اجله الا خفف علیه ومن قرأها صباحا کان فی امان الی ان یمسی ومن قرأها مساءا کان فی امان حتی یصبح (اے علی سورۂ یٰسٓ زیادہ پڑھ کیونکہ اس کے پڑھنے میں دس برکتیں ہیں۔ جس بھوکے نے پڑھی سیر ہوا۔ جس پیاسے نے پڑھی ترو تازہ ہوا۔ جس ننگے نے پڑھی پہنایا گیا۔ جس مریض نے پڑھی اچھا ہوا۔ جس خوفزدہ نے پڑھی امن میں آگیا۔ جس قیدی نے پڑھی کشادہ ہوا۔ جس رانڈ نے پڑھی شادی شدہ ہوا۔ جس مسافر نے پڑھی اسے سفر پر امداد ملی۔ اور جس کسی کی کوئی شئے گم ہوئی اس کے پڑھنے سے وہ مل گئی۔ اور جس میت قریب المرگ کے سرہانے پڑھی گئی اس سے موت کی تکلیف ہلکی ہوئی۔ اور جس نے صبح کو پڑھی شام تک اور جس نے شام کو پڑھی صبح تک امن میں رہیگا۔) یا علی اقرأ حم الدخان فی لیلة الجمعة تصبح مغفورا لک (اے علی سورۂ حم دخان جمعہ کی رات کو پڑھ صبح اس حال میں کرے گا کہ تیرے گناہ بخشے جائیں گے۔) یا علی اقرأ آیة الکرسی دبر کل صلوة تعطی قلوب الشاکرین وثواب الانبیاء واعمال الابرار (اے علی آیت الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھ شاکرین کا دل اور انبیاء کا ثواب اور نیک لوگوں کے اعمال دیا جائے گا۔) یا علی اقرأ سورة الحشر تحشر یوم القیامة امنا من کل شر۔ (اے علی سورہ حشر پڑھ قیامت کے دن ہر شر سے محفوظ رہیگا۔) یا علی اقرأ تبارک وسجدة ینجیانک من اهوال یوم القیامة۔ (اے علی سورہ ملک اور سجدہ پڑھ تجھے قیامت کے ڈر سے بچائیں گی۔)

Marfat.com

یا علی اقرأ تبارک عند النوم تدفع عنک عذاب القبر ومسئلة منکر ونکیر۔ (اے علی سورہ ملک سونے کے وقت پڑھ تجھ سے عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال کو دفع کرے گی) یا علی اقرأ قل ھو اللہ احد علی وضوء تنادی یوم القیامة یا مادح اللہ قم فادخل الجنة (اے علی سورہ اخلاص باوضو پڑھ قیامت کے دن پکارا جائے گا۔ کہ اے خدا کی تعریف کرنے والے اُٹھ اور بہشت میں داخل ہو) یا علی اقرأ سورة البقرة فان قرأنها برکة وترکھا حسرة وھی لا تطیقھا البطلة یعنی السحرة (اے علی سورہ بقر پڑھ کیونکہ اس کا پڑھنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور ساحرین اس کے پڑھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔) یا علی لا تطل القعود فی الشمس فانھا تثیر الداء الدفین وتبلی الثیاب وتغیر اللون (اے علی دھوپ میں زیادہ نہ بیٹھا کر کیونکہ یہ مخفی امراض کو ابھارتی ہے اور کپڑوں کو بوسیدہ کرتی ہے اور رنگ متغیر کرتی ہے) یا علی امان لک من الخوف ان تقول سُبْحَانَکَ رَبِّی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ (اے علی تیرے لئے خوف سے یہ پناہ ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ سبحانک ربی تا العرش العظیم (تو پاک ہے اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں اور تو عرش عظیم کا مالک ہے۔) یا علی امان لک من الوسواس ان تقرء وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا الی قولہ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ نُفُوْرًا۔ (اے علی تیرے لئے وسواس سے پناہ ہے کہ یہ آیت شریف پڑھے واذا قرأت القرآن تا نفورا۔) یا علی امان لک من شر کل عات ان تقول مَاشَاءَ اللہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اَشْھَدُ اَنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وَاَنَّ اللہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ (اے علی تیرے لئے ہر نظر بد لگانے والے سے پناہ ہے کہ یہ پڑھے ماشاء اللہ تا ولا قوة الا باللہ (اللہ تعالٰی نے جو چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے اور گن رکھا ہے اور اللہ کے ساتھ قوت ہے)

یا علی کل الزیت وادھن بالزیت فانہ من اکل الزیت وادھن بالزیت لم یقربہ الشیطان اربعین صباحا۔ (اے علی روغن زیتون کھایا کر اور لگایا کر کیونکہ جو ایسا کرتا ہے

چالیس دن تک شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔) یا علی ابدأ بالملح واختم بالملح فان الملح شفاء من سبعین داء منها الجنون والجذام والبرص ووجع الحلق ووجع الاضراس ووجع البطن (اے علی طعام نمک سے شروع اور نمک کے ساتھ ختم کیا کر کیونکہ نمک ستر بیماری سے شفاء ہے۔ جن میں جنون اور جذام اور برص گلے کا درد دانتوں کا درد اور پیٹ کا درد بھی ہے) یا علی اذا اکلت فقل بسم اللہ واذا فرغت فقل الحمد للہ فان حافظیک لایستریحان یکتبان لک الحسنات حتی تنبذہ عنک (اے علی کھانے سے پہلے بسم اللہ اور ختم پر الحمد للہ پڑھ تیرے محافظ فرشتے تیرے لئے نکالنے کے وقت تک ثواب لکھتے رہینگے) یا علی اذا رأیت الھلال فی اول الشھر فقل اللہ اکبر ثلاثا والحمد للہ الذی خلقنی وخلقک وقدرک منازلا وجعلک اٰیۃ للعلمین یباھی اللہ بک الملائکۃ یقول یا ملائکتی اشھدوا انی قد عتقت ھذا العبد من النار (اے علی جب تو اول ماہ کا چاند دیکھے تو تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ پڑھ الحمد للہ الذی تا اٰیۃ للعلمین (اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھے اور تجھے پیدا کیا پھر تیری منزلیں مقرر فرمائیں اور تجھے جہان والوں کے لئے نشانی بنایا) تیرے ساتھ اللہ تعالےٰ فرشتوں پر فخر فرمائے گا۔ اور ارشاد فرمائے گا۔ اے فرشتو! گواہ رہو۔ میں نے اس بندے کو دوزخ کی آگ سے آزاد کیا) یا علی اذا نظرت فی المرأۃ فقل اللھم کما حسنت خلقی فحسن خلقی وارزقنی (اے علی جب تو شیشے میں نظر کرے تو یہ دعا پڑھ اللھم کما حسنت تا وارزقنی (اے اللہ جس طرح تو نے میری صورت کو اچھا کیا میری سیرت کو بھی اچھا فرما اور مجھے رزق نصیب فرما۔) یا علی واذا رأیت اسدا واشتد بک الامر فکبر ثلاثا وقل اللہ اکبر واجل واعز مما اخاف واحذر اللھم انی ادرئک فی نحرہ واعوذ بک من شرہ فانک تکفی باذن اللہ واذا رأیت کلبا یھتر فقل یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطن (اے علی جب تو شیر کو دیکھے اور تیرے لئے معاملہ مشکل ہو جائے تو تین دفعہ تکبیر کہہ کر پھر یہ پڑھ اللہ اکبر تا من شرہ (اللہ بڑا بزرگ غالب ہے ہر اس چیز سے جس سے میں خوف اور پرہیز کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیرے ساتھ اسکی مدافعت کرتا ہوں

اور اس کے شر سے تیرے ساتھ پناہ لیتا ہوں) پس تو کفایت کیا جائے گا۔ اور اگر کتے کو بدآواز کرتے دیکھے تو یہ آیت پڑھ یا معشر الجن والانس تا الا بسلطان) **یا علی** اذا خرجت من منزلك تريد حاجة فاقرأ اية الكرسى فان حاجتك تقضى ان شاء الله تعالى (اے علی جب تو اپنے گھر سے کسی کام کے لئے نکلے تو آیت الکرسی پڑھ۔ کیونکہ تیری حاجت پوری ہو گی۔) **یا علی** واذا توضأت فقل بسم الله والصلوٰة على رسول الله۔ (اے علی جب تو وضو کرے، تو بسم اللہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ پڑھا کر۔) **یا علی** صل من الليل ولو قدر حلب شاة وادع الله سبحانه بالاسحار لا ترد دعوتك فان الله سبحانه يقول والمستغفرين بالاسحار (اے علی رات میں نماز پڑھ اگرچہ بکری کے دودھ دوہنے کے قدر بھی ہو اور سحور کے وقت خدا سے دعا مانگ کیونکہ حق تعالیٰ نیک لوگوں کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ وہ سحر کے وقت خدا سے بخشش چاہنے والے ہیں۔) **یا علی** غسل الموتى فانه من غسل ميتا غفر له سبعون مغفرة لو قسمت مغفرة منها على جميع الخلق لوسعتهم فقلت يا رسول الله ما يقول من غسل ميتا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول غفرانك يا رحمٰن حتى تفرغ من الغسل (اے علی میت کو غسل دے کیونکہ جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اس کے لیے ستر بخشش کی جاتی ہے۔ اگر ایک بخشش جمیع مخلوق پر تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ غسل دینے والا کیا کہے فرمایا کہ غفرانک یا رحمٰن پڑھے (تیری بخشش چاہتا ہوں اے مہربان) یہاں تک کہ غسل سے فارغ ہو جائے۔)

یا علی لا تخرج فی سفر وحدك فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد۔ (اے علی سفر میں اکیلا مت نکل کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہو جاتا ہے اور دو سے بہت دور ہو تا ہے) **یا علی** ان الرجل اذا سافر وحده غاو والاثنان غاويان والثلاثة نفر (اے علی انسان جب اکیلا سفر کرتا ہے تو وہ ایک بھٹکنے والا ہے اگر دو ہیں تو وہ اسی طرح اور تین پوری جماعت ہیں)

یا علی اذا سافرت فلا تنزل الاودية فانها ماوى السباع والحيات (اے علی جب تو سفر کرے تو وادیوں میں نہ اترنا۔ کیونکہ وہ درندوں اور سانپوں کی جگہ ہیں۔) **یا علی** لا تردفن ثلاثة على دابة فان احدهم ملعون وهو المقدم (اے علی تین آدمیوں کو

Marfat.com

ایک ساتھ سواری پہ سوار نہ کر۔ کیونکہ ان میں سے ایک ملعون ہے اور وہ سب سے اگلا۔)
یا علی اذا ولد لک مولود غلام او جاریۃ فاذن فی اذنہ الیمنیٰ واقم فی اذنہ الیسریٰ فانہ لا یضرہ الشیطان (اے علی جب تیرا لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہہ کہ اس کو شیطان ضرر نہیں پہنچائے گا۔) یا علی لاتأت اهلك ليلة الهلال وليلة النصف فانه يتخوف على ولدك الخبل قال علي ولم يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال لان الجن يكثرون غشيان نسائهم ليلة النصف وليلة الهلال اما رأيت المجنون يصرع ليلة النصف وليلة الهلال (اے علی چاند کی پہلی اور درمیانی رات اپنے اہل کے قریب مت جا۔ کیونکہ اس سے مولود پر جنون کا خطرہ ہے۔ عرض کی کیا وجہ ہے فرمایا کیونکہ ان راتوں میں جنات عموماً اپنی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ان راتوں میں مجنون آدمی کو قدرے تخفیف ہو جاتی ہے۔) یا علی اذا نزلت بك شدة فقل اللهم انى اسألك بحق محمد وآل محمد عليك ان تنجيني واذا اردت الدخول الى مدينة او قرية فقل حين تعاينها اللهم انى اسألك خير هذه المدينة وخير ما كتبت فيها واعوذ بك من شرها ومن شر ما كتبت فيها اللهم ارزقني خيرها واعذني من شرها وحببنا الى اهلها وحبب صالحي اهلها الينا (اے علی جب تجھے کوئی سختی درپیش ہو تو پڑھ اللھم انی اسئلک بحق محمد وآل محمد ان تنجینی (اے اللہ مجھے بحق محمد وآل محمد نجات عطا فرما) اور جب کسی شہر یا قصبہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اُسے دیکھ کر پڑھ اللھم انی اسئلک خیر ھذہ المدینۃ تا الینا آخر تک (اے اللہ اس شہر کی بہتری طلب کرتا ہوں اور اس چیز کی بہتری جو تو نے اس میں لکھی ہے اور اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس کے اندر لکھی ہے پناہ مانگتا ہوں۔ اے مجھے اس کی بہتری نصیب فرما اور اس کے شر سے پناہ دے اور ہمیں اس کے رہنے والوں کی طرف محبوب فرما۔ اور اس کے نیک بندوں کو ہمارے لئے محبوب بنا۔) یا علی اذا نزلت منزلا فقل اللهم انزلنا منزلا مباركا وانت خير المنزلين ترزق خيره ويدفع عنك شره (اے علی جب تو کسی مقام میں اترے تو دعا مانگ۔ کہ اے خدا ہمیں اچھا اتارنا اتار اور تو بہتر اتارنے والوں کا ہے۔ تو اس مقام کی بہتری عطا کیا جائے گا اور اس کا شر تجھ سے دفع کیا جائے گا۔)

Marfat.com

یاعلی ایاک والمرائی فانہ لاتعقل حکمتہ ولا تؤمن فتنتہ (اے علی ریاکار آدمی سے بچ کیونکہ اس کی تدبیر غیر معقول ہوتی ہے اور اس کے فتنے سے امن نہیں ہوتا) یاعلی ایاک والدخول الی الحمام بلامیزر فانہ ملعون الناظر والمنظور الیہ (اے علی خبردار حمام میں بغیر پردے کے داخل مت ہونا۔ کیونکہ شرمگاہ کے دیکھنے اور دکھانے والا دونوں ملعون ہیں۔) یاعلی لاتختم بالسبابۃ والوسطی فانہ من فعل قوم لوط۔ (اے علی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگشتری نہ پہن۔ کیونکہ یہ قوم لوط علیہ السلام کا عمل ہے۔) یاعلی لاتلبس المعصفر ولاتبت فی ملحفۃ حمراء فانہا محتضرۃ الشیطان (اے علی عصفر (یمن میں ایک زرد رنگ کی گھاس ہوتی ہے) کے رنگے ہوئے کپڑے کو مت پہن اور نہ رات کو سرخ لحاف اوڑھ کیونکہ یہ شیطان کے حاضر ہونے کی چیزیں ہیں۔) یاعلی لاتقرأ وانت راکع ولاساجد (اے علی رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن مت پڑھ) یاعلی ایاک والمجادلۃ فانہا تحبط الاعمال (اے علی جھگڑے بازی سے بچ کیونکہ یہ اعمال کو ضائع کرتا ہے) یاعلی لاتنہر السائل ولوجاء علی فرس، واعطہ فان الصدقۃ تقع بید اللہ قبل ان تقع بید السائل۔ (اے علی سائل کو مت جھڑک اگرچہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے۔ اور اسے خیرات دے۔ کیونکہ صدقہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں واقع ہوتا ہے) یاعلی باکر بالصدقۃ فان البلاء لایتخطی الصدقۃ (اے علی صبح سویرے صدقہ کیا کر کیونکہ مصیبت صدقہ سے تجاوز نہیں کرسکتی۔) یاعلی علیک بحسن الخلق فانک تدرک بذالک درجۃ الصائم القائم (اے علی لازم کر حسن خلق کو کیونکہ اس سے تجھے روزہ دار نمازی کا ثواب ملیگا۔) یاعلی ایاک والغضب فان الشیطان اقدر مایکون علی ابن ادم اذا غضب (اے علی غصہ سے بچ کیونکہ شیطان کو غصہ کی حالت میں انسان پر سب سے زیادہ قابو ہوتا ہے) یاعلی ایاک والمزاح فانہ یذھب ببھاء ابن ادم ونشاطہ (اے علی (بیہودہ) مسخری کرنے سے بچ کیونکہ یہ آدمی کی وجاہت اور دل کی فراخی کو ضائع کرتی ہے۔) یاعلی علیک بقراءۃ قل ھو اللہ احد فانہا منہاۃ الفقر وایاک والزنا فان فیہ ستۃ خصال ثلاثۃ منہا فی الدنیا وثلاثۃ فی الاخرۃ واما التی فی الدنیا تعجل الفنا وتذھب الغناء و تمحق الرزق واما التی فی الاخرۃ فسوء الحساب وسخط رب الارباب، عزوجل

Marfat.com

والخلود فی النار او الخلوۃ شک الراوی (اے علی سورہ اخلاص کا پڑھنا لازم کر کیونکہ یہ فقر اور احتیاج کو روکنے والی ہے۔ اور زنا سے بچ۔ کیونکہ اس میں چھ باتیں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ وہ تین جو دنیا میں ہیں۔ یہ ہیں کہ اس سے تکلیف جلدی آتی ہے۔ اور دولتمندی چلی جاتی ہے۔ اور رزق بند ہو جاتا ہے۔ اور وہ تین جو آخرت میں ہیں۔ وہ حساب کی برائی اور خدا کی ناراضگی اور آتش دوزخ میں ہمیشہ رہنا یا اکیلا رہنا ہے۔ راوی نے شک کیا ہے۔)

یا علی واذا دخلت منزلک فسلم علی اهل بیتک یکثر خیر بیتک۔ (اے علی جب تو گھر میں جاوے تو اپنے اہل و عیال پر سلام کر۔ تیرے گھر میں بہتری زیادہ ہو گی۔)

یا علی احب الفقراء والمساکین یحبک اللہ (اے علی فقیروں اور مسکینوں کو دوست رکھ خدا تجھے دوست رکھیگا۔) **یا علی** لا تنهر المساکین والفقراء فتنهرک الملائکة یوم القیامة۔ (اے علی فقیروں اور مسکینوں کو مت جھڑک ورنہ بروز قیامت فرشتے تجھے جھڑکیں گے۔)

یا علی علیک بالصدقة فانها تدفع عنک السوء (اے علی صدقہ دینا لازم پکڑ۔ کیونکہ یہ بُرائی کو دفع کرتا ہے) **یا علی** انفق واوسع علی عیالک ولا تخش من ذی العرش اقلالا (اے علی خرچ کئے جا اور اہل و عیال پر فراخی کر اور مالک عرش سے افلاس کا خطرہ نہ کر) **یا علی** اذا رکبت دابة فقل الحمد للہ الذی کرمنا وهدانا للاسلام ومن علینا بمحمد علیه السلام الحمد للہ الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون (اے علی جب تو جانور پر سوار ہو تو یہ پڑھا کر الحمد للہ الذی تا آخر (سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں عزت بخشی اور اسلام کی ہدایت فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے ہم پر احسان فرمایا سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمارے لئے یہ تابع فرما دیا اور ہم نے اس کی طرف لوٹنا ہے) **یا علی** لا تغضبن اذا قیل لک اتق اللہ فیسوئک ذالک یوم القیامة (اے علی جب تجھے یہ کہا جاوے کہ خدا سے ڈر تو غصہ مت کرنا۔ ورنہ یہ بات تجھے قیامت میں تکلیف دے گی۔) **یا علی** ان اللہ یعجب من عبدہ اذا قال اللهم اغفر لی انه لا یغفر الذنوب الا انت یقول اللہ یا ملائکتی عبدی هذا علم انه لا یغفر الذنوب غیری اشهد وانی قد غفرت له (اے علی جب بندہ یہ کہتا ہے

Marfat.com

کہ اے اللہ مجھے بخش کیونکہ گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند آتی ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے اس بندے کو یقین ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔ تم گواہ رہو میں نے اُس کو بخش دیا) یا علی اذا لبست ثوبا جدیدا فقل بسم اللہ والحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واستغنی بہ عن الناس لم یبلغ الثوب رکبتیک حتی یغفر لک (اے علی جب تو نیا کپڑا پہنے تو یہ پڑھ بسم اللہ والحمد للہ تا عن الناس (خدا کے نام سے اور سب تعریف اس خدا کے لئے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اُس کے ذریعے لوگوں سے بے نیاز ہوتا ہوں) تیرا کپڑا ٹخنوں تک نہیں پہنچیگا مگر تیرے گناہ اس سے پہلے بخش دئے جائیں گے۔) یا علی من لبس ثوبا جدیدا فکسی فقیرا او یتیما او عریانا او مسکینا کان فی جوار اللہ وامنہ وحفظہ ما دام علیہ منہ سلک (اے علی جس نے نیا کپڑا پہنا اور پھر فقیر یا یتیم یا ننگے اور مسکین کو پہنایا وہ خدا کے قرب میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ جب تک کہ اس کی ایک تار بھی اس پر ہے) یا علی اذا دخلت السوق فقل حین تدخل بسم اللہ وباللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ یقول اللہ تعالیٰ عبدی ھذا ذکرنی والناس غافلون اشھدوا انی قد غفرت لہ (اے علی جب تو بازار میں داخل ہو۔ تو بوقت داخل ہونے کے بسم اللہ وباللہ تا عبدہ و رسولہ پڑھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بندے نے مجھے یاد کیا اور لوگ غافل ہیں گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا) یا علی ان اللہ یحب من یذکرہ فی الاسواق (اے علی اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے جو بازار میں اس کو یاد کرتا ہے) یا علی اذا دخلت المسجد فقل بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللھم افتح لی ابواب رحمتک اذا خرجت فقل بسم اللہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ اللھم افتح لی ابواب فضلک (اے علی جب تو مسجد میں داخل ہو تو یہ پڑھ بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ تا رحمتک (اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب باہر نکلے تو بسم اللہ تا فضلک پڑھ (اے اللہ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے) یا علی واذا سمعت المؤذن قل مثل مقالتہ یکتب لک مثل اجرہ (اے علی جب موذن کی اذان سنے تو تو بھی اسی طرح پڑھ کہ تیرے لئے بھی اس کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔) یا علی اذا فرغت

Marfat.com

عن وضوءك فقل اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين تخرج من ذنوبك كيوم ولدتك امك وتفتح لك ثمانية ابواب الجنة يقال ادخل من ايها شئت (اے علی جب وضو سے فارغ ہو تو یہ دعا مانگ اشہد ان لا الہ تا من المتطہرین (اے اللہ مجھے توبہ کرنیوالوں سے بنا اور پاکیزہ لوگوں سے) تو گناہوں سے ایسا نکل جائے گا۔ جیسا کہ ماں کے جننے کے وقت تھا۔ اور تیرے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھولے جائیں گے اور کہا جائے گا۔ کہ جس سے چاہے داخل ہو)

یا علی اذا فرغت من طعامك فقل الحمد لله الذي اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين۔ (اے علی جب تو طعام سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھ الحمد للہ الذی تا مسلمین (سب تعریف اس ذات کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا) یا علی اذا شربت ماءً فقل الحمد لله الذي سقانا ماءً جعله عذبا فراتا برحمته ولم يجعله ملحا اجاجا بذنوبنا نكتب شاكرا۔ (اے علی جب تو پانی پیئے تو یہ دعا مانگ الحمد للہ الذی تا بذنوبنا (سب تعریف اس ذات کے لئے جس نے ہمیں پانی پلایا اور اسے اپنی رحمت سے ٹھنڈا میٹھا بنایا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے کڑوا نمکین نہیں بنایا۔) یا علی ایاك والكذب فان الكذب يسود الوجه ولا يزال الرجل يكذب حتى يسمى عند الله كاذبا ويصدق حتى يسمى عند الله صادقا فان الكذب مجانب الايمان (اے علی جھوٹ سے پرہیز کر کیونکہ یہ انسان کے منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتے بولتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ خدا کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔ اور سچ بولتے بولتے اس درجہ پہ پہنچتا ہے۔ کہ خدا کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے۔ بے شک جھوٹ ایمان سے دور کر دیتا ہے۔) یا علی لا تغتابن احدا فان الغيبة تفطر الصائم والذي يغتاب الناس ياكل لحمه يوم القيامة (اے علی کسی کی غیبت مت کر کیونکہ غیبت روزے دار کا روزہ توڑ دیتی ہے اور جو شخص لوگوں کی غیبت کرتا ہے قیامت کے دن اپنا گوشت کھائے گا۔) یا علی اياك والنميمة فلا يدخل الجنة قتات يعني النمام (اے علی چغلی سے بچ کیونکہ چغل خور بہشت میں داخل نہ ہوگا) یا علی لا تحلف بالله كاذبا ولا صادقا (اے علی سچی جھوٹی قسم خدا کے نام کے ساتھ مت اٹھا) یا علی لا تجعلوا الله عرضة لايمانكم ان الله لا يرحم

Marfat.com

ولا یزکی من یحلف باللہ کاذبا (اے علی خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ مت بناؤ۔ بے شک خدا اس پر رحم نہیں کرتا اور نہ اُسے پاک کرتا ہے۔ جو اس کے نام کے ساتھ جھوٹی قسم اٹھاتا ہے۔) یا علی املك علیك لسانك وعود الخیر فان العبد یوم القیامۃ لیس علیہ شئ اشد خیفۃ من لسانہ۔ (اے علی اپنی زبان کو قابو میں رکھ کیونکہ انسان کے لئے قیامت کے دن زبان سے زیادہ خطرناک شئ اور کوئی نہیں۔) یا علی ایاك واللجاجۃ فانہا ندامۃ (اے علی جھگڑے بازی سے بچ کیونکہ یہ موجب پشیمانی ہے) یا علی ایاك والحرص فان الحرص اخرج اباك من الجنۃ (اے علی حرص سے بچ کیونکہ اسی نے تیرے باپ ابوالبشر کو بہشت سے نکالا) یا علی ایاك والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (اے علی حسد سے بچ کیونکہ یہ نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو) یا علی ویل لمن یکذب لیضحك الناس ویل لہ ویل لہ (اے علی ہلاکت ہے اس کے لئے جو اس لئے جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے۔ایسے آدمی کے لئے ہلاکت ہو ہلاکت ہو۔) یا علی علیك بالسواك فانہ مطھرۃ للفم ومرضاۃ للرب تعالیٰ ومجلات للاسنان (اے علی مسواک کو لازم کر کیونکہ یہ منہ کے لئے صفائی ہے اور خدا کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور دانتوں کو صفا کرنے والا ہے) یا علی علیك بالتخلل فانہ لیس شئ ابغض الی الملائکۃ ان تری فی اسنان العبد طعاما فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلت یارسول اللہ اخبرنی عن قولہ تعالیٰ فتلقیٰ ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ ماھؤلاء الکلمۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اھبط ادم بارض الھند وحوا بجدہ والحیۃ باصفہان وابلیس ببیسان ولم یکن فی الجنۃ احسن من الحیۃ والطاؤس وکان للحیۃ قوائم کقوائم البعیر فلما دخل ابلیس لعنہ اللہ جوفہا اغوی ادم علیہ الصلوٰۃ والسلام وخدعہ فغضب اللہ تعالیٰ علی الحیۃ فالقی عنہا قوائمہا وقال جعلت رزقك من التراب وجعلتك تمشین علی بطنك لارحم اللہ من رحمك وغضب اللہ تعالیٰ علی الطاؤس فمسخ رجلیہ لانہ کان دلیلا لابلیس علی الشجرۃ فمکث ادم علیہ السلام بارض الھند مائۃ سنۃ لایرفع

Marfat.com

رأسه الی السماء یبکی علی خطیئته و قد جلس جلسة الحزین فبعث جبرئیل علیه السلام فقال السلام علیک یا آدم اللہ عز وجل یقرئک السلام و یقول لک الم اخلقک بیدی و انفخ فیک من روحی الم اسجد الیک ملائکتی الم ازوجک حوا امتی ما ھذا البکاء قال یا جبرائیل و ما یمنعنی من البکاء و قد اخرجت من جوار ربی قال لہ جبرئیل علیہ السلام یا آدم تکلم بھؤلاء الکلمات فان اللہ تعالٰے غافر ذنبک و قابل توبتک قال فما ھی قال قل اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَارْحَمْنِیْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ فَھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ ۔ زلے علی دانتوں میں خلال کرنے کو لازم کر کیونکہ فرشتوں کو اس سے بڑھ کر کوئی شئی ناپسند نہیں کہ انسان کے دانتوں میں طعام کو دیکھیں پھر حضرت علی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالٰے کے اس قول سے خبر فرمائیے فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات (پس آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کلمات حاصل کر لئے) یہ کلمات کون سے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کو ہند میں اُتارا۔ اور حوا کو جدہ میں اور سانپ کو اصفہان میں ابلیس کو بیسان میں۔ اور مور اور سانپ سے زیادہ خوبصورت کوئی شئے نہ تھی۔ اور سانپ کے اونٹ کی طرح پاؤں تھے۔ پس جب ابلیس اس کے پیٹ میں داخل ہوا۔ اور حضرت آدم کو بہکایا تو خدا تعالٰی سانپ پر ناراض ہوا۔ اور اس کے پاؤں میٹ دئے اور فرمایا کہ میں نے تیرا رزق مٹی سے بنایا ہے۔ اور تو اپنے پیٹ پر چلتا رہے گا۔ خدا اس پر رحم نہ کرے جو تجھ پر رحم کرے۔ اور مور پر خدا تعالٰی ناراض ہوا۔ اور اس کے پاؤں بگاڑ دئے۔ کیونکہ وہ شیطان کو درخت کی رہنمائی کرتا تھا۔ پس آدم علیہ السلام ہند میں ایک سو سال ٹھہرے رہے ایسی حالت میں کہ آسمان کی طرف سر نہیں اُٹھاتے تھے۔ اور اپنی لغزش پر روتے تھے۔ ایک دن آپ غمگین ہو کر بیٹھے تھے کہ حضرت جبریل کو اللہ تعالٰے نے بھیجا۔

Marfat.com

اور آپ پر سلام فرما کر خدا کی طرف سے تحفہ سلام پیش کیا۔ اور عرض کی کہ حق تعالیٰ آپ کو فرماتے ہیں۔ کہ کیا میں نے تجھے اپنے قدرت کے ہاتھوں سے نہیں بنایا اور اپنی روح تجھ میں نہیں پھونکی۔ کیا میں نے تجھے مسجود ملائکہ نہیں بنایا۔ اور حضرت حوّا کو تیری بیوی نہیں بنایا۔ پھر یہ رونا کیسا ہے۔ حضرت آدم نے فرمایا۔ اے جبریل میں کیسے نہ روؤں حالانکہ خدا کی ہمسائیگی سے دور کیا گیا ہوں۔ حضرت جبریل نے فرمایا۔ کہ یہ کلمات بول خدا تیری غلطی معاف کرنے والا ہے اور تجھ پر رحمت کے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کلمات کون سے ہیں؟ تب یہ کلمات ارشاد فرمائے جو مذکور ہیں۔ اللھم انی اسئلك تا آخر (اے اللہ میں تجھ سے بوسیلہ محمد و آل محمد سوال کرتا ہوں۔ تو پاک ہے تو ہی عبادت کے لائق ہے۔ میں نے غلطی کی اور اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تو معاف فرما تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں تو ہی سب سے بڑا رحم کرنیوالا ہے) یا علی وانھاك عن حیات البیوت الا الافطس والابتر فانھما شیطانان۔ (اے علی میں تجھے گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع کرتا ہوں مگر دو سانپوں سے ایک وہ سانپ جس کے سر پر سفید نشان ہوتا ہے۔ اور دوسرا وہ جس کا دم کٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دونو شیطان ہیں) یا علی واذا رأیت حیۃ فی رحلك فلا تقتلھا حتی تخرج علیھا ثلاثا فان عادت الرابعۃ فاقتلھا (اے علی جب تو سانپ اپنے ڈیرے پر دیکھے تو اس کو مت قتل کر یہاں تک کہ اُس پر تین بار یہ ظاہر کر کہ ہم تجھ سے تکلیف میں ہیں۔ پس اگر چوتھی بار پھر آئے تو قتل کر دے۔) یا علی واذا رأیت حیۃ فی الطریق فاقتلھا فانی قد اشترطت علی الجنی ان لا یظھروا فی صورۃ الحیات فی الطریق فمن فعل خلی بنفسہ للقتل (اے علی جب تجھے راستے میں سانپ نظر آئے تو اُسے مار دے۔ کیونکہ میں نے جنات سے یہ شرط کی ہے کہ راستے میں سانپ بن کر ظاہر نہ ہوں۔ پس جو ایسا کرے اُس نے اپنے آپ کو خود قتل کے لئے پیش کیا۔) یا علی اربع خصال من الشقاء جمود العین وقساوۃ القلب وبعد الامل وحب الدنیا (اے علی چار عادتیں بدبختی سے ہیں۔ آنکھوں کا رونے سے خشک ہونا اور دل کی سختی۔ اور آرزوؤں کا لمبا ہونا اور دنیا کی محبت۔) یا علی انھاك عن اربع خصال عظام الحسد والحرص والغضب والکذب (اے تجھے چار بڑی خصلتوں سے منع کرتا ہوں۔ حسد۔

Marfat.com

حرص۔ غصہ۔ جھوٹ۔) یاعلی الا انبئک بشر الناس قال قلت بلی یارسول اللہ
قال من سافر وحدہ ومنع رفدہ وضرب عبدہ الا انبئک بشر من ھؤلاء جمیعاً
قال قلت بلی رسول اللہ قال من لایرجی خیرہ ولا یؤمن شرہ (اے علی کیا تجھے لوگوں
سے بدترین آدمی نہ بتاؤں عرض کی ہاں فرمایا جو اکیلا سفر کرے۔ اور دوسرے سے اپنا عطیہ
روک رکھے اور اپنے غلام کو مارے۔ کیا تجھے ان سے بدترین آدمی نہ بتاؤں عرض کیا ہاں فرمایا۔
جس کی اچھائی کی امید نہ ہو اور جس کے شر سے امن نہ ہو۔) یاعلی اذا صلیت علی جنازۃ
فقل اَللّٰھُمَّ ھٰذا عَبدُکَ وَابنُ عَبدِکَ وَابنُ اَمَتِکَ ماضٍ فِیہِ حُکمُکَ خَلقتَہ
وَلَم یَکُ شَیئاً مَذکُوراً نَزَلَ بِکَ وَاَنتَ خَیرُ مَنزُولٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ لَقِّنہُ حُجَّتَہ وَ
اَلحِقہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَثَبِّتہُ بِالقَولِ الثَّابِتِ فَاِنَّہٗ اِفتَقَرَ اِلَیکَ وَ
استَغنَیتَ عَنہُ کَانَ یَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ فَاغفِر لَہٗ وَارحَمہُ وَلَا تَحرِمنَا
اَجرَہٗ وَلَا تَفتِنَّا بَعدَہٗ اَللّٰھُمَّ اِن کَانَ زَاکِیاً فَزَکِّہٖ وَاِن کَانَ خَاطِئاً فَاغفِر لَہٗ
(اے علی جب تو نماز جنازہ پڑھے تو یہ دعا مانگ۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذا عَبدُکَ تا آخر (اے خدا
یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے اور باندی کا بیٹا ہے تیرا حکم اس میں جاری ہے تو نے اسے پیدا
کیا ہے۔ تیرے پاس آرہا ہے۔ تو اسے معاف فرما۔ اور رحم کر اور ہمیں اس کے ثواب سے
محروم نہ کر۔) یاعلی واذا صلیت جنازۃ امرأۃ فقل اَللّٰھُمَّ اَنتَ خَلَقتَھَا وَاَنتَ
اَحیَیتَھَا وَاَنتَ اَمَتَّھَا تَعلَمُ سِرَّھَا وَعَلَانِیَتَھَا جِئنَاکَ شُفَعَاءَ لَھَا فَاغفِر لَھَا
وَارحَمھَا وَلَا تَحرِمنَا اَجرَھَا وَلَا تَفتِنَّا بَعدَھَا واذا صلیت علی طفل فقل
اَللّٰھُمَّ اجعَلہُ لِوَالِدَیہِ سَلَفاً وَاجعَلہُ لَھُمَا رُشداً وَاجعَلہُ لَھُمَا نُوراً وَاجعَلہُ
لَھُمَا فَرَطاً وَاَعقِب وَالِدَیہِ الجَنَّۃَ وَلَا تَحرِمھُمَا اَجرَہٗ وَلَا تَفتِنھُمَا بَعدَہٗ۔
(اے علی اور جب عورت کا جنازہ پڑھے۔ تو یہ دعا مانگ (اللھم انت تا بعدھا) اے اللہ تو نے اس کو
پیدا فرمایا۔ اور تو نے زندہ کیا اور تو نے ہی اُسے وفات دی۔ تو اس کے مخفی اور ظاہر حالات جانتا
ہے۔ ہم اس کی سفارش کے لئے حاضر ہوئے ہیں اسے مغفرت فرما اور اس پر رحم کر اور اس
کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما۔ اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔ اور جب بچے کا جنازہ

Marfat.com

پڑھے تو یہ دعا مانگ (اللھم اجعلہ لوالدیہ تا آخر) اے خدا اس کو والدین کے لئے پیش رو اور ذخیرہ اور رشد اور نور بنا اور ان کو اس کے بدلے میں جنت نصیب فرما اور ان کو اس کے اجر سے محروم نہ کر اور فتنہ میں نہ ڈال) **یا علی** اذا توضأت فقل اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ وَتَمَامَ مَغْفِرَتِکَ وَرِضْوَانِکَ (اے علی وضو کے وقت یہ دعا پڑھا کر (اللھم انی اسئلک تا آخر) اے خدا تجھ سے وضو کے مکمل ہونے کا سوال کرتا ہوں اور تیری بخشش اور رضامندی طلب کرتا ہوں۔) **یا علی** ان العبد المؤمن اذا اتی علیہ اربعون سنۃ امنہ اللہ من البلایا الثلاثۃ الجنون والجذام والبرص واذا اتت علیہ ستون سنۃ نھو فی اقبال وبعد الستین فی ادبار ورزقہ اللہ الانابۃ فیما یحب واذا اتت علیہ سبعون سنۃ احبہ اھل السموات وصالحوا اھل الارض واذا اتت علیہ ثمانون سنۃ کتبت لہ حسناتہ ومحیت عنہ سیئاتہ واذا اتت علیہ تسعون سنۃ غفر اللہ لہ ماتقدم من ذنبہ وما تاخر واذا اتت علیہ مائۃ سنۃ کتب اللہ اسمہ فی السمآء اسیر اللہ فی ارضہ وکان جلیس اللہ تعالیٰ (اے علی جب مومن آدمی چالیس برس کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو تین مصیبتوں سے بےخوف کر دیتا ہے۔ جنون۔ جذام اور برص سے۔ اور جب ساٹھ برس کا ہوتا ہے تو وہ ترقی میں ہوتا ہے اور جب ساٹھ سے بڑھتا ہے۔ تو تنزل میں اور اللہ تعالےٰ اس کو توبہ نصیب کرتا ہے۔ اور جب ستر برس کا ہوتا ہے۔ تو اس کو آسمان والے اور نیک لوگ زمین والے دوست رکھتے ہیں۔ اور جب اسی برس کا ہوتا ہے۔ تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اور جب نوے برس کا ہوتا ہے۔ تو اس کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اور جب سو برس کا ہوجاتا ہے۔ تو زمین میں خدا کا اسیر لکھا جاتا ہے۔ اور وہ خدا کا جلیس ہوتا ہے۔) **یا علی** احفظ وصیتی احفظ وصیتی انک علی الحق والحق معک ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ وصل وسلم علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ واخر دعوٰنا ان الحمد

Marfat.com

لله رب العالمین ۔ (اے علی میری یہ وصیت یاد رکھ۔ یاد رکھ۔ بے شک تو حق پر ہے۔ اور حق تیرے ساتھ ہے۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول چوک گئے۔ تو ہمیں مواخذہ نہ فرمانا۔ اور صلوٰۃ وسلام نازل فرما ہمارے سردار جناب محمد علیہ السلام اور آپ کی آل پر۔ اور ہماری آخری دعا یہ ہے کہ سب تعریف اللہ پروردگار عالمین کے لئے ہے)

ختم شد

ترجمہ احادیث ماخوذہ از فتوحات مکیہ جلد چہارم حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ از دست احقر العباد فیض احمد مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف۔

تتمة

یقول مصححه الحافظ الغازی عفی عنه حمداً لمن انعم علینا باظهار الحق فی معنی کلمة التوحید ونجانا من شبهات مولوی صوفی عبدالرحمن لکهنوی علی لسان العلامة الفاضل والولی الکامل معدن العلوم الظاهرية ومنبع الفیوض الباطنية حاج الحرمین الشریفین السید الجیلانی سیدنا ومرشدنا پیر مهر علی شاه قدس سره ساکن گولڑه شریف افاض الله علینا من برکاتهم وصلوٰة وسلاماً علی من قال ید الله علی الجماعة من شذ شذ فی النار - اما بعد فقد تم بحمده تعالٰی طبع الکتاب المستطاب المسمی بتحقیق الحق فی کلمة الحق فی شهر جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ من الهجرة النبوية علی صاحبها الوف من الصلوٰة والاف من التحية

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی تصحیح حضرت مولانا حافظ محمد غازی صاحب مرحوم مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف نے کی اور اس دوسرے ایڈیشن کی تصحیح مکرمی مولانا عبدالرحمن صاحب بنگوی اور بندۂ ناچیز فیض احمد مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف نے کی اللہ تعالیٰ بطفیل حضرت قبلہ عالم اور آپکے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہم سب پر رحم فرمائے آمین۔

طبع ثانی بمعہ ترجمہ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق مارچ ۱۹۶۲ء میں ہوئی۔

Marfat.com

استفتاء

حامداً و مصلیاً۔ سیدی وسندی روحی و روحی لازالت شموسس افاضتکم

ہدیہ سلام مسنون۔ بعد اداب اشتیاق مشحون قبول ہو۔ اما بعد معروض آنکہ ایک حیوان مسروقہ جس کے مالک کا کچھ پتہ نہیں ملتا اور کسی دور علاقہ سے سرقہ ہو کر دست بدست فروخت ہوتا ہے اسکا خرید نا جائز ہے یا نہیں۔ ایک عزیز دریافت فرماتے ہیں اور حیوان مذکور جواسپ مادی ہے خریدنا چاہتے ہیں۔ بائع حکام کی گرفت کا ذمہ لیتا ہے اور ہر طرح بیجونی ظاہر کرتا ہے جواب باصواب سے سرفراز فرمایا جاوے۔ ۲۔ بازاری عورتیں جو اپنے خاوند زندہ چھوڑ کر پیشے بیٹھ جاتی ہیں انکا نکاح باقی رہتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے اگر ٹوٹتا ہے تو کیوں اور کس طرح۔ بعض اہل علم علماء غیر مقلدین سے فسخ نکاح کا فتوے دیتے ہیں۔ جواب مفصل اور مدلل ہو۔

۳۔ احتیاط بعد جمعہ کی نیت کسطرح کی جاوے۔ وہ الفاظ ارقام فرمادیں اور یہ کہ دو رکعت نماز جمعہ کے بعد ہی چار رکعت نماز احتیاط ادا کی جاویں یا چار رکعت سنت بعد جمعہ پڑھ کر پھر چار رکعت نماز احتیاط ادا کی جاوے۔

۴۔ ایک چھوٹی مسجد جو آبادی میں گھر گئی ہو اور بجائے اسکے دوسری جگہ مسجد تعمیر کی جاوے۔ اس پہلی مسجد کو شہید کرنا جائز ہے۔ یا نہیں؟ اس کے مقفل اور بند رہنے سے اندیشہ نقب وغیرہ ہے۔ بینوا توجروا۔

۵۔ راستہ میں چلتے ہوئے درود شریف پڑھنا اور بے وضو درود شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

۶۔ بصورت اندیشہ زنا منکوحہ مفقود الخبر جو سات برس سے مفقود الخبر ہو دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہئے یا نہیں۔ مولوی غلام محمد صاحب مدرس اول نعمانیہ فتوی بعدم جواز بر نکاح بحوالہ کتب فقہ تحریر فرماتے ہیں۔ فقہاء کے قیود اور بعدم جواز نکاح منکوحہ مفقود ہی تکلیف پیدا کرتا ہے۔ جو بنود یا دیگر اقوام میں عدم جواز نکاح ثانی سے ہے۔ جو لا یکلف اللہ نفسا کی رخصت کے منافی ہے۔ فقط نیاز۔ محبوب عالم از ستراہ۔

الجواب ھو الصواب

۱۔ بیع مال مسروقہ مثل بیع مال المغصوب و مال الغیر بغیر اذن مالک وغیرہ کے ہے۔ اس صورت میں بیع اول فاسد ہے۔ جس کا حکم فسخ العقد ہے لیکن مشتری اول بعد القبض مالک مشتری ہو جاتا ہے۔ پس اگر بعد القبض مشتری اول اصرار کرے اور بائع اول کے سوا دوسرے شخص کے ہاتھ اس مبیعہ کو بہ بیع صحیح فروخت کر دے تو یہ بیع نافذ ہو جاویگی۔ اور جمیع تصرفات مشتری کے لئے درست و جائز ہو جائیں گے۔ چنانچہ در مختار میں ہے۔ فان باعہ ای باع المشتری فاسدا بیعا صحیحا باتا بغیر بائعہ او وھبہ

Marfat.com

وسلمه او اعتقه بعد قبضه او رهنه او اوصی به نفذ البیع الفاسد فی جمیع ما مر وامتنع الفسخ لتعلق حق العبد به اور کنز وغیرہ میں ہے۔ ولکل منهما فسخه الا ان یبیع المشتری او یهب الخ۔

۲۔ بازاری عورتیں جن کے خاوند زندہ ہیں۔ اور پیشہ بدکاری اختیار کر کے بیٹھ گئی ہیں ان کا نکاح بدستور قائم ہے۔ زنا موجب فسخ نکاح نہیں ہے۔ تاوقتیکہ خاوند طلاق نہ دے یا احد الزوجین میں العیاذ باللہ ارتداد نہ پایا جائے یا زانیہ منحلۃ النکاح نہ ہو نکاح قائم رہیگا۔

۳۔ احتیاطی بعد الجمعہ کی نیت فقہاء کرام نے بایں الفاظ نقل فرمائی ہے نویت ان اصلی اربعاً اخر فرض ادرکت وقته ولم اوده اور یہ چار رکعت احتیاطی بعد سنت الجمعہ پڑھنی چاہئیں۔

۴۔ مسجد دائماً مسجد ہی باقی رہیگی خواہ مکانات کے اندر آجائے یا میدان میں رہے اس کا شہید کرنا جائز نہیں ہے اگر آمد و رفت نمازیوں کی اس مسجد میں نہیں ہو سکتی ہے تو بحفاظت تمام اس کو مقفل کر دینا چاہیئے۔ ہاں اگر وہ مسجد ابتداء ہی سے عبارت ذیل کی مصداق ہے۔ تو اس کو شہید کر کے مکان وغیرہ بنا لینا درست ہے۔ ومن جعل مسجد اتخذه سرداب او فوقه بیت وجعل باب المسجد الی الطریق وعزله عن ملکه فله ان یبیعه وان مات یورث عنه لانه لم یخلص لله تعالیٰ لبقاء حق العبد متعلقا به وکذالک ان اتخذ وسط داره مسجد او اذن للناس بالدخول فیه۔

۵۔ بے وضو اور ناپاک راستہ میں درود شریف پڑھنا بے ادبی ہے۔ ہاں اگر راستہ پاک ہے۔ تو چلتے پھرتے درود شریف پڑھنا کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر فائدہ بغیر حضور قلب نہیں۔ اور وہ غالباً بیٹھ کر پڑھنے سے ہوتا ہے۔ الا بعض مشاق صاحب استغراق ہر طرح فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

۶۔ حنفیہ کے نزدیک زوجہ مفقود الخبر کی مدت نوّے ۹۰ سال یا کم و بیش ہے۔ مگر مالک علیہ الرحمتہ کے نزدیک چار سال مع عدت وفات گذارنے کے بعد زوجہ مفقود الخبر کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ اور ضرورت کے وقت حضرات احناف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی اس پر فتوے دینا درست فرمایا ہے۔ جیسا کہ شامی وغیرہ میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہٗ عَلم خود از گولڑہ

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب چھاپنے کا قصد نہ کرے)

اشتہار

واضح ہو کہ کتاب کلمۃ الحق تصنیف مولوی وصوفی عبدالرحمٰن مرحوم لکھنوی جس کا مضمون یہ ہے کہ معنی کلمہ توحید کے یہ ہیں۔ کہ بُت عین اللہ ہیں نہ غیر اور اسی پر دال ہیں نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ علے صاحبہا التحیۃ اور کل امت مرحومہ ساتھ اس عقیدہ کے مکلف ہے۔ اگرچہ توحید وجودی نزدیک صوفیہ محققین کے حق ہے مثل شیخ اکبر و عارف جامی وشاہ عبدالعزیز وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم مگر کل امت کا مکلف ہونا ساتھ اس عقیدہ کے اور اس کو نصوص واحادیث سے بعبارت النص ثابت کرنا اور معنے کلمہ توحید کے بطرز مذکور بیان کرنا اور کل علماء کو غلطی پر محمول کرنا اس میں صوفی صاحب مذکور منفرد ہیں۔ اور آجتک کتاب مذکور کا جواب کسی سے شائع نہ ہوا تھا الحمدللہ والمنۃ کہ ان ایام میں بباعث استدعا بعض علماء حضرت پیر صاحب سیدنا ومرشدنا السید الجیلانی پیر **مہر علی شاہ** ساکن گولڑہ شریف نے سرسری طور پر چند اوراق اظہار الحق فی جواب کلمۃ الحق تحریر فرمائے۔ علاوہ جواب کے اس کتاب میں اور فوائد بھی مندرج ہیں۔ تحقیق توحید الوجودی ومایتعلق بہ وشمائل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووصایا لابی ہریرۃ وعلی رضی اللہ عنہم۔ لہذا اس کتاب کا چھپوانا ضروری تھا۔ تاکہ فائدہ عام ہو۔

حافظ غازی عفی عنہ ساکن گولڑہ شریف

(الصوفی علی لکاتبہ قاضی محمد نورعالم)

Marfat.com